پاک وہند کے سینکڑوں مُفتیانِ کرام کے فتاویٰ جات سے آراستہ

جدید

میڈیکل کے مسائل کا حل

مع

خواتین کے جدید مسائل کا حل

قرآن وسُنت کی روشنی میں

میڈیکل سائنس سے متعلق احکام
خواتین کیلئے علاج معالجہ اور پاکی ناپاکی کے ضروری مسائل
مریض ومعالج کے بارہ میں اہم شرعی ہدایات
ایک ایسا جدید مجموعہ جس کا مطالعہ ہر مسلمان مرد و
عورت کیلئے بالعموم اور معالجین ڈاکٹر وحکیم حضرات کیلئے
بالخصوص نہایت ضروری اور بہت نافع ہے

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ
شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی
ڈاکٹر محمد طیب احمد ملتان... ڈاکٹر محمد امجد احسن علی کراچی
ودیگر اکابر

اِدارۂ تالیفاتِ اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان (0322-6180738)
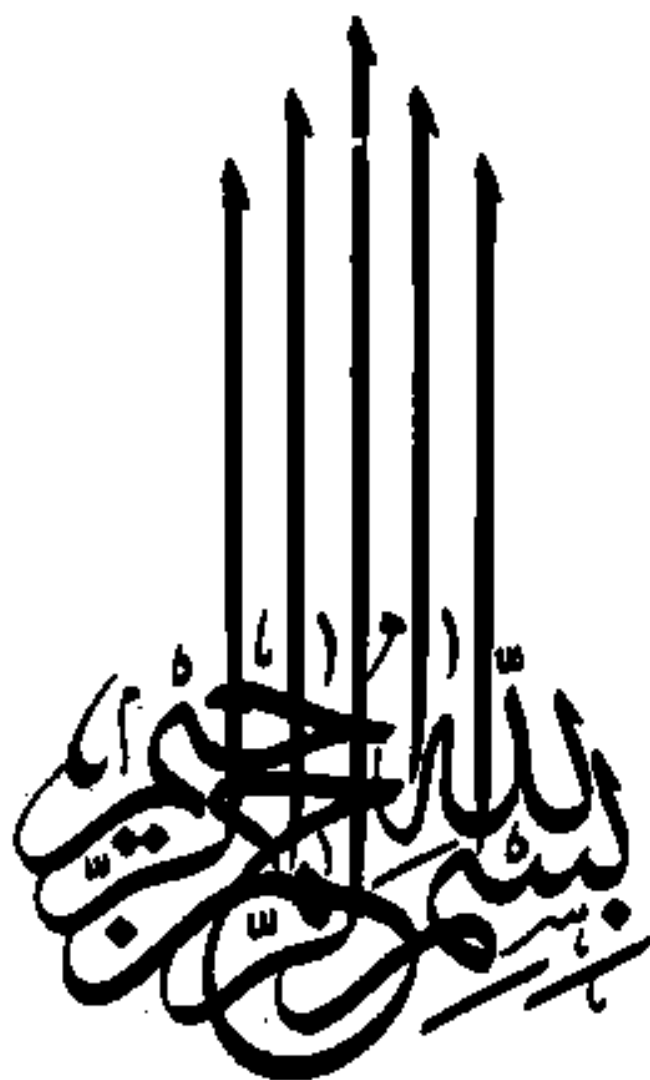
جدید

میڈیکل کے مسائل کا حل

قرآن وسنت کی روشنی میں

خواتین کے جدید مسائل کا حل

03-2016

جدید

میڈیکل کے مسائل کا حل

قرآن و سنت کی روشنی میں

خواتین کے جدید مسائل کا حل

میڈیکل سائنس سے متعلق احکام
خواتین کیلئے علاج معالجہ اور پاکی
ناپاکی کے ضروری مسائل...
مریض و معالج کے بارہ میں اہم
شرعی ہدایات
ایک ایسا جدید مجموعہ جس کا مطالعہ
ہر مسلمان مرد و عورت کیلئے بالعموم
اور معالجین
ڈاکٹر و حکیم حضرات کیلئے بالخصوص
نہایت ضروری اور
بہت نافع ہے

از افادات
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ
حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب مدظلہ صادق آبادی
شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی
حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ لاہور
ڈاکٹر محمد طیب احمد ملتان... ڈاکٹر محمد امجد احسن علی کراچی

ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(0322-6180738, 061-4519240

جدید

میڈیکل کے مسائل کا حل

قرآن وسنت کی روشنی میں

خواتین کے جدید مسائل کا حل

ناشر.....................ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

طباعت.....................سلامت اقبال پریس ملتان

اشاعت اوّل.....................2013

اشاعت دوم.....................2016

اشاعت سوم.....................2018

انتباہ

قارئین سے گذارش

ادارہ کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس کام کیلئے ادارہ میں علماء کی ایک جماعت موجود رہتی ہے۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو برائے مہربانی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاکم اللہ

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان پاکستان

ادارہ اسلامیات.......انارکلی.......لاہور
مکتبہ سید احمد شہید.......اردو بازار.......لاہور
مکتبہ رحمانیہ.......اردو بازار.......لاہور
اسلامی کتاب گھر.......خیابان سرسید.......راولپنڈی
اسلامک بک کمپنی.......امین پور بازار.......فیصل آباد
مکتبہ رشیدیہ.......سرکی روڈ.......کوئٹہ
مکتبۃ الشیخ.......بہادر آباد.......کراچی
والی کتاب گھر.......گوجرانوالہ
مکتبہ علمیہ.......اکوڑہ خٹک

دارالاشاعت.......اردو بازار.......کراچی
قرآن محل.......کمیٹی چوک.......راولپنڈی
مکتبہ دارالاخلاص.......قصہ خوانی بازار.......پشاور
مکتبہ اسلامیہ.......امین پور بازار.......فیصل آباد
ممتاز کتب خانہ.......قصہ خوانی بازار.......پشاور
مکتبہ ماجدیہ.......سرکی روڈ.......کوئٹہ
مکتبہ عمر فاروق.......شاہ فیصل کالونی.......کراچی
مکتبہ نعمانیہ.......گوجرانوالہ
اسلامی کتاب گھر.......ایبٹ آباد

Shop Online:www.Taleefat.com

عرض ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً اما بعد۔ دین اسلام کی جامعیت ہر آنے والے دن آشکارہ ہو رہی ہے۔انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارہ میں دین نے اپنے مبارک احکام حدود اور آداب نہ بتائے ہوں۔انسانی زندگی نشیب و فراز سے مرکب ہے صحت و مرض ساتھ ساتھ ہیں۔اس سلسلہ میں طبیب اعظم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض وصحت کے متعلق جو الہامی رہنمائی فرمائی وہ آج بھی جدید سائنس کے لیے مینارہ نور ہے۔

محترم ڈاکٹر محمد طیب صاحب ماشاء اللہ صالح معالج ہیں جنہوں نے زمانہ طالب علمی میں میڈیکل سے متعلق جدید اور اہم مسائل دارالعلوم کراچی کے ارباب افتاء سے تحریری سوال وجواب کی شکل میں طلب کیے جن کی تعداد سو کے قریب ہے۔یہ فتاویٰ جات معالجین کے لیے بالخصوص اور عامۃ المسلمین کے لیے بالعموم نافع ہیں۔زیر نظر جدید کتاب کا حصہ اول انہی فتاویٰ جات پر مشتمل ہے جبکہ حصہ دوم میں میڈیکل سے متعلق دیگر ضروری احکام جمع کیے گئے ہیں۔ نیز خواتین سے متعلق بھی اہم مسائل آگئے ہیں۔اس طرح اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ کتاب میڈیکل کے طلباء و طالبات اور حکماء و ڈاکٹر حضرات کیساتھ ساتھ ہسپتال کے ذمہ داران نرس سٹاف وغیرہ کے لیے بھی بہترین دینی راہنما ہے۔کوشش کی ہے کہ ہر بات با حوالہ ہو اور مستند مفتیان کرام و اہل علم کی کتب ہی اس کتاب کا ماخذ ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق دینی راہنمائی حاصل کر کے شریعت کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی توفیق دے کہ دینی راہنمائی کے بغیر نہ ہماری دنیاوی زندگی پرسکون بن سکتی ہے اور نہ ہمیں اخروی زندگی میں نجات مل سکتی ہے۔اللہ تعالیٰ جدید میڈیکل مسائل کے حوالہ سے اس خدمت کو شرف قبول نصیب فرمائے۔آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

والسلام — محمد اسحٰق غفرلہٗ

شعبان المعظم 1434ھ — بمطابق جون 2013ء

معالجین کی خدمت میں

طبیب اعظم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مامن مسلم یعود مسلما غدوة الاصلی علیه سبعون الف ملک حتی یمسی وان عاد عشیة الا صلی علیه سبعون الف ملک حتی یصبح وکان له خریف فی الجنة

جب کوئی مسلمان بندہ اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو صبح سے لیکر شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر شام کو عیادت کرتا ہے تو شام سے لیکر صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے حق میں مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جنت میں اس کیلئے ایک باغ متعین فرمادیتے ہیں۔ (ترمذی کتاب الجنائز باب عیادۃ المریض)

محترم معالجین! آپ کے پاس مریض آتے ہیں تو آپ کو ان کی کیفیت جاننے کیلئے پوچھنا ہی پڑتا ہے کہ کیا حال ہے؟

اگر یہ پوچھنے سے پہلے عیادت کی بھی نیت کرلیں تو صبح وشام ستر ہزار فرشتوں کی دُعا مغفرت حاصل کرکے چند لمحوں میں ہزاروں نیکیاں کما سکتے ہیں۔

نیز مریض کی عیادت کرنے والوں کیلئے بھی مذکورہ حدیث میں بڑی بشارت ہے۔

فہرست عنوانات

حصہ دوم اضافہ جدیدہ ومفیدہ از اکابر

حصہ اول

پیش لفظ

زیرِ نظر رسالہ میڈیکل سائنس کے بارے میں ہے جو کہ مختلف اوقات میں ملک کی عظیم دینی درسگاہ دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی سے جاری ہوئے۔ آج کل میڈیکل کا شعبہ جس عروج و ترقی پر ہے اس کا زمانہ قدیم میں شاید تصور بھی نہ ہو۔ جدید میڈیکل علاج معالجہ کے لحاظ سے اس ترقی نے بہت سے نئے مسائل بھی پیدا کئے ہیں۔ لہٰذا ضرورت تھی کہ ان کا اسلامی نقطہ نظر کے مطابق جائزہ لیا جائے۔ اس میں بہت سے مسائل تو مختلف طریقہ علاج کے سلسلہ میں ہیں اور بہت سے ڈاکٹروں اور مختلف دوا ساز کمپنیوں اور مریضوں سے متعلق ہیں۔ بہت سے لوگوں نے اس شعبہ کو انسانی ہمدردی کی بجائے معاش کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ ایسے لوگوں کی خواہ وہ ڈاکٹر ہوں یا میڈیکل کے کسی شعبہ سے تعلق رکھتے ہوں اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ مریض کی مصلحت اور اس کی خیر خواہی کو مدنظر رکھ کر شرعی و اخلاقی تقاضے پورے کریں۔

اسی فرض کو ادا کرنے کیلئے عزیز ڈاکٹر محمد طیب احمد صاحب میدان میں آئے اور اس سلسلہ میں پیش آنیوالے مسائل کو (جب وہ نشتر میڈیکل کالج ملتان میں زیرِ تعلیم تھے) دارالعلوم کراچی میں بھیجتے رہے اور ان کے جوابات حاصل کرتے رہے جو کہ تقریباً ایک صد مسائل بن گئے۔ یہ مسائل اگرچہ انفراداً پوچھے گئے مگر ان کا تعلق اجتماعی مسائل سے ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے انہیں شائع کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے راقم سے بھی مشاورت کی اور تائید کی صورت میں ان کی تصحیح و تعلیق کا کام بھی احقر کے سپرد کیا۔ بندہ نے ان کی فرمائش کے مطابق ان مسائل پر نظرِ ثانی بھی کی اور عنوانات بھی تجویز کردیئے ہیں۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس رسالہ کو پیشہ طِب سے وابستہ افراد کیلئے بالخصوص اور عام مسلمانوں کے بالعموم نافع بنائیں۔ آمین!

بندہ عبدالحکیم نائب مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

منصوبہ بندی کی جائز و ناجائز صورتیں

سوال نمبر 1۔ کیا منصوبہ بندی جائز ہے یا نہیں؟

(الف)۔ اگر ماں کی صحت کو خطرہ ہو تو کیا منصوبہ بندی کرائی جاسکتی ہے؟

(ب)۔ کیا اولاد کی پیدائش میں وقفہ کرنا جائز ہے؟

(ج)۔ وہ کونسی صورتیں ہیں جن میں منصوبہ بندی جائز ہے؟

(د)۔ وہ کونسی صورتیں ہیں جن میں بچوں کی پیدائش میں وقفہ کرنا جائز ہے؟

جواب: الف تا د: خاندانی منصوبہ بندی کیلئے ایسی صورت اختیار کرنا جس کے سبب دائمی طور پر اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو جائے خواہ مرد کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے، کسی دوا یا انجکشن کے ذریعہ یا آپریشن یا خارجی تدابیر سے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا جائز نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع فرمایا۔ صحیح بخاری میں یہ واقعہ مذکور ہے۔

قال عبد اللہ کنا نغز و مع رسول اللہؐ ولیس لنا شیٔ فقلنا الا نستخصی فنھانا عن ذالک (بخاری شریف ج ۱ ص ۷۰۹)

البتہ کمزور عورت کو حمل کی وجہ سے شدید تکلیف ہوتی ہو یا اس کا حاملہ ہونا دوسری اولاد کیلئے مضر ہو تو وقتی طور پر ایسی تدابیر اختیار کرنا یا دوا کھالینا تاکہ دو یا تین سال یا تندرست ہونے تک حمل قرار نہ پائے تو اس کی گنجائش ہے۔

الجواب صحیح
محمود اشرف عثمانی
۱۵ / ۷ / ۱۴۱۷ھ

[illegible]
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۱۴ / ۷ / ۱۴۱۷ھ

کسی صورت میں چار ماہ کے بعد اِسقاطِ حمل جائز نہیں

سوال نمبر 2۔ کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام ان درج ذیل مسائل کے بارے میں؟

(الف) اگر حمل کے چھٹے یا ساتویں مہینے میں معلوم ہو کہ بچہ معذور ہے تو کیا اسقاط حمل کروایا جاسکتا ہے؟

(ب) اگر ماں کی صحت کو خطرہ ہو تو چھٹے ساتویں مہینے میں اسقاط کرواسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(الف، ب) شرعاً چھ سات ماہ کے بعد بلکہ چار ماہ کے بعد بھی بچے کے معذور ہونے، کمزور ہونے یا عورت کی صحت کو خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے اسقاط حمل جائز نہیں کیونکہ اس میں قتل نفس کا گناہ ہے جو گناہ عظیم ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اسقاطِ حمل ناجائز ہے اور اس سے احتراز لازم ہے اور صحت کیلئے جہاں تک ہوسکے احتیاطی تدابیر بھی کرتے رہنا چاہئے۔

فی الدرص ١٧٦ ج ٣ وقالوا یباح اسقاط الولد قبل اربعة اشهر لو بلا اذن الزوج

وفی الشامی تحت قوله (وقالوا) فی النهر بقی هل یباح الاسقاط بعد الحمل نعم یباح ما لم یتخلق منه شیء ولن یکون ذلک الا بعد مائة وعشرین یوما وهذا یقتضی انهم ارادوا بالتخلیق نفخ الروح والا فهو غلط لان التخلیق یتخلق بالمشاهدة قبل هذه المدة کذا فی الفتح واطلاقهم یفید عدم توقف جواز اسقاطها قبل المدة المذکورة علی اذن الزوج وفی کراهته الخانیة. ولا اقول بالحل اذا دخل الهرم لو کسر بیض الصید ضمنه لانه اصل الصید فلما کان یؤاخذه بالجزاء فلا اقل من ان یلحقها اثم اذا اسقطت بغیر عذر قال ابن وهبان ومن الاعذار ان ینقطع لبنها قبل ظهور الحمل لیس لابی الصبی ما یستاجر به الظئر ویخاف هلاکه ونقل من

الذخيرة لو ارادت الالقاء قبل مضى الزمن ينفخ فيه الروح هل يباح لها ذلک ام لا؟ اختلفوا فيه و كان الفقيه على بن موسى يقول انه يكره فان الماء بعد ما وقع فى الرحم ما له الحياة فيكون له حكم الحياة كما فى بيضة صيد الحرم ونحوه فى الظهيرية قال ابن وهبان فاما اباحة الاسقاط محمولة العذر او انها لا تاثم اثم القتل۔
فى الهندية ص ۳۵۶/ ج ۵ العلاج لاسقاط الولد اسبتان خلقه كالشعر والظفر ونحوهما لا يجوز وان كان غير مستبين المحلق يجوز واما فى زماننا يجوز على كل حال وعليه الفتوىٰ واللّٰه اعلم بالصواب۔

چار ماہ سے قبل شدید عذر کیوجہ سے اِسقاطِ حمل جائز ہے

سوال نمبر 3۔ اگر Abnormal Foetus ہوتو کیا ۴ ماہ سے قبل Abortion کرائی جاسکتی ہے USG کے ذریعے ۴ ماہ قبل Feuts کی Abnormality پتہ چل جاتی ہے۔

جواب: حمل میں جان پڑنے سے قبل یعنی ۱۲۰ دن سے پہلے پہلے اگر طبی تحقیق سے حمل میں کسی شدید بیماری یا نقص کا علم ہوجائے اور کوئی امانتدار ڈاکٹر اسقاط (Abortion) کا مشورہ دے تو اسقاط کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر 4۔ وہ کونسی صورتیں ہیں جن میں Abortion کرائی جاسکتی ہے؟

جواب: کسی عذر کی وجہ سے مثلاً ماں کی جان خطرے میں ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ بچہ مردہ پیدا ہوگا، صحت کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو یا کسی شدید بیماری یا معذوری میں

مبتلا ہو جائے وغیرہ تو حمل میں جان پڑنے سے پہلے پہلے اسقاط کرانا جائز ہے اور جان پڑنے کے بعد اسقاط کرانا ناجائز اور بڑا گناہ ہے۔

وفی الشامیة قال فی النهر: بقی هل یباح الاسقاط بعد الحمل؟ نعم یباح ما لم یتخلق منه شیءٌ ولن یکون ذلک الا بعد مائة وعشرین یوما، وهذا یقتضی انهم أرادوا بالتخلیق نفخ الروح والا فهو غلط، لان التخلیق یتحقق بالمشاهدة قبل هذه المدة، کذا فی الفتح، واطلاقهم یفید عدم توقف الجواز اسقاطها قبل المدة المذکورة علی اذن الزوج، وفی کراهته الخانیة ولا اقول بالحل اذا لمحرم لو کسر بیض الصید ضمنه لانه اصل الصید فلما کان یؤاخذ بالجزاء فلا أقل من ان یلحقها اثم هنا اذا أسقطت بغیر عذر (اه) قال ابن وهبان: و ۔ الاعذار أن ینقطع لبنها بعد ظهور الحمل ولیس لابی الصبی ما یستأجر به الظئر ویخاف هلاکه. شامیة ۱۷۶ ج ۳)

آج کل کی اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح نہ کیا جائے

سوال نمبر 5۔ کیا اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح جائز ہے؟

جواب: اگرچہ کسی اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ واقعۃً اللہ تعالیٰ کے وجود، کسی آسمانی کتاب اور اس مذہب کے نبی پر ایمان رکھتی ہے (محض نام کی یہودی، عیسائی ہونا کافی نہیں) مگر شدید مجبوری کے بغیر کسی اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ بے شمار خرابیوں کا باعث ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے زمانے میں مسلمانوں کو اہلِ کتاب عورتوں سے نکاح کرنے سے منع فرمایا تھا، حالانکہ حضرت عمر فاروقؓ کا زمانہ خیر کا زمانہ تھا، تو آج اس فتنے کے زمانہ میں جبکہ خود مسلمانوں کے ایمان و اعمال میں کمزوری آگئی ہے، کسی اہلِ کتاب عورت سے نکاح کے بعد بچوں کے

اس سے متاثر نہ ہونے اور دینی تربیت کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا مسلمان کیلئے اہلِ کتاب لڑکی سے نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ (ماٴخذ رجسٹر نقل فتاویٰ دار العلوم کراچی)

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفراللہ لہٗ
۱۴۱۸-۱۲-۱۵ھ

محمد حسان
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۶/ ۱۲/ ۱۴۱۸ھ

الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم کرنا کہ رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی، جائز ہے

سوال نمبر 6- کیا الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم کرنا کہ ماں کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی جائز ہے۔

جواب: الٹرا ساؤنڈ کے ذریعہ معلوم کرنا کہ ماں کے رحم میں لڑکا ہے یا لڑکی، جائز ہے لیکن اس پر یقین نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس کے ذریعہ جو علم حاصل ہوتا ہے وہ یقینی نہیں ہے اس میں غلطی کا قوی امکان ہے اور یہ حق تعالیٰ کے علم غیب کے منافی بھی نہیں ہے کیونکہ الٹرا ساؤنڈ وغیرہ سے تخمینہ اور اندازہ ہوتا ہے یقینی علم صرف حق تعالیٰ کو ہے اور یہ اندازہ بھی آلات و تجربات سے ہوتا ہے جبکہ حق تعالیٰ کو ان چیزوں کے بغیر علم ہے۔

اس مسئلہ کی تفصیل مطلوب ہو تو مطالعہ کریں معارف القرآن (۴۴۲، ۴۴۷/ ج ۳)

فی التفسیر المنیر: قال القرطبی وقد یعرف بطول التجارب اشیاء من ذکورة الحمل وأنوثته الی غیر ذلک (۱۷۹:۲۱) واللہ سبحانہ تعالیٰ.

محمد جمیل الرحمٰن ڈیروی غفرلہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۲/ ۱۱/ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الرؤف سکھروی
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۲۳-۱۱-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح
بندہ محمد عبد اللہ عفی عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی

انسانوں میں کلوننگ جائز نہیں

سوال نمبر 7: کیا کلوننگ جائز ہے؟

جواب: انسانوں میں کلوننگ کا تجربہ جائز نہیں، کیونکہ اس سے بہت سارے مفاسد پیدا ہو جائیں گے مثلاً کلوننگ کی وجہ سے نسب جس کی بدولت انسانیت کی بقاء ہے، وہ ختم ہو جائے گا۔ اسی طرح عفت کا مسئلہ بھی قصۂ پارینہ بن کر رہ جائے گا اور جرم کی ایسی فراوانی ہوگی کہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنا بظاہر محال ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو دوسرے انسان سے ہر لحاظ سے مختلف پیدا کیا ہے، خصوصاً شکل وصورت میں، اور یہ بات ظاہر ہے کہ شکل وصورت کی وجہ سے مجرموں کی شناخت آسان ہے، جبکہ کلوننگ کی وجہ سے ایسے متعدد افراد کا وجود لازمی ہے جو شکل وصورت میں ہو بہو ایک جیسے ہونگے۔ اب ان میں سے اگر کسی نے جرم کا ارتکاب کیا تو اصل مجرم کی شناخت اور پہچان ممکن نہیں ہوگی، جس کی وجہ سے معاشرہ میں خطرناک قسم کے لاینحل اور مشکل مسائل کھڑے ہو جائیں گے۔ بہر حال ان مفاسد کی وجہ سے انسانوں میں کلوننگ کا تجربہ ہرگز جائز نہیں۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے

بچوں کی پیدائش کے جائز وناجائز طریقے

سوال نمبر 8: کیا ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے ذریعے بچوں کی پیدائش کا طریقہ جائز ہے؟ اس میں باپ کے جرثومہ اور ماں کے انڈے کو باہر ملایا جاتا ہے اور پھر بعد میں اس کو ماں کے رحم میں رکھ دیتے ہیں؟

جواب: مصنوعی تولید کے مندرجہ ذیل طریقے معروف ہیں:۔

☆ نطفہ شوہر کا ہو اور کسی ایسی عورت کا بیضہ لیا جائے جو اس کی بیوی نہ ہو، پھر یہ لقیحہ اس شوہر کی بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ نطفہ شوہر کے سوا کسی اور کا ہو اور بیضہ بیوی کا ہو اور اسی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی طور پر ان کی تلقیم کی جائے اور پھر یہ لقیحہ کسی دوسری عورت کے رحم میں رکھا جائے جیسے مستعار رحم کیا جاتا ہے۔

☆ کسی اجنبی شخص کے نطفہ اور اجنبی عورت کے بیضے کے درمیان بیرونی طور پر تلقیم کی جائے اور لقیحہ بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ شوہر کا نطفہ اور بیوی کا بیضہ لے کر بیرونی تلقیم کی جائے اور اس کو اسی شوہر کی دوسری بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ نطفہ شوہر کا ہو، بیضہ اس کی بیوی کا ہو، ان کی تلقیم بیرونی طور پر کی جائے اور پھر اس بیوی کے رحم میں رکھا جائے۔

☆ شوہر کا نطفہ لے کر اسکی بیوی کے مہبل یا رحم میں کسی مناسب جگہ پر بطور اندرونی تلقیحہ رکھا جائے۔ ان سات صورتوں میں سے پہلی پانچ صورتیں قطعاً حرام ہیں جن کی کسی حالت میں گنجائش نہیں، کیونکہ اس میں نسب کا اختلاط اور خاندان و نسل کا ضیاع بھی لازم آتا ہے۔ اور اس میں دوسرے شرعی محظورات بھی پائے جاتے ہیں۔ البتہ چھٹی اور ساتویں صورت میں مجمع نے یہ قرار دیا کہ ضرورت کے وقت ان طریقوں کے استعمال کی گنجائش ہے، بشرطیکہ لیڈی ڈاکٹر یہ عمل انجام دے اور دیگر تمام ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہوں۔ (ماخذ ماہنامہ البلاغ ۳ شعبان، ۱۴۰۸) واللہ سبحانہ اعلم۔

الجواب صحیح
[illegible]
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۲۵-۱۱-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی

محمد کمال [illegible]
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۸/۱۱/۱۴۲۱ھ

دارالافتاء

خاندان میں شادی کرنے سے وراثتی بیماری کے پھیلنے کا شریعت میں ثبوت نہیں

سوال نمبر 9۔کیا فرماتے ہیں حضراتِ علماءِ کرام ان مسائل کے بارے میں؟

(الف) ڈاکٹری کی رو سے خاندان میں شادیاں کرنے سے وراثتی بیماریاں پھیلتی ہیں۔شریعت میں اس کی کیا حقیقت ہے؟

(ب) خاندان میں شادی کرنا افضل ہے یا خاندان سے باہر شرعی لحاظ سے؟

(ج) کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں چچازاد اور ماموں زاد کے علاوہ دور کے رشتہ داروں میں یا اور کسی خاندان میں شادی کرنے کی ترغیب دی ہے (میں نے کسی کتاب میں یہ پڑھا تھا، کتاب کا نام یاد نہیں)۔

(د) کیا آدمی وراثتی بیماریوں سے بچنے کیلئے خاندان سے باہر شادی کرسکتا ہے؟

والسلام! محمد طیب۔199 اقبال ہال نشتر میڈیکل کالج ملتان۔

جواب: نکاح کرتے وقت جن اوصاف کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے، ان میں سے ایک عورت کے حسب یعنی خاندان، شرافت کو دیکھنا ہے۔لیکن شریعت نے اصل بنیاد دین کو ٹھہرایا ہے۔لہٰذا اگر اپنے خاندان میں دیندار رشتہ نہ ملتا ہو اور نسبتاً بعید خاندان میں دیندار رشتہ ملتا ہو تو شادی کرنے میں اس کو ترجیح دینا چاہئے۔جیسا کہ ''مصنف عبدالرزاق'' میں روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کی امانت داری اور اچھے اخلاق سے تم رضامند ہو تو نکاح کر دیا کرو، وہ کوئی بھی ہو اس لئے کہ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو زمین پر فساد پیدا ہو جائے گا۔

رہا خاندان میں زیادہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ شادیاں کرنے سے وراثتی بیماریوں کا آنے والی نسل میں منتقل ہونا یا بچے کا جسمانی اور ذہنی اعتبار سے ضعیف ہونا، سو شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔اس کا تعلق تجربے سے ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ کبھی

ایسے نکاح کے بعد کوئی بیماری ظاہر نہیں ہوتی، کبھی ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اس بناء پر رشتہ داروں سے نکاح کو ہمیشہ کیلئے برا سمجھنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص سبب کے درجہ میں طبی احتیاط کے طور پر اس سے اجتناب کرے تب بھی شرعاً کوئی مانع نہیں ہے۔

بعض کتابوں میں ایک بات حدیث کے طور پر پیش کی جاتی ہے، "لا تنکحوا القرابة القریبة فان الولد یخلق ضاویاً ای نحیفاً" یعنی قریبی رشتہ داروں سے شادی نہ کرو، اس لئے کہ اس سے اولاد ضعیف پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس بات کا حدیث ہونا سند سے ثابت نہیں۔

حافظ ابنِ حجرؒ فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات بطورِ حدیث کے مانی جائے تو اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور اگر یہ بات تجربہ پر مبنی ہے تو قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

علامہ زبیدیؒ نے اس حدیث کے متعلق ابن صلاحؒ کا قول "اتحاف السادة المتقین" میں نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث کی کوئی قابلِ اعتماد اصل نہیں مل سکی۔

حاصل یہ کہ شریعت کے طرف سے نہ اپنے خاندان میں شادی کرنے کی ممانعت ہے اور نہ غیر خاندان میں شادی کرنے کی ترغیب۔ البتہ فطری شرافت دینداری اور مستقبل میں موافقت جیسے اُمور کا خیال رکھنا بہرحال ضروری ہے۔ اور اگر اپنے قریبی خاندان میں شادی کرنا کسی مصلحت کے خلاف ہو جس میں طبی مصلحت بھی داخل ہے تو پھر دوسرے خاندان میں شادی کرنا بہتر ہے۔

عن ابی ہریرةؓ عن النبی قال تنکح المراة لا ربع لما لها ولحسبها ولجما لها و لدینها فاظفر بذات الدین تربت یداک. (بخاری ۲، ۷۶۲)

عن عبد الرزاق عن معمر عن یحی بن أبی کثیر قال قال النبی اذا جاء کم من ترضون أمانته وخلقه فانکحوه کائناً من کان فان لا تفعلوا تکن فتنة فی الأرض وفساد کبیراً وقال عریض (مصنف عبد الرزاق ۲: ۱۵۳)

لا تنکحوا القرابة فان الولد یخلق ضاویاً نحیفا قال المختصر لیس بمرفوع (الفوائد المجموعة فی الاحادیث الموضوعة للشوکانی ۱۳۱)

لا تنکحوا القرابۃ القریبۃ فان الولد یخلق ضاویاً ای نحیفاً لیس بمرفوع تذکرۃ الموضوعات للفتنی ۱۲۷ .

ان لا تکون من القرابۃ القریبۃ فان ذالک یقلل الشہوۃ قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنکحوا القرابۃ القریبۃ فان الولد یخلق ضاویاً ای نحیفاً اصلہ ضاووی وزنہ فاعول (ای نحیفاً) قلیل الجسم وجاریۃ ضاویۃ کذالک کذا فی الصحاح قال ابن صلاح لم أجد لهذا الحدیث اصلاً معتمداً قال العراقی انما یعرف من قول عمرؓ انہ قال لال السائب قد أضویتم فانکحوا فی النزائع رواہ ابراهیم الحربی فی غریب الحدیث وقال معناہ تزوجوا فی الغرائب قال ویقال اغتربوا ولا تضووا وللطبرانی من طلحۃ بن عبد اللّٰہ "الناکح فی قومہ کالعشب فی دارہ" فی اسنادہ سلیمان بن ایوب الطلحی قال ابن عدی عامۃ احادیثہ عندی صحاح ورجحہا الضیاء المقدسی فی المختارۃ قلت وفی الصحاح للجوهری فی الحدیث اغتربوا ولا تضووا أی تزوجوا فی الأجنبیات ولا تتزوجوا فی العمومۃ وذالک ان العرب تزعم ان ولدا لرجل من قرابتہ یجئی ضاویاً ای نحیفاً غیر أنہ یجئی کریماً علی طبع قومہ. (اتحاف السادۃ المتقین لزبیدی ۵ : ۳۴۹)

اما قول بعض الشافعیۃ یستحب أن لا تکون المرأۃ ذات قریبۃ فان کان مستنداً الی الخبر فلا اصل لہ أو الی التجربۃ وهو أن الغالب أن الولد بین القرابتین یکون أحمق فهو متجہ. (فتح الباری ۹ : ۱۳۵)

الاغتراب فی الزوج

من توجیهات السلام الحکمیۃ فی اختیار الزوجۃ تفضیل المرأۃ الأجنبیۃ علی النساء ذوات النسب والقرابۃ حرصاً علی نجابۃ الولد وضماناً لسلامۃ جسمہ من الأمراض الساریۃ والعاهات الوراثیۃ وتوسعاً لدائرۃ التعارف الأسریۃ وتمتیناً للروابط الاجتماعیۃ ففی هذا تزداد أجسامهم قوۃ ووحدتهم تماسکا وصلابۃ وتعارفهم سعۃ وانتشاراً فلا

عجب ان ترى النبى صلى الله عليه وسلم قد حذر من الزواج بذوات النسب والقرابة حتى لان ينشاء الولد ضعيفاً وتنحذر اليه عاهات أبويه وامراض جدوده فمن تحذير انه عليه الصلاة والسلام فى هذا قوله لا تنكحوا القرابة فان الولد تخلق ضاوياً اى نحيفاً وقوله اغتربوا ولا تضووا قال الشيخ عبد الله ناصح لم اعثر على تخريج المحدثين حتى الآن. (تربية الاولاد فى الاسلام ۱،۳۹).

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۲۹-۵-۱۴۱۸ھ

میڈیکل کے طالبعلم کیلئے علاج کا طریقہ سیکھنے کیلئے ولادت کا عمل دیکھنا جائز نہیں

سوال نمبر 10۔ میں میڈیکل کالج کا طالب علم ہوں، آخری سال میں زچہ و بچہ وارڈ میں ڈیوٹی لگتی ہے۔

وہاں ولادت کے تمام مراحل کا معائنہ کرایا جاتا ہے۔ کیا شرعاً اس کی گنجائش ہے؟ اس کی تعلیم ضروری ہے اور وہاں حاضری لازمی ہے، ورنہ امتحان میں فیل کردیا جاتا ہے۔

جواب: عام حالات میں کسی عورت کی شرمگاہ اور ستر کو دیکھنا کسی بھی اجنبی مرد یا عورت کیلئے جائز نہیں۔ میڈیکل کے طالب علم کیلئے ولادت کا عمل محض علاج کا طریقہ سیکھنے کیلئے دیکھنا جائز نہیں۔

خلیل احمد اعظمی عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح

دار الافتاء دار العلوم کراچی
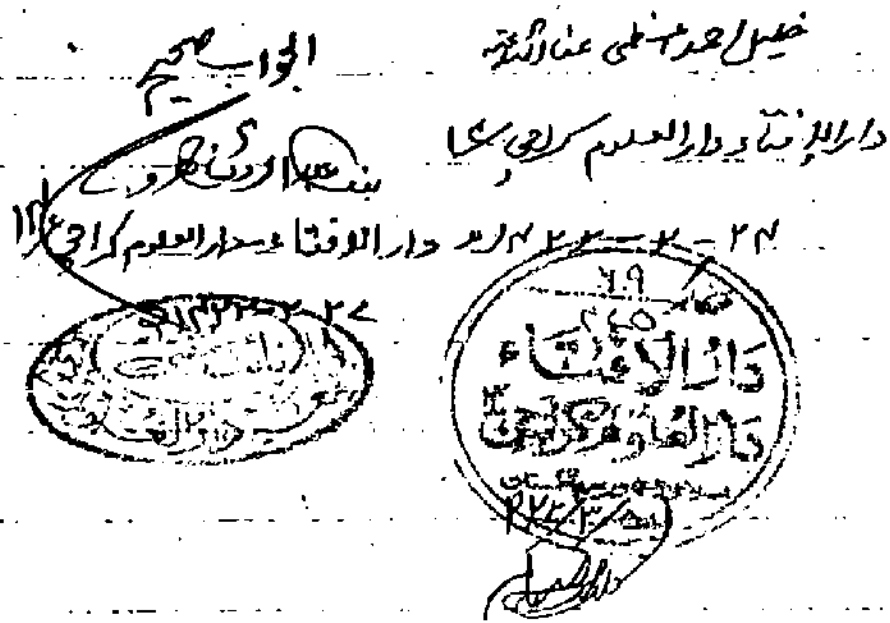
مرد ڈاکٹر کیلئے عورتوں کے مخصوص علاج کیلئے مہارت حاصل کرنا جائز نہیں

سوال نمبر 11۔ کیا مرد Gynacologist بن سکتے ہیں؟

جواب: عورتوں کے خصوصی امراض کے علاج کے سلسلہ میں عورتوں کو مہارت حاصل کرنی چاہئے۔ مردوں کیلئے جائز نہیں ہے کہ وہ بطورِ خاص اسے سیکھیں بلکہ انہیں دوسرے امراض میں مہارت حاصل کرنی چاہئے۔

فی الدرا وینبغی أن یعلم امرأة تداویھا لأن نظر الجنس الی الجنس أخف. وفی الشامیة! وان کان فی موضع الفرج فینبغی أن یعلم امرأة تداویھا. وفیه والظاھر أن "ینبغی" ھنا للوجوب (ص ۳۷۱ ج ۶). وفی العالمگیریة! امرأة اصابتھا قرحة فی موضع لا یحل للرجل ان ینظر الیھا لکن یعلم امرأة تداویھا (ص ۳۳۰، ج ۵)

شدید عذر کے وقت مرد ڈاکٹر عورت کا مخصوص آپریشن کر سکتا ہے

سوال نمبر 12۔ وہ کونسی صورتیں ہیں جس میں مرد Gynacologist سے آپریشن کروا سکتے ہیں؟ جواب: اگر کوئی بیماری ایسی ہو جس میں نا قابلِ برداشت درد ہو یا کوئی آپریشن وغیرہ ایسا ہو کہ اس کے بغیر عورت کی جان کی ہلاکت کا اندیشہ ہو یا بیماری کا علاج ممکن نہ ہو اور کوئی لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو جس سے تسلی بخش علاج ہو سکے اور کسی عورت کو دوا وغیرہ بتا کر علاج کرنا بھی ممکن نہ ہو تو سخت مجبوری کی حالت میں اجنبی مرد ڈاکٹر سے علاج اور آپریشن کرانا جائز ہے اور ایسی مجبوری کی حالت میں عورت مرد ''Gynoeclologist'' کے پاس جا سکتی ہے۔ لیکن اس مجبوری کی صورت میں بھی یہ ضروری ہے کہ بدن کا صرف اتنا حصہ ہی کھولا جائے جتنا علاج کیلئے ضروری ہے۔ باقی پورے بدن کو مکمل طور پر ڈھانپ لیا جائے اور ڈاکٹر بھی صرف بقدرِ ضرورت نظر ڈالے اور جسم کے باقی حصوں کو دیکھنے سے اپنی نگاہ نیچی رکھے۔

فی الشامیة: وقال فی الجوهرة اذا كان المرض فی سائر بدنها غير الفرج يجوز النظر اليه عند الدواء لأنه موضع الضرورة وان كان فی موضع الفرج فينبغی أن يعلم امرأة تداويها فان لم توجد وخافوا عليها أن تهلك أو يصيبها وجع لا تحتمله يستروا منها كل شئ الّا موضع تلك القرحة ثم يداويها الرجل ويغض بصره ما استطاع الّا عن ذلك الموضع ولا فرق فی هذا بين ذوات المحارم وغيرهن لأن النظر الى العورة لا يحل بسبب المحرمية كذا فی فتاوىٰ قاضی خان (ص ۳۳۰، ج۵)

خلیل احمد اعظمی عفا اللہ عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۸ / ۳ / ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ
۹/۳/۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
۹/۳/۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۹-۳-۱۴۱۸

دار الافتاء دار العلوم کراچی

مفتی دار العلوم کراچی

مرد ڈاکٹر کیلئے بلاضرورتِ شدیدہ، عورت کے علاج کیلئے معائنہ کرنا درست نہیں

سوال نمبر 13۔کیا ڈاکٹر نامحرم مستورات کا معائنہ کر سکتا ہے؟

جواب: مرد ڈاکٹر کیلئے بلا ضرورت نامحرم عورت کے علاج کیلئے معائنہ کرنا درست نہیں، بلکہ یہ کام کسی لیڈی ڈاکٹر کے سپرد کرنا چاہئے اور حتی المقدور مرد ڈاکٹر کو نامحرم عورت کا معائنہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔لیکن اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو یا میسر ہو مگر اس کا معائنہ اطمینان بخش نہ ہو تو سخت مجبوری کی حالت میں مرد ڈاکٹر بھی چند شرائط کے ساتھ نامحرم عورت کا معائنہ کر سکتا ہے۔

☆ مریض کے صرف اس حصہ کو دیکھے جہاں بیماری ہو، باقی پورا جسم اچھی طرح پردہ میں چھپا ہوا ہو۔

☆ ڈاکٹر اپنی نظر کو مریضہ نامحرم عورت کے دوسرے اعضاء سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرے اور حتی المقدور اپنے دل کو بھی شہوت سے بچائے۔

وفی الهندية: امرأة اصابتها قرحة فی موضع لا يحل للرجل ان ينظر اليه، لا يحل ان ينظر اليها، لكن تعلم امرأة تداويها فان لم يجدوا امرأة تداويها ولا امرأة تتعلم ذلک اذا علمت وخيف عليها البلاء او الوجع او الهلاک فانه يستر منها کل شیء الا موضع تلک القرحة ثم يداويها الرجل ويغض بصره ما استطاع الا عن ذالک الموضع، ولا فرق فی هذا بين ذوات المحارم وغيرهن لان النظر الٰی عورةٍ لا يحل بسبب المحرمية، كذا فی فتاویٰ قاضی خان (۳۳۰/۵)

وفی الدر المختار: (وشرالطها ومداوتها ينظر) الطبيب (الٰی موضع موضها بقدر الضرورة) اذا لضرورات تتقدر بقدرها وكذا نظر قابلة وختّان وينبغی ان يعلم امرأة تداويها لأن نظر الجنس الی

الجنس اخف وفی الشامیة تحت قوله (وینبغی) الخ فینبغی ان یعلم امرأة تداویها فان لم توجد وخافوا علیها ان تهلک او یصیبها وجع لا تحتمله، یستروا منها کل شیء الا موضع العلة، ثم یداویها الرجل ویغض بصره ما استطاع الا عن موضع الجرح اه فتأمل والظاهر ان ینبغی هنا للوجوب (ج ۶، ص ۳۷۱/۳۷).

الجواب صحیح	محمد عامر عفی عنہ
بندہ عبد الرؤف سکھروی	دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴	۲۱-۴-۱۴۲۱ھ
۲۱-۴-۱۴۲۱ھ	الجواب صحیح
نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴	محمد عبد المنان عفی عنہ
	۲۱-۴-۱۴۲۱ھ
	نائب مفتی دار العلوم کراچی ۱۴

ڈاکٹر کا مریض کو کسی مخصوص لیبارٹری یا ہسپتال کی طرف بھیجنے پر کمیشن وصول کرنا چند شرائط کیساتھ جائز ہے

سوال نمبر 14۔ اگر ڈاکٹر کسی لیبارٹری والے، کسی ایکسرے والے، الٹرا ساؤنڈ والے یا سی ٹی سکین والے سے کہے کہ اگر میں تمہارے پاس مریض کو ٹیسٹ کیلئے، ایکسرے کیلئے یا سی ٹی سکین وغیرہ کیلئے بھیجوں تو تم نے مجھے اس ٹیسٹ کی فیس کے اتنے فیصد پیسے دینے ہیں۔ کیا ڈاکٹر کیلئے یہ پیسے لیبارٹری والے، ایکسرے والے یا سی ٹی سکین والے وغیرہ سے لینا جائز ہے؟

جواب: (تمہید) سوالات کے جوابات سے پہلے تمہید کے طور پر بات سمجھ لیں کہ طب اور ڈاکٹری ایک ایسا شعبہ ہے جس میں ڈاکٹر کا مریض کی مصلحت اور اس کی خیر خواہی کو مدِ نظر رکھنا شرعی اور اخلاقی تقاضا ہے۔ اس بناء پر ڈاکٹر اور مریض کے معاملہ کی ہر وہ صورت جو مریض کی مصلحت اور فائدے کے خلاف ہو یا جس میں ڈاکٹر اپنے پیشہ یا مریض کے

ساتھ کسی قسم کی خیانت یا بددیانتی کا مرتکب ہوتا ہو، درست نہیں۔ لہٰذا اگر ڈاکٹر اپنے مالی فائدے یا کسی اور قسم کا ذاتی منفعت ہی کو ملحوظ رکھتا ہے اور مریض کی مصلحت اور فائدے سے صرف نظر کرتے ہوئے علاج تجویز کرتا ہے تو یہ دیانت کے خلاف ہے، جس کی وجہ سے ڈاکٹر گناہگار ہوگا۔ اور اگر صورتحال ایسی نہیں تو پھر ڈاکٹر گناہگار نہ ہوگا۔ اس تمہید کے بعد سوالات کا جواب ذیل میں ملاحظہ ہو!

جواب: ذکر کردہ تمہید کی روشنی میں ڈاکٹر کا مریض کو مخصوص لیبارٹری یا ہسپتال کی طرف بھیجنا اور پھر اس پر ان سے کمیشن وصول کرنا، چند شرائط کے ساتھ جائز ہے اور وہ شرائط یہ ہیں۔

(۱) اپنے فہم و تجربہ کی روشنی میں ان کی طرف بھیجنا مریض کیلئے زیادہ مفید اور زیادہ تسلی بخش سمجھتا ہو۔

(۲) انہی سے علاج یا ٹیسٹ کروانے پر مریض کو مجبور نہ کیا جاتا ہو۔

(۳) کمیشن فیصد کے اعتبار سے یا متعین رقم کی صورت میں طے ہو۔

(۴) کمیشن ادا کرنے کی وجہ سے لیبارٹری یا ہسپتال والے مریض سے علاج اور ٹیسٹ کے سلسلہ میں کسی قسم کا دھوکہ نہ کرتے ہوں۔ (۵) اس کمیشن کی ادائیگی کا بوجھ ریٹ بڑھا کر مریض پر نہ ڈالا جائے، بلکہ کمیشن دینے والے حاصل شدہ نفع سے کمیشن ادا کریں۔

(۶) مریض کو بلاوجہ اور ضرورت سے زائد ٹیسٹ لکھ کر نہ دیئے جائیں۔

اگر ان شرائط کا لحاظ نہیں کیا جاتا تو پھر ڈاکٹر کیلئے کمیشن وصول کرنا اور لیبارٹری یا ہسپتال والوں کا کمیشن دینا جائز نہیں۔

کمیشن طے کیئے بغیر ڈاکٹر کو رقم دینا، ڈاکٹر کیلئے لینا، تفصیل مذکور کے مطابق جائز ہے

سوال نمبر 15۔ بعض دفعہ جب ڈاکٹر کسی مریض کو بھیجتا ہے (Refer) کرتا ہے کسی پرائیویٹ ہسپتال یا کسی ٹیسٹ کیلئے یا الٹرا ساؤنڈ کیلئے یا سی ٹی سکین کیلئے تو وہ

پرائیویٹ ہسپتال والے، لیبارٹری والے، سی ٹی سکین والے ڈاکٹر کو کچھ رقم دیتے ہیں تو کیا ڈاکٹر کیلئے یہ رقم لینا جائز ہے؟ اس کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہے یا وہ رقم کسی غریب کو دیدے یا اسی مریض کو واپس کردے؟

جواب: اس کے حکم میں وہی تفصیل ہے جو جواب نمبر 14 میں لکھی گئی ہے اور اس تفصیل کے مطابق جس صورت میں کمیشن لینا ڈاکٹر کیلئے جائز ہے تو اس رقم کو استعمال کرنا ڈاکٹر کیلئے جائز ہے۔ مریض کو واپس کرنا یا کسی غریب کو دینا کوئی ضروری نہیں۔ اور جس صورت میں کمیشن لینا ڈاکٹر کیلئے جائز نہیں بلکہ یہ رقم جہاں سے وصول کی ہو وہاں واپس کرنا ضروری ہے۔

کسی مخصوص کمپنی کی دوائی لکھنے پر ڈاکٹر کا تحائف وکمیشن لینا کیسا ہے؟

سوال نمبر 16۔ (ج) بعض دفعہ جب ڈاکٹر کسی میڈیکل کمپنی کی دوائی لکھتا ہے اور ڈاکٹر کے علم کے مطابق وہ دوائی اس مریض کیلئے موزوں ہے تو میڈیکل کمپنی والے ڈاکٹر کو مختلف تحائف دیتے ہیں تو کیا وہ تحائف لینا جائز ہے؟ اس میں ڈاکٹر اس کمپنی والوں سے کچھ مطالبہ نہیں کرتا۔

جواب: کسی مخصوص کمپنی کی دواء مریض کو لکھ کر دینا، پھر دواساز کمپنیوں سے کمیشن ودیگر مراعات حاصل کرنا جائز ہے جبکہ اوپر ذکر کردہ شرائط کے ساتھ درج ذیل شرائط کا بھی لحاظ کیا جاتا ہو۔

(۱) محض کمیشن وصول کرنے کی خاطر ڈاکٹر غیر معیاری وغیر ضروری اور مہنگی ادویات تجویز نہ کرے۔

(۲) کسی دوسری کمپنی کی دواء مریض کیلئے زیادہ مفید سمجھتے ہوئے خاص اس کمپنی ہی کی دواء تجویز نہ کرے۔

(۳) دواء ساز کمپنیاں ڈاکٹر کو دیئے جانے والے کمیشن تحفہ اور مراعات کا خرچہ ادویات مہنگی کر کے مریض سے وصول نہ کریں۔

(۴) کمیشن تحفہ ومراعات کی ادائیگی کا خرچہ وصول کرنے کیلئے ادویات کے معیار میں کمی نہ کرے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
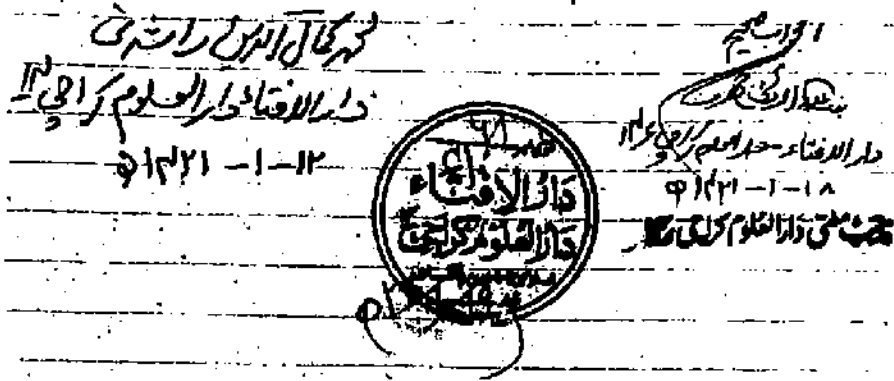
نمونے والی ادویات کا ذاتی استعمال کیسا ہے؟

سوال نمبر 17۔ مختلف ادویات ساز کمپنیاں اپنی ادویات کی فروخت کو بڑھانے کیلئے ڈاکٹر حضرات کو Sample (ادویات کے نمونے) دیتے ہیں اور یہ Sample دینے کے دو مقاصد ہوتے ہیں۔

(ا) اپنی دوائی کا تعارف کروانا۔ (۲) ڈاکٹر کو خوش کرنے کیلئے تاکہ وہ ہماری دوائی لکھے تو کیا

(الف) یہ Sample اپنی ذات کیلئے استعمال کرنا جائز ہے ڈاکٹر کیلئے؟

(ب) یا یہ Sample کسی غریب مریض کو دیدینا جائز ہے؟ Sample لے کر ڈاکٹر ان کی ادویات لکھنے پر مجبور نہیں ہوتا۔

جواب: مسئولہ صورت میں کمپنی کی طرف سے جو دوائیں دی جاتی ہیں وہ اگر ڈاکٹر کو مالک اور قابض بنا کر دی جاتی ہیں تو ان دواؤں کا مالک ڈاکٹر ہے اور اس کیلئے ان کا استعمال جائز ہے۔ اور اگر ڈاکٹر کو مالک بنا کر نہ دی جاتی ہوں بلکہ غریب مریضوں کیلئے دی جاتی ہوں تو پھر ان کا استعمال ڈاکٹر کیلئے جائز نہیں بلکہ مریضوں کو دینا ڈاکٹر کیلئے ضروری ہے۔

کسی دوائی کے تعارف کیلئے ڈاکٹر کا ہوٹل پر جاکر کھانا کھانا جائز ہے

سوال نمبر 18۔ ادویات ساز کمپنیاں ڈاکٹر حضرات کو بڑے ہوٹل پر کھانے کھلاتی ہیں، بعض دفعہ کھانے کے ساتھ بڑے پروفیسر کا لیکچر ہوتا ہے اس دوائی کے موضوع پر اور بعض دفعہ صرف کھانا ہوتا ہے لیکچر نہیں ہوتا۔ کھانا کھلانے کا مقصد بھی ڈاکٹر سے تعلقات بنانا اور اپنی دوائی کا تعارف کرانا ہوتا ہے تو کیا ڈاکٹر کیلئے یہ کھانا کھانا جائز ہے؟

جواب: ڈاکٹر کیلئے یہ کھانا جائز ہے۔

مختلف دواساز کمپنیوں کی طرف سے دیئے گئے تحائف ڈاکٹر کیلئے لینا جائز ہے

سوال نمبر 19۔ ادویات ساز کمپنیاں ڈاکٹر حضرات کو مختلف اقسام کے تحائف دیتی ہیں تو (۱) کیا یہ تحائف لینا جائز ہے؟ (۲) کیا یہ تحائف لے کر کسی غریب کی مدد کی جاسکتی ہے؟

جواب: ڈاکٹر کیلئے یہ تحائف جائز ہیں بشرطیکہ ان تحائف کی وجہ سے ڈاکٹر مریض کو غیر معیاری یا مہنگی دوائی لکھ کر نہ دیتا ہو، ورنہ یہ تحائف نہیں ہونگے بلکہ رشوت ہوگی اور ڈاکٹر کیلئے اس کو لینا جائز نہیں ہوگا۔...... جواز کی صورت میں یہ تحائف ڈاکٹر خود بھی استعمال کرسکتا ہے اور اپنی مرضی سے کسی غریب مریض کو بھی دے سکتا ہے۔

ڈاکٹر کا خود کمپنی سے کمیشن کا مطالبہ کرنا، چند شرائط کیساتھ جائز ہے

سوال نمبر 20۔ بعض دفعہ ڈاکٹر صاحبان ادویات ساز کمپنی والوں سے مطالبے کرتے

ہیں، مثلاً یہ آلہ دلوادو یا فلاں چیز دلوادو یا فلاں جگہ کا ٹکٹ دلوادو وغیرہ وغیرہ۔ اس میں بعض دفعہ مریضوں کا فائدہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ ڈاکٹر کا اپنی ذات کا فائدہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر حضرات کا کہنا ہے یہ کمپنیاں مریضوں سے ادویات میں اتنا زیادہ ناجائز فائدہ حاصل کرتی ہیں اس لئے ان سے مریضوں کیلئے مطالبہ کرنا ٹھیک ہے یا ہماری وجہ سے یعنی ڈاکٹر کی وجہ سے ان کی کمپنی کو اتنا فائدہ ہورہا ہے، اس لئے ان سے مطالبہ کرنا ٹھیک ہے۔ شرعی لحاظ سے کیا ڈاکٹر اپنی ذات کیلئے یا مریضوں کیلئے کمپنی سے مطالبہ کرسکتا ہے؟

جواب: کسی مخصوص کمپنی کی دوا مریض کو لکھ کر دینا اور پھر دواساز کمپنیوں سے کمیشن یا مذکورہ دیگر مراعات حاصل کرنا جائز ہے بشرطیکہ مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ کیا جاتا ہو۔

(الف) محض کمیشن وصول کرنے کی خاطر ڈاکٹر غیر معیاری و غیر ضروری اور مہنگی ادویات تجویز نہ کرے۔

(ب) کسی دوسری کمپنی کی دواء مریض کیلئے زیادہ مفید سمجھتے ہوئے خاص اس کمپنی ہی کی دواء تجویز نہ کرے۔

(ج) دواء ساز کمپنیاں ڈاکٹر کو دیئے جانے والے کمیشن اور مراعات کا خرچہ ادویات کو مہنگی کر کے وصول نہ کریں۔ کمیشن اور مراعات کی ادائیگی کا خرچہ وصول کرنے کیلئے ادویات کے معیار میں کمی نہ کریں۔ (مأخذہ تبویب ۱۸۶/۳۶، ۹۴/۹۷ بتصرف) واللہ سبحانہٗ اعلم

الجواب صحیح

دواساز کمپنیوں کی طرف سے ڈاکٹر کا سہولیات سے فائدہ حاصل کرنا کیسا ہے؟

سوال نمبر 21۔ میکٹر فارما پاکستان کی صفِ اوّل کی دواساز کمپنیوں میں سے۔ دو

سال قبل ادارے نے اپنے "VISION" سازی کے دوران مندرجہ ذیل بنیادی اقدار ادارے پر عائد کرنے پر اتفاق کیا۔ ا۔ سچائی اور دیانتداری: ۲۔ انصاف: ۳۔ خوش اخلاقی: ۴۔ رزقِ حلال:

رزقِ حلال کے حصول کیلئے شریعت کے احکامات کی پابندی اور ادارے کے قوانین کی پابندی اصول ٹھہرائے گئے۔ اور ہر ڈیپارٹمنٹ پر لازم کردیا گیا کہ اپنے دائرۂ کار میں ان تمام چیزوں کی نشاندہی کریں جس میں شریعہ سے غیر مطابقت کا یقین یا شک ہو اور منصوبہ بندی کے تحت ان تمام کاموں کو شریعہ کے مطابق کیا جائے یا رَدّ کردیا جائے۔

ادارے کے دو بنیادی ڈیپارٹمنٹ مارکیٹنگ اور فنانس ہیں۔ فنانس میں معاملہ بالکل واضح ہے۔ ہمیں سود ختم کرنا ہے اور ہمیں گورنمنٹ کے Taxes & Duties قانون اور شریعت کے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے مکمل ادا کرنے ہیں۔

مارکیٹنگ میں چیزیں اتنی واضح نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اس خط کے ذریعہ آپ سے شریعت کی روشنی میں مدد اور مشورہ درکار ہے۔

فارماسیوٹیکل مارکیٹنگ کے بارے میں چند الفاظ

ادویات کی مارکیٹنگ کو Indirect Marketing بھی کہا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر (جو مریض کو دوائی لکھتا ہے) دواساز کمپنی کا کسٹمر ہوتا ہے، لیکن Consumer مریض ہوتا ہے۔ پاکستان میں ۵۰۰ سے زائد دواساز کمپنیاں ہیں، ہزاروں Registered ادویات (۱۳۰۰۰ ہزار سے زائد) اور دواساز کمپنیوں کے ہزاروں کارندے (Salds rep) ڈاکٹر حضرات کو اپنی دوائی لکھوانے پر مأمور ہیں۔ ایک سروے کے مطابق ہر دِن ایک مناسب پریکٹس رکھنے والے ڈاکٹر کو ۲۰ سے زیادہ Sales Rep ملتے ہیں جو کم از کم اپنی تین دوائیاں اس ڈاکٹر کو Promote کرتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں ایک ڈاکٹر کے کلینک میں ہونیوالی مارکیٹنگ کی جنگ کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

غرض یہ کہ ڈاکٹر سے دوائیاں لکھوانے کیلئے دواساز کمپنیاں مختلف طور طریقے اپناتی ہیں۔ مثلاً

1۔ Product Literature: دوائی سے متعلق ضروری معلومات Brochure کی شکل میں ڈاکٹر کو دیئے جاتے ہیں۔ Sales Rep ان کی مدد سے ڈاکٹر کو اپنی پروڈکٹ کی خصوصیات سے آگاہ کرتا ہے۔

2۔ Free of Cost Samples: ڈاکٹر کا اعتماد حاصل کرنے کیلئے ڈاکٹر کو اپنی پروڈکٹ کے Samples فراہم کرتے ہیں۔ اسکے استعمال سے ڈاکٹر کو دوائی کی کوالٹی پرا طمینان بھی ہو جاتا ہے اور بعد میں ان Samples کے دینے سے ڈاکٹر کو دوائی یاد بھی رہتی ہے

3۔ Gift/Giveaways: ڈاکٹر کی عام استعمال کی چیزیں مثلاً Pens، Pads، Torches، Files، Table Clocks وغیرہ وغیرہ ان تحائف پر کمپنی کے پروڈکٹس کا نام لکھا ہوتا ہے تا کہ ڈاکٹر کو دوائی کا نام یاد رکھنے میں مشکل نہ ہو۔

مندرجہ بالا Activities میں ظاہری طور پر شریعہ سے غیر مطابقت نظر نہیں آتی۔ البتہ یہ ذمہ داری اپنی جگہ برقرار رہتی ہے کہ کمپنی اس بات کا اہتمام کرے کہ جو کچھ میڈیکل لٹریچر میں لکھا جارہا ہے، وہ سچ ہے اور اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ اسی طریقے سے اگر دوائی کے Samples دیئے جارہے ہیں (چونکہ ان کو قانوناً فروخت نہیں کیا جاسکتا) کہیں ڈاکٹر یا Sales Rep ان کو بیچ تو نہیں رہا، یا اگر عام استعمال کے تحفے دیئے جارہے ہیں تو ان کی قیمت مناسب ہونی چاہئے نہ کہ یہ کہ انتہائی قیمتی تحائف دیئے جائیں۔

ان Activities کے علاوہ مندرجہ ذیل Marketing Activities ہیں جو موجودہ حالات میں عام رائج ہیں۔ فارما کمپنیاں یہ Services بڑھ چڑھ کر ڈاکٹرز کو Offer کرتی ہیں یا دوسری طرف ڈاکٹرز فارما کمپنیوں سے ان کا بھرپور تقاضا کرتے ہیں۔ معذرت کرنے کی صورت میں ڈاکٹر سے تعلقات خراب ہو جاتے ہیں۔ یعنی اگر تو ڈاکٹر صاحب دوائی لکھ رہے تھے تو لکھنا کم کردینگے یا بند کردینگے اور اگر دوائی پہلے یہ نہیں لکھ رہے تھے تو آئندہ بھی نہیں لکھیں گے۔

4۔ Personal Services: کئی ڈاکٹرز دوائی کو لکھنے کے عوض کسی بھی قسم کی چیز کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس میں ڈاکٹر کے گھر یا ذاتی کلینک کے لئے Carpet، Fridge،

A/c، فیملی کے ساتھ سیر و تفریح کے اخراجات وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔

5۔ Academic Service: ان سے مراد وہ تمام تحائف (Gifts) جن کا تعلق میڈیکل کے علم سے ہو۔ اس میں میڈیکل کی Text Books، مختلف Specialities کے چھپنے والے قومی اور بین الاقوامی ریسرچ Journals وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ملکی اور غیر ملکی ہونیوالی Medical Conferences میں ڈاکٹر حضرات کو Sponsor کرنا۔ اندرونِ ملک کانفرنس میں اخراجات (جس میں ٹکٹ، رجسٹریشن اور رہائش شامل ہے)۔ تقریباً 30,000 روپے فی ڈاکٹر جبکہ غیر ملکی کانفرنس میں ایک لاکھ سے تین لاکھ تک خرچہ آتا ہے۔

6۔ Ward Services: گورنمنٹ ہسپتال مسلسل فنڈز کی کمی کا شکار رہتے ہیں۔ ان حالات میں میڈیکل وارڈز کی مرمت، رنگ وروغن، Patient Beds یا کسی بھی قسم کے آلات، کمپیوٹرز کی ضرورت پڑنے پر فارما کمپنیوں سے تقاضا کیا جاتا ہے۔ جو کمپنیاں Co-operate کرتی ہیں، ان ہی کی دواؤں کو لکھا جاتا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا یہاں یہ ہوتا ہے کہ یہ اخراجات ہماری اپنی ذات پر نہیں کئے جا رہے، ان سے مریضوں کا بھلا ہوتا ہے۔

دو سال سے ہم نے ایک قدم تو یہ اُٹھایا کہ اپنی تمام دوائیاں جن کی قیمتیں زیادہ تھیں، ان دواؤں کی قیمتوں کو جس حد تک ممکن تھا، کم کر دیا۔ اس کے باوجود بھی ڈاکٹرز کے تقاضے اپنی جگہ پر ہیں۔ ایسے میں شریعت کیا رہنمائی کرتی ہے؟ کیا Academic Service اور Ward Service جائز ہیں کہ ناجائز؟ اور کسی طریقے سے یا کس نیت کے ساتھ کی جائیں تو شرعاً جائز قرار پائیں گی؟

مجھے اس بات کا احساس ہے کہ میری اردو تحریر ضعیف ہے اور اس لئے میں گزارش کرونگا کہ خط پڑھنے کے بعد آپ ضرور کوئی ایسا وقت طے کرلیں جس میں میں آپ سے مل کر اور تفصیل سے ان Marketing Activities کی وضاحت کرسکوں۔

شکریہ! السلام وعلیکم

الجواب حامداً ومصلیاً

سوال میں ذِکر کردہ Academic Service اور Ward Service پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ان کا تعلق ڈاکٹرز کی ذات سے ہے، اسی طرح یہ اقدامات مریضوں کے علاج میں بھی بہتری پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ جیسے میڈیکل کی درسی کتابوں (Text Books، بین الاقوامی جرائد، intenational Journals) کا مطالعہ اور میڈیکل کے حوالے سے ملکی وغیر ملکی کانفرنسوں میں شرکت کہ ان سے استفادہ کرکے ڈاکٹر حضرات مریضوں کا علاج زیادہ اچھے انداز میں کرسکتے ہیں۔

اسی طرح Ward Service میں میڈیکل وارڈ کے مطلوبہ سامان کی فراہمی علاج کو کامیاب بنانے میں بہت معاون ہے۔ اس کے علاوہ بعض مرتبہ میڈیکل وارڈ کی مرمت وغیرہ کی بھی کسی حد تک واقعی ضرورت بنانے میں بہت معاون ہے۔ لہٰذا اگر آپ ڈاکٹر حضرات کیلئے مذکورہ خدمات اس نیت سے سرانجام دیں کہ اس میں مریضوں کا بھی فائدہ ہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ البتہ اس میں درجِ ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

1۔ ان خدمات کی ادائیگی کا بوجھ ادویات کی قیمتوں میں اضافہ کرکے مریضوں پر نہ ڈالا جائے بلکہ کمپنی کے حاصل شدہ منافع سے یہ خدمات سرانجام دی جائیں۔

2۔ ان خدمات کی ادائیگی کا خرچہ وصول کرنے کیلئے ادویات کے معیار میں کمی نہ کی جائے۔

3۔ یہ خدمات سرانجام دیتے وقت یہ شرط نہ لگائی جائیں کہ ڈاکٹر حضرات ان خدمات کے بدلے اسی کمپنی کی ادویات لکھنے پر مجبور ہونگے، بلکہ انہیں مکمل طور پر آزادی ہو کہ وہ جس دوائی کو مریض کیلئے مفید سمجھیں، وہ لکھ کردیں اور ڈاکٹر حضرات بھی اس کی پابندی کریں کہ کسی دوسری کمپنی کی ادویات مریض کیلئے زیادہ مفید سمجھتے ہوئے خاص اسی کمپنی کی ادویات تجویز نہ کریں۔

4۔ محض ان خدمات کے حصول کیلئے ڈاکٹر اسی کمپنی کی غیر ضروری، غیر معیاری اور مہنگی ادویات تجویز نہ کریں، بلکہ اس کمپنی کی ادویات صرف اس وقت لکھیں جب ان کے فہم وتجربہ کی روشنی

میں ادویات کا استعمال زیادہ مفید ہو۔ نیز بلاوجہ ضرورت سے زائد ادویات لکھ کر نہ دی جائیں۔

ان شرائط کے علاوہ Ward Service کے سلسلے میں بہتر یہ ہے کہ ڈاکٹر کے کسی مطالبے کے بغیر کمپنی کے افراد خود جا کر وارڈ کا معائنہ کریں اور پھر اس کے لئے مناسب خدمات سرانجام دیں۔ واضح ہو کہ یہ ساری تفصیلات Academic Services اور Ward Service کے متعلق ہیں۔ جہاں تک ذاتی خدمات (Personal Services) کا تعلق ہے، تو ڈاکٹر حضرات کی طرف سے ان کا تقاضا کرنا کسی طرح جائز نہیں اوران کے تقاضے کی وجہ سے میڈیکل کمپنی کیلئے بھی ان کو مذکورہ خدمات مہیا کرنا جائز نہیں۔ اس سے بچنا لازم اور ضروری ہے، کیونکہ یہ رشوت میں داخل ہے، جس کا لینا دینا حرام ہے۔

لیکن اگر ڈاکٹر حضرات کی طرف سے کسی بھی قسم کے (صراحتاً یا اشارتاً) تقاضے بغیر کمپنی اپنی طرف سے کوئی خدمت کردے اور اس میں درجِ بالا تمام شرائط پائی جاتی ہیں تو اس کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، لیکن آج کل Personal Service کے معاملات میں ان شرائط کی پابندی کرنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے، اس لئے ان خدمات کے سرانجام دینے سے بچنا بہر حال بہتر ہے۔..... واللہ تعالیٰ اعلم:

علمِ طب حاصل کرنے کی اہمیت اور ضرورت

چند احادیث وآثار سے ثابت ہے

سوال نمبر 22۔ کیا طب کا علم حاصل کرنے کی ترغیب قرآن وحدیث میں آئی ہے؟

جواب: کچھ احادیث اور آثار ایسے ملتے ہیں جن سے علمِ طب کی اہمیت اور

ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

وفی المشکوٰۃ: ۳۸۷/۲: وعن جابرؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : لکل داء الدواء برأ باذن اللّٰہ.

وفیہ ایضاً: قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم : لا تعذبوا صبیانکم بالغمز من العذرۃ وعلیکم بالقسک، متفق علیہ.

وفیہ ایضاً: بعث رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم الٰی ابی ابن کعب طبیباً فقطع منہ عرقا ثم کراہ علیہ. رواہ مسلم.

وفی الطب من الکتاب والسنۃ: ۱۹۱: عن مجاھد قال سعد: مرضت فاتانی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال: انک رجل مفؤدٌ فأت الحارث بن کلدۃ من ثقیف فانہ رجل یتطیّب وفیہ ایضاً: ۱۸۷: قال الشافعیؒ: لا اعلم علماً بعد الحلال والحرام أنبل من الطب الخ وقال البقراط وغیرہ: الطب الھام من اللّٰہ.

علم الابدان کو جائز طریقہ سے حاصل کرنا جائز ہے

سوال نمبر 23۔ علم الابدان کا حاصل کرنا کیسا ہے؟

جواب: علم الابدان ایک جائز علم ہے اس کو جائز طریقے سے حاصل کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کاموں سے بچتے ہوئے حاصل کرنا شرعاً پسندیدہ اور مطلوب ہے اور اگر کوئی بھی

اس کا جاننے والا نہ ہو تو اس کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ (فی رد المحتار ص ۴۲ ج ا بیروت)

واما فرض الكفاية من العلم، فهو كل علم لا يستغنى عنه فى قوام امور الدنيا كالطب. وفى احياء العلوم للغز الى (بيان العلم الذى هو فرض كفاية) اما فرض الكفاية فهو علم لا يستغنى عنه فى امور قوامَ الدنيا كالطب اذ هو منه ضرورى فى حاجة بقاء الابدان وفيه وهذه هى العلوم التى لو خلا البلد عمن يقوم بها حرج اهل. البلد واذا اقام بها واحد كفى وسقط الفرض عن الاخرين وفيه واما ما يعد فضيلة لا فريضة فالتحق فى رقائق الحساب وحقائق الطب وغير ذلك مما يستغنى عنه.

۲۔ میڈیکل کالج میں مروّج منکرات اور نا جائز امور سے بچتے ہوئے علم الابدان حاصل کرنا جائز ہے۔ ۳۔ علم الابدان حاصل کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس علم سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی نیت کرنا چاہئے البتہ منکرات اور نا جائز امور سے بچنا واجب ہے۔ (فی البخاری ۲ ج ا)

انما الاعمال بالنيات وانما لامرى مانوى الحديث، واللّٰه تعالىٰ اعلم بالصواب.
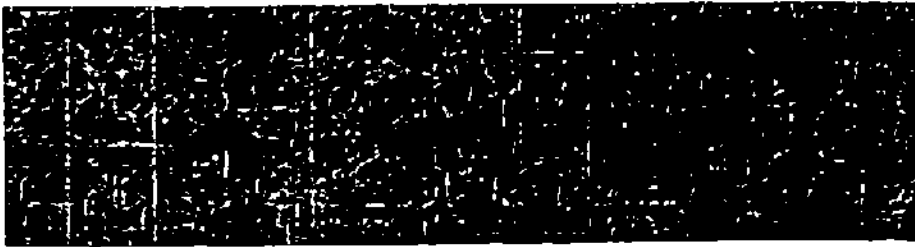
مستند ڈاکٹر کیلئے مشورہ فیس لینا جائز ہے

سوال نمبر 24۔ کیا ڈاکٹر مشورہ فیس لے سکتا ہے؟

جواب: اگر ڈاکٹر مستند ہے یعنی فنِ علاج سے باخبر بھی ہے اور کسی مستند طبیب یا ادارہ نے اسے علاج کرنے کی اجازت واہل قرار دیدیا ہے تو اس کیلئے علاج کرنا اور مشورہ دے کر فیس لینا جائز ہے۔ لیکن یہ فیس مریض کی مالی حالت کو مدِ نظر رکھ کر لینی چاہئے۔ مرتب حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرتِ اقدس حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب نور اللہ مرقدہ نے "امداد المفتیین ص ۹۷۶" میں تحریر فرمایا: "یہ حکیم کی اجرت، جاننے اور تشخیصِ مرض اور

تجویز نسخہ کی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے۔ بلاشبہ جائز ہے بشرطیکہ حکیم حکیم ہو یعنی کسی حاذق طبیب نے اس کو علاج کرنے کی اجازت دی ہو، ورنہ معالجہ کرنا جائز نہیں"۔

بلاضرورت مریض کو مطمئن کرنے کیلئے انجکشن یا ڈرپ لگانا جائز نہیں

سوال نمبر 25۔ کیا ڈاکٹر مریض کو مطمئن کرنے کیلئے ڈرپ یا انجکشن لگا سکتا ہے؟ جبکہ مریض کو اس کی ضرورت نہ ہو، صرف مریض کے ذہنی اطمینان کیلئے ڈرپ یا انجکشن بعض دفعہ لگانا پڑتا ہے۔

جواب: ڈاکٹر کا مریض کو صرف اس بنیاد پر ڈرپ یا انجکشن لگانا کہ مریض مجھ سے مطمئن ہو اور آئندہ بھی مجھ سے رجوع کرتا رہے، مریض پر بلاضرورت اور بغیر اس کی مرضی کے اضافی بوجھ ڈالنے اور دھوکہ میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ لیکن اگر ڈرپ طاقت کی ہے اور ڈاکٹر یہ سمجھتا ہے کہ مرض سے جو کمزوری واقع ہوئی یہ ڈرپ یا انجکشن اس کے ازالہ میں معاون ہے یا ڈرپ یا انجکشن سے کچھ ذہنی سکون و آرام میسر آسکتا ہے جس سے اس کا موجودہ مرض دور ہونے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے یا ڈاکٹر مریض سے صراحۃً یہ کہہ دے کہ بیماری کے ازالے کیلئے تو ڈرپ یا انجکشن کی ضرورت نہیں، تاہم آپ چاہیں تو اسے لگایا جاسکتا ہے۔ پھر مریض اجازت دیدے تو ان صورتوں میں ڈاکٹر کیلئے ڈرپ یا انجکشن لگانے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

ایک مریض کی ذاتی بچی ہوئی ادویات بلا اِجازت دوسرے مریض کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں

سوال نمبر 26۔ کیا ڈاکٹر ایک مریض کی بچی ہوئی ادویات بغیر اس مریض سے

اجازت لئے، دوسرے مریض کیلئے استعمال کر سکتا ہے؟

جواب: اگر یہ ادویات مریض کی ملکیت تھیں یعنی خود اس نے اپنے پیسوں سے خریدی تھیں یا سرکاری ہسپتال سے اس کو ملکیۃً دیدی گئی تھیں تو اس کی اجازت کے بغیر دوسرے مریض کو دینا جائز نہیں اور اگر اس کی ملکیت نہیں تھیں تو دوسرے مریض کو بھی یہ دواء استعمال کرائی جاسکتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

احقر شاہ محمد تفضل علی
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۱/۶/۲۴ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

ڈاکٹر کیلئے غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ بنا کر دینا جائز نہیں

سوال نمبر 27۔ کیا ڈاکٹر غلط میڈیکل سرٹیفکیٹ یا میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ دے سکتا ہے؟ اور اگر نہیں دے سکتا تو اس گناہ کی کیا سزا ہے؟

جواب: کسی ڈاکٹر کا ایسے شخص کو میڈیکل سرٹیفکیٹ یا میڈیکولیگل سرٹیفکیٹ دینا جو اس کا مستحق نہ ہو یا اس سے غلط بیانی سے کام لینا، شرعاً جائز نہیں۔ اس لئے کہ یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے جو بڑا گناہ ہے اور قانوناً بھی جرم ہے جس پر حکومت اپنی صوابدید سے کوئی مناسب سزا تجویز کر سکتی ہے۔ شریعت میں اس کو کوئی خاص سزا مقرر نہیں ہے۔ تاہم ایسے شخص کو چاہئے کہ صدقِ دل سے توبہ کرے اور آئندہ اس سے بچنے کا پکا عزم کر لے۔ واللہ اعلم۔

احقر محمد ہدایت عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۹-۱-۱۴۲۲ھ

الجواب صحیح
عبدالرؤف سکھروی
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۹-۱-۱۴۲۲ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

ڈاکٹر مریض کی جان بچانے کیلئے نماز قضاء کر سکتا ہے

سوال نمبر 28۔ اگر مریض کی حالت کافی خراب ہو اور ڈاکٹر کا وہاں یعنی مریض کے پاس ہونا ضروری ہو تو کیا ڈاکٹر اس صورت میں نماز قضا کر سکتا ہے تاکہ مریض کی جان بچ جائے۔

جواب: اگر مریض کی حالت خراب ہو اور مریض کی جان کو خطرہ ہو تو اس صورت میں ڈاکٹر مریض کی جان بچانے کی خاطر نماز قضا کر سکتا ہے۔

۲/۶۲ فی الدر ومن العذر العدو فی الرد لجواز تاخیر الوقتیه عن وقتها وخوف القابلة موت الولد لانه علیه الصلاة والسلام أخرها یوم الخندق ۱/۳۰۳ فی حاشیة الطحطاوی (قوله وخوف القابلة موت الولد) اما اذا ظنت ذلک یجب علیها التأخیر ابو السعود فی الشرح المذکور.

وارڈ میں ڈیوٹی کے دوران ڈاکٹر نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے جا سکتا ہے

سوال نمبر 29۔ جب کسی ڈاکٹر کی وارڈ میں ڈیوٹی ہو تو کیا وہ ڈاکٹر مسجد میں نماز باجماعت کیلئے جا سکتا ہے؟ اس میں مختلف صورتیں ہیں۔ (۱) وارڈ میں کوئی اور ڈاکٹر نہ ہو۔ (۲) وارڈ میں اور ڈاکٹر موجود ہوں۔ (۳) وارڈ میں کوئی اور ڈاکٹر نہ ہو اور سب مریضوں کی حالت صحیح ہو۔

جواب: وارڈ میں ڈیوٹی کے دوران ڈاکٹر نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے جا سکتا ہے اور اگر وارڈ میں کوئی ڈاکٹر نہ ہو اور مریض کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو نماز جماعت سے مؤخر کر کے پڑھ لیں۔ بصورت دیگر جب وارڈ میں دوسرے ڈاکٹر ہوں تو اس صورت میں نماز باجماعت ادا کرنے کیلئے مسجد میں جایا جا سکتا ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب مسجد میں فرائض پر اکتفاء کریں اور سنتیں نفلیں وارڈ میں آکر ادا کریں جبکہ مریضوں کو ان کی ضرورت ہو۔

۱/۸۳ فی الهندیه: والصحیح انها تسقط بالمطور والمطیف ...... او

كان فيما مريض. ٦/٠٧ فى الدر: وليس للخاص ان يعمل لغيره ولو عمل نقص من اجرته بقدر ما عمل فتاوى النوازل وفى الشامية (قوله وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا أن يصلى النافلة: قال فى التاتار خانيه: وفى فتاوى الفضلى واذا استاجر رجلا يوما يعمل كذا فعليه ان يعمل ذلك العمل الى تمام المدة ولا يشغل بشئ آخر سوى المكتوبة وفى فتاوىٰ سمرقند: وقد قال بعض مشايخنا له ان يؤدى السنة ايضا: واتفقوا انه لا يؤدى نفلا وعليه الفتوىٰ

مریض سے نماز کن صورتوں میں ساقط ہوتی ہے؟

سوال نمبر 30۔ کن صورتوں میں مریض پر نماز ساقط ہو جاتی ہے؟

جواب: بیمار شخص جب کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو بیٹھے بیٹھے رکوع وسجدہ سمیت نماز پڑھے اور اگر رکوع وسجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر رکوع وسجدہ کے اشارے سے نماز پڑھے اور اگر بیٹھے بیٹھے بھی نماز ادا کرنے کی بھی طاقت نہ ہو تو چت لیٹ کر گھٹنے کھڑے رکھے یا قبلہ کی طرف رخ کر کے کروٹ پر لیٹ کر سر کے نیچے تکیہ رکھ کر پھر سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کر کے نماز پڑھے۔ اور اگر سر کے اشارے کی بھی طاقت نہ ہو تو نماز مؤخر ہو جائیگی۔ پھر اگر پانچ نمازوں تک یہی حالت رہے اور ٹھیک ہو جائے تو قضاء پڑھنا واجب ہے اور اگر اس حال میں انتقال ہو جائے تو قضا ضروری نہیں اور فدیہ کی وصیت بھی واجب نہیں اور اگر پانچ نمازوں سے زیادہ یہی حالت رہے تو قضاء نہیں ہے معاف ہے۔ اسی طرح اگر پانچ نمازوں کے وقت سے زائد مجنون یا بے ہوش رہے تب بھی ان اوقات کی نمازوں کی قضاء اور فدیہ نہیں ہے وہ معاف ہیں۔

اذا تعذر على المريض كل القيام صلى قاعد ابركوع وسجود الركوع والسجود صلى قاعدا بالايماء مستلقيا او على جنبه الاول اولىٰ ويجعل تحت راسه وسادة ليصير وجهه وجهة الى القبله وان تعذر الايماء وأخرت عنه مادام يفهم الخطاب نور الايضاع ملخصا ١٠٢

۱۰۳ اذا عجز المريض عن القيام صلى قاعدا يركع ويسجد كذا في الهدايه ولو قدر على القيام متكئاً الصحيح انه يصلى قائما متكئاً ولا يجزيه غير ذالک وکذا کل لو قدر علی ان یعتمد علی عصا أو على خادم له فانه يقوم ويتكى كذا في التبيين ثم اذا صلى المريض قاعدا كيف يقعد الاصح أن يقعد كيف يتيسر عليه هكذا في السراج وان عجز عن القيام والركوع والسجود وقدر يصلى قاعدا بايماء وان تعذر القعود او مأ بالركوع والسجود وان اضطجع على جنبه ووجهه الى القبله واومأ جاز والاول اولى كذا في الكافى وان لم يستطع على جنبه الايمن فعلى الايسر كذا في السراج ووجهه الى القبله كذا في القنيه واذا عجز المريض عن الايماء بالرأس في ظاهر الرواية يسقط عنه فرض الصلاة ولا يعتبر الايماء بالعينين والحاجبين ان زاد عجزه على يوم وليلة لا يلزمه القضاء وان كان دون ذلک يلزمه كما في الاغماء وهو الاصح وان مات من ذلک المرض لا شئ عليه ولا يلزمه فدية كذا في المحيط هنديه ملخصاص ۱۳۲ ص ۱۳۷

ومن جن او اغمى عليه خمس صلوات قضى ولو اكثر لا (نور الايضاح ص ۱۰۳ ج) من تعذر عليه القيام أى كله لمرض او وجد لقيمه ألحا شديدا صلى قاعدا ولو مستندا الى وسادة او انسان كيف يشاء لان المرض اسقط عنه الاركان وقال زفر كالمتشهد قيل وبه يفتى بركوع وسجود وان قدر على بعض القيام ولو متكئاً على عصا او حائط قام وان تعذر الاالقيام اومأ قاعدا والفضل من الايماء قائما لقربه من الارض ويجعل سجود اخفض من ركوعه ولا يرفع الى وجه شيأ يسجد عليه فان فعل وهو يخفض براسه بسجود اكثر من ركوعه صح والا لا وان تعذر القعود او مأ مستلقيا على ظهره ورجلاه نحو القبله غير انه ينصب ركبتيه لكراهته مد الرجل الى القبله ويرفع راسه يسيرا ليصير وجهه اليها والاول الفضل وان

تعذر الایماء براسه و کثرت الفوائت بان زادت علی یوم ولیلة سقط القضاء عنه وعلیه الفتوی الدرا المختار ص ۶/۹۵ ملخصا ۲/۹۹

ڈاکٹر کا ڈیوٹی کے دوران دینی کام کرنا کیسا ہے؟

سوال نمبر 31۔ کیا ڈاکٹر ڈیوٹی کے دوران دین کا کوئی کام کرسکتا ہے؟

جواب: گورنمنٹ کا ملازم شرعاً گورنمنٹ کا اجیر خاص ہے اور اجیر خاص کے لئے اصول یہ ہے کہ وہ اوقات ملازمت میں ملازمت کے منافی کوئی دوسرا کام نہیں کرسکتا البتہ اگر ڈیوٹی کے دوران وقت کو فارغ پائیں اور اس میں ملازمت اور مریضوں کے حق میں کوئی حرج نہ ہوتو اس وقت دین کا کوئی کام مناجات، دعا، ذِکر، تلاوت وغیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔

۶/۷ فی الدر المختار ولیس للخاص أن یعمل لغیره ولو عمل نقص من اجرته بقدر ما عمل وفی الشامیة (قوله ولو عمل نقص من اجرته الخ) قال فی التاتار خانیه نجار استؤجر الی اللیل فعمل لاٰخر دواة بدرهم وهو یعلم فهو اثم وان لم یعلم فلا شئ علیه وینقص من اجر النجار بقدر ما عمل فی الدواة.

۸/۹ فی البحر الرائق: وحکم أجیر الواحد أنه امین فی قولهم جمیعا حتی ان ما هلک من عمله لا ضمان علیه فیه الا اذا خالف فیه والخلاف ان یامره بعمل فیعمل غیره فیضمن ماتو لدمنه حینئذ هکذا فی شرح الطحاوی وسمی الاجیر خاصا ووحده لانه یختص بالواحد ولیس له ان یعمل لغیره ولان منافعه صارت مستحقة لغیره والاجر مقابل بها فیسحقهٔ ما لم یمنع مانع من العمل کالمرض والمطر ونحو ذلک مما یمنع التمکن.

ڈاکٹر کیلئے چھٹی لیکر جہاد یا تبلیغ کیلئے جانا جائز ہے

سوال نمبر 32۔ کیا ڈاکٹر چھٹیاں لے کر یا کر کے جہاد کیلئے یا تبلیغی جماعت کے ساتھ جا سکتا ہے۔ اس میں دو صورتیں ہیں۔ (الف) پیچھے مریضوں کا حرج نہ ہو۔ (ب)

مریضوں کا حرج ہوا اور انہیں پریشانی اُٹھانی پڑی ہے۔ ڈاکٹر کا اپنے ایمان کو بنانے کیلئے اللہ کے راستے میں جانا ضروری ہے۔ اگر وہ نہیں جاتا تو گندے ماحول کے اثرات کی وجہ سے نمازیں تک چھوڑ بیٹھتا ہے۔

جواب: اگر قانونی طور پر آپ کی چھٹی منظور ہوتی ہے تو چھٹی کے ان ایام میں آپ کوئی کام کر سکتے ہیں چاہے اصلاح نفس، جہاد، تبلیغ وغیرہ سے متعلق ہو چاہے کوئی اور کام ہو اور تعطیلات کے دوران چونکہ ملازم اپنے ذمہ سپرد کردہ کام کا پابند نہیں ہوتا، لہٰذا اگر اس فارغ وقت کو اپنے کسی بھی کام میں لگائے تو اس کی شرعاً گنجائش ہے بشرطیکہ آپ کے اور گورنمنٹ کے درمیان طے شدہ معاہدہ کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب
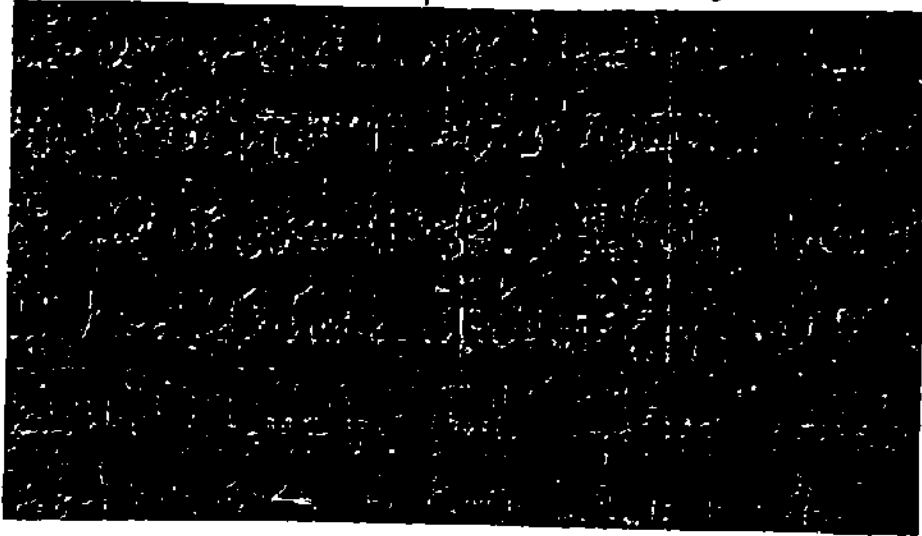
ڈاکٹر کا غیر مسلم این جی اوز کے فلاحی ہسپتال میں ملازمت کرنا جائز ہے

ایک مسئلہ ذہن میں آیا جس کے متعلق علمائے کرام سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

عیسائیوں نے اپنے دین کی تبلیغ کے لئے پوری دنیا میں فلاحی اداروں کا ایک جال بنایا ہوا ہے ان اداروں میں اور اسی طرح کے ادارے مثلاً این جی اوز، فلاحی ہسپتال، ڈسپنسریاں، سکول وکالج وغیرہ شامل ہیں۔ ان اداروں کا اصل مقصد اپنے دین کا فروغ ہے۔ ان اداروں کو فنڈ وغیرہ بھی بیرونی ممالک سے ہی ملتا ہے۔

سوال نمبر 33۔ کیا؟ ان اداروں میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے کام کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص ان اداروں میں بحیثیت ڈاکٹر ملازمت کرتا ہے اور اس کا کام صرف مریضوں کا علاج کرنا ہے تو اس کی یہ ملازمت فی نفسہ جائز ہے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے لیکن اگر یہ ادارہ والے اپنے ہسپتال میں بلا واسطہ طور پر عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں اس صورت میں مذکورہ ڈاکٹر کیلئے یہاں ملازمت کرنا بہتر نہیں ہے کیونکہ اس میں ایک طرح سے ان سے تعاون ہے اسے چاہئے کہ دوسری مناسب ملازمت تلاش کرے اور جیسے ہی کوئی مناسب ملازمت مل جائے تو یہ ملازمت چھوڑ دے۔

مریض کیلئے غیر مسلم این جی او کے فلاحی ہسپتال سے علاج

سوال نمبر 34۔ کیا ان اداروں میں علاج معالجہ جائز ہے؟ (جبکہ نزدیک کوئی اچھا ہسپتال موجود نہ ہو)، ان ہسپتالوں میں زیادہ تر عملہ عیسائی ہے اور زچگی وغیرہ کے معاملات عیسائی عورتیں ہی سنبھالتی ہیں (جبکہ مسلمانوں کے ہسپتالوں میں مرد حضرات یہ کام انجام دیتے ہیں)۔ ایسی صورت میں حاملہ خاتون کو کس جگہ لے جانا بہتر ہے؟

جواب: ان اداروں کے قائم کردہ ہسپتالوں میں علاج کرانے کا حکم یہ کہ عام حالات میں ان ہسپتالوں میں علاج کرانے سے بچنا چاہئے البتہ اگر شدید مجبوری ہو مثلاً قریب میں اس ہسپتال کے علاوہ کوئی دوسرا ہسپتال نہ ہو یا ہو تو لیکن اس میں اچھے ماہر ڈاکٹر نہ ہوں یا وہ صورت ہو جو آپ نے سوال میں لکھی ہے کہ ان کے ہسپتال میں ڈلیوری کا کیس عورت کرتی ہے اور دوسرے ہسپتال میں ڈلیوری کا کیس مرد کرتا ہے تو ایسی صورت میں ان اداروں کے قائم کردہ ہسپتال میں علاج کرانا جائز ہے۔

الجواب صحیح

۱۵-۱۲-۱۴۲۲ھ

نائب مفتی دارالعلوم کراچی

ہومیو پیتھک ڈاکٹر کا قانونی اِجازت کے بغیر ایلو پیتھک پریکٹس کرنا جائز نہیں

سوال نمبر 35۔ ایک شخص کو ہومیو پیتھک کی پریکٹس کی اجازت ہے اور اس کو حکومت کی طرف سے ایلو پیتھک کی پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن یہ شخص ہومیو پیتھک کی سند کی آڑ میں ایلو پیتھی کی پریکٹس بھی کرتا ہے کیا اس کا یہ فعل جائز ہے۔

سوال نمبر 36۔ بہت سے لوگوں کو حکومت کی طرف سے پریکٹس کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن یہ لوگ ڈاکٹری کی پریکٹس کرتے ہیں کیا اس کا فعل جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے۔

جواب: (35,36) بغیر سند کے پریکٹس کرنا یا ہومیو پیتھک کی سند پر ایلو پیتھی کی پریکٹس کرنا جائز نہیں اس لئے کہ ان دونوں صورتوں میں قانون کی خلاف ورزی لازم آتی ہے جو ناجائز ہے، البتہ اگر کوئی ایلو پیتھی یا کسی دوسرے طریقہ سے علاج کرنا صحیح طور سے جانتا ہو اس کے مطابق واقعۃً صحیح علاج کرتا ہو تو ایسے علاج سے حاصل شدہ آمدنی حلال ہے لیکن قانون کی خلاف ورزی کا گناہ پھر بھی ہوگا جس سے اس کو بچنا چاہئے اور اگر وہ صحیح طور سے علاج کرنا ہی نہیں جانتا اور اس کے مطابق صحیح علاج نہیں کرتا تو اس کی آمدنی حلال نہ ہوگی اور قانون کی خلاف ورزی کے گناہ کے علاوہ لوگوں کو ڈاکٹر ہونے کا دھوکہ دینے یا کام میں کوتاہی رہنے کا گناہ بھی ہوگا جس سے اس کو بچنا لازم ہے (ماخذہ تبویب ۱۰۰/۱۰۳ و ۷۵/۳۲۶)

فی الدر المختار بل یمنع مفت ماجن یعلم الحیل الباطلة کتعلیم الردة لتبین من زوجھا ولتسقط عنھا الزکاة وطبیب جاھل.

وفی رد المختار: بان یسقیم دواء مھلکا واذا قوی علیھم لا یقدر علی ازالة ضررہ (۱۴۷/۲) واللّٰہ اعلم.

حکومت کی مقرر کردہ پرچی فیس سے زیادہ رقم لینا درست نہیں

سوال نمبر 37۔ بنیادی مرکز صحت کی مختلف ضروریات ہوتی ہیں مثلاً ادویات، پانی اور ٹیوب لائٹیں وغیرہ وغیرہ اور حکومت یہ اشیاء فراہم کرنے کے لئے ٹال مٹول کرتی رہتی ہے تو کیا ڈاکٹرز پرچی فیس دو روپے سے بڑھا کر پانچ روپے لے سکتا ہے اور زائد رقم کو بنیادی مرکز صحت کی مذکورہ بالا ضروریات پر لگادے اس کا یہ فعل جائز ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں ڈاکٹر کے لئے پرچی فیس دو روپیہ سے زیادہ لینا درست نہیں البتہ اگر کوئی مریض اپنی خوشی سے بطور عطیہ کچھ رقم اس مد میں دے تو اس کو لینا اور احتیاط سے ان ضروریات میں استعمال کرنا درست ہے تاہم ضروریات کی چیزیں حکومت سے قانونی طور پر حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیئے۔

حکومت کی اجازت کے بغیر ڈاکٹر کا ہسپتال کی بجلی کو اپنی رہائش کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں

سوال نمبر 38۔ ڈاکٹر کی سرکاری رہائش ہسپتال کے بالکل قریب ہے اور اس کے سرکاری رہائش پر بجلی نہیں ہے اور نہ گورنمنٹ اس کو بجلی لگا کر دیتی ہے۔ گورنمنٹ ٹال مٹول

کرتی رہتی ہے تو کیا ڈاکٹر ہسپتال سے بجلی لے سکتا ہے اور بل کی رقم اندازے سے ہسپتال کی ضروریات پر لگادے کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

جواب: حکومت کی اجازت کے بغیر سرکاری ہسپتال کی بجلی ڈاکٹر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر لے جانا جائز نہیں۔

فی القرآن المجید: یا ایها الذین امنواْ اطیعو اللّٰه وأطیعوا الرسول واولی الامر منکم ...... الآیة. سورة النساء

فی التفسیر المظهری عن أبی هریرةؓ قال: هم الامراء وفی الفظ هم امراء السرایا هذا لفظ عام یشتمل الملوک وامراء الاحصار والقضات وامراء السرایا والجیوش. (۲/۱۵۱ واللّٰه تعالیٰ اعلم).

الجواب صحیح — محمد عبدالرحمٰن [illegible]

۱۴۲۱/۱۱/۲۲ھ

پانی کے استعمال سے بیماری کے بڑھنے کا خطرہ ہو تو تیمّم کرسکتا ہے

سوال نمبر 39۔ کیا بخار کی حالت میں مریض تیمّم کرسکتا ہے؟

جواب: اگر پانی کے استعمال سے مرض کے بڑھ جانے کا غالب گمان ہو تو مریض تیمم کرسکتا ہے۔

ایسا مریض جو خود وضو و غسل نہ کرسکتا ہو نہ ہی اس کی مدد کرنیوالا کوئی ہو تو تیمّم کرسکتا ہے

سوال نمبر 40۔ بعض مریضوں کیلئے پانی نقصان دہ نہیں ہوتا لیکن وضو کرنے یا غسل کرنے کی ان کے اندر ہمت نہیں ہوتی، جیسے دل کے مریض۔ تو کیا ایسی صورت میں تیمم کرنا جائز ہے۔

جواب: اگر ایسا شخص جسے خود وضوء یا غسل کرنا مشکل ہو جیسے دل کا مریض وغیرہ،

لیکن کسی دوسرے شخص سے مدد لے سکتا ہو اور وہ دوسرا شخص با آسانی اس کی مدد کر دیتا ہو تو ایسی صورت میں اس شخص کیلئے تیمم کرنا درست نہیں۔ لیکن اگر ایسا کوئی مدد کرنے والا موجود نہ ہو تو اس کیلئے تیمم جائز ہوگا۔

غسل کا تیمّم وضوء کیلئے کافی ہوگا

سوال نمبر 41۔ کیا اگر غسل کیلئے تیمم کیا تو وضو بھی ہو جائے گا۔

جواب: غسل کا تیمم وضوء کیلئے بھی کافی ہوگا۔

پینٹ والی دیوار پر اگر گرد و غبار ہو تو تیمّم کرنا جائز ہے

سوال نمبر 42۔ کیا اگر دیوار پر پینٹ ہوا ہو تو اس پر تیمم ہو جائے گا؟

جواب: اگر دیوار پر پینٹ کیا ہوا ہو تو اس پر تیمم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی دیوار پر گرد و غبار لگا ہوا ہو تو اس پر تیمم کرنا درست ہے۔

پکی اینٹ یا سیمنٹ پر تیمّم جائز ہے

سوال نمبر 43۔ کیا پکی اینٹ یا سیمنٹ پر تیمم ہو جاتا ہے؟

جواب: پکی اینٹ یا سیمنٹ پر تیمم ہو جاتا ہے۔

وفي الهندية: ۲۸/۱: ولو كان يجد الماء الا أنه مريض يخاف ان استعمل المآء اشتد مرضه او أبطأ. برئهٔ يتيمّم //// فان وجد خادماً او يستأجر به أجيراً أو عنده من لو استعان به اعانه فعلى ظاهر المذهب انه لا يتيمم لانه قدر كذا في فتح القدير، ويعرف الخوف إمّا بغلبة الظن عن امارة أو تجربة أو أخبار طبيب حاذق مسلم غير ظاهر الفسق. وفي الشامية: ۲۴۸/۱: قال في الوقاية: اذا كان به حدثان كالجنابة وحدث يوجب الوضوء ينبغي ان ينوى عنهما فان نوى عن احدهما لا يقع عن الآخر، لكن يكفي تيممٌ واحد عنهما.

وفی الهندية: ۱/۲۷ : فيجوز التيمم بالتراب والرمل //// وبالآجر المشوی وهو صحيح كذا فی البحر وهو ظاهر الرواية ويجوز بالغبار مع القدرة على الصعيد. وفی الهندية: ۱/۵۳: ويجوز التيمم عند ابی حنيفة ومحمد رحمهما، بكل ما كان من جنس الارض كالتراب والرمل والحجر والجص الخ وكذا يجوز بالغبار مع القدرة على الصعيد. والله سبحانه تعالیٰ اعلم.

محمد عامر عفی عنه دار الافتاء جامعه دار العلوم كراچی نمبر ۱۴.

جس مریض کو پیشاب کی نالی لگی ہو وہ نماز کیسے پڑھے؟

سوال نمبر 44۔ (الف) جس مریض کو پیشاب کی نالی لگی ہو وہ نماز کیسے پڑھے۔ پیشاب والی نالی کے ذریعے پیشاب مثانہ سے بیگ میں آتا رہتا ہے جیسے بنتا ہے فوراً بیگ میں آجاتا ہے اس پر مریض کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح۔

(ب) بعض مریض کی چھوٹی آنت (ILostomy) یا بڑی آنت (Clostomy) کو پیٹ پر جوڑ دیتے ہیں اور اس کے ساتھ بیگ لگا دیتے ہیں مقصد والے راستے کو عارضی طور پر اور بعض صورتوں میں مکمل طور بند کرنا پڑتا ہے۔ اس صورت میں جو گندگی بنتی ہے اس میں بھی مریض کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا ہے اسی طرح وہ بیگ میں آجاتی ہے۔

(ج) بعض دفعہ مریض کے سینے میں ٹیوب ڈالی جاتی ہے اسمیں سے بھی پانی نکلتا رہتا ہے۔
ان ساری مذکورہ صورتوں میں مریض کے لئے وضو اور نماز کے کیا احکامات ہوں گے؟

جواب: (الف، ب) پہلے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر مریض کا مذکورہ عذر اتنے وقت بھی منقطع نہیں ہوتا کہ وضوء کر کے نماز پڑھ سکے اور اسی حالت میں نماز کا ایک کامل وقت گذر جائے تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے اور ایسے شخص کے وضوء اور نماز کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ایسا شخص ایک نماز کے وقت میں ایک مرتبہ وضوء کر لے پھر اس وضوء سے اس وقت میں جتنی چاہے فرض اور نفل نمازیں ادا کر سکتا ہے پھر وقت ختم ہونے سے وضوء بھی ختم ہو جائیگا پھر دوسرے وقت کے لئے اس شخص کو دوبارہ وضوء کرنا ہوگا۔ البتہ اس معذوری کے حکم کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ مذکورہ عذر آئندہ نماز کے وقتوں میں ہر وقت میں کم از کم ایک مرتبہ ضرور پایا جائے اور اگر نماز کا ایک کامل وقت ایسا گزر گیا کہ اس میں ایک مرتبہ بھی مذکورہ عذر نہ پایا گیا تو اس وقت معذور کا حکم ایسے شخص سے ختم ہو جائیگا پھر دوبارہ شرعی معذور بننے کیلئے مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق عذر کا پایا جانا ضروری ہے۔

جواب: (ج) تیسری صورت واضح نہیں کہ سینہ سے نکلنے والا پانی کیسا ہے؟ اور کس جگہ سے نکل رہا ہے؟ کسی زخم وغیرہ سے تو نہیں نکل رہا؟ وضاحت کر کے جواب معلوم کرلیں۔

وفی الدر المختار ۳۰۵/۱: وصاحب عذر من به سلس بول لا یمکن إمساکه او استطلاق بطن أو انفلات ریح أو استحضاة أو بعینه رمد أو عمش أو غرب و کذا کل ما یخرج بوجع ولو من اذن وثدی سردة ان استوعب عذره تمام وقت صلوة مفروضة بأن لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضا أو یصلی فیه خالیا عن الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدم.

وفی الهندیه: ۴۰/۱: شرط ثبوت العذر ابتداء ان یستوعب استمرار وقته الصلوٰة کاملاً ...... شرط بقائه ان لا یمضی علیه وقت فرض الا والحدث الذی ابتلی به یوجد فیه ...... واللّٰه سبحانه تعالیٰ اعلم.

محمد عامر عفی عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۱۸ ــ ۶ ــ ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
۱۸-۶-۱۴۲۱ھ

نالی والے مریض کا جو ناپاک پانی منہ یا جسم کے کسی بھی حصہ سے خارج ہو، وہ ناقضِ وضو ہے

سوال نمبر 45۔ Pleural Fluid اس پانی کو کہتے ہیں جو پھیپھڑے اور چھاتی کے درمیانی خلاء میں بھر جاتے ہیں اس کی وجہ مختلف بیماریاں ہوتی ہیں۔ یہ پانی دو قسم کا ہوتا ہے ایک زردی مائل اور دوسرا سرخی مائل ہوتا ہے جو سرخی مائل ہوتا ہے اس میں خون کی آمیزش ہوتی ہے۔ Ascitic Fluid اس پانی کو کہتے ہیں جو پیٹ میں پڑ جاتا ہے یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک زردی مائل اور دوسرا سرخی مائل ہوتا ہے۔ سرخی مائل پانی میں خون کی آمیزش ہوتی ہے۔ (الف) کیا Pleural Fluid پاک ہے۔

(ب) کیا Pleural Fluid نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

(ج) کیا Pleural Fluid سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(د) کیا زردی مائل اور سرخی مائل Pleural Fluid دونوں کیلئے ایک احکامات ہیں۔

(ہ) کیا Ascitic Fluid کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

(و) کیا Ascitic Fluid پاک ہے۔

(ز) کیا Ascitic Fluid سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(ح) کیا زردی مائل اور سرخی مائل Ascitic Flyid دونوں کیلئے ایک ہی احکامات ہیں۔ (ط) کیا پھیپھڑوں اور چھاتی کے درمیانی خلاء میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔ (ی) اگر بلغم کے ساتھ خون کی آمیزش ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ والسلام! ڈاکٹر طیب

الجواب

جن پانیوں کے بارے میں آپ نے تفصیل لکھی ہے۔ چونکہ آپ نے یہ نہیں بیان کیا کہ یہ پانی کس راستے سے خارج ہوتے ہیں؟ آیا پیشاب پاخانے کے راستے سے خارج ہوتے ہیں یا منہ سے خارج ہوتے ہیں یا جسم کے کسی اور حصے مثلاً زخم وغیرہ کے رستے سے یا جسم کے اندر ہی رہتے ہیں، لہٰذا ان سب کے بارے میں اُصولی جواب سمجھ لیں کہ اس قسم کے

پانی جب تک جسم کے اندر موجود ہوں تو وضوء وغیرہ کے لئے ناقص نہیں ہیں لیکن اگر پیشاب پاخانہ جگہ سے نکل جائیں یا جسم کے کسی اور حصہ سے خارج ہو کر اپنی جگہ سے بہہ جائیں تو وضو ٹوٹ جائے گا اور بلغم کا حکم یہ ہے کہ صرف بلغم سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر بلغم کے ساتھ خون آئے تو خون اگر بلغم پر غالب ہو تو وضوء ٹوٹ جائے گا اور اگر بلغم غالب ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

فی الدر المختار: (وينقضه خروج) كل شيئ (نجس) بالفتح بكسر (منه) اى من المتوفى الحيئ معتادا او لامن السبلين او لا الى ما يطهر ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور وفى غيرها عين السيلان ولو بالقوّة الخ.

فى الشامية: (قوله كل خارج) لعلّ فائدة التعميم من اوّل الامر لئلاّ يتوهم اختصاص النجس بالمعتاد أو الكثير تامل (ص ۱۳۴/ ج ۱)

لا ينقضه قيئي من (بلغم) على المعتمد (أصلاً الاّ المخلوط بطعام فيعتبر الغالب ولو استويا فكل عليحدة (و) ينقضه (دم) مائع من جوف أوفم (غلب على بزاق) حكماً للغالب (أو ساواه) احتياطاً (لا) ينقضه قيئي من (بلغم) على المعتمد (أصلاً الاّ المخلوط بطعام فيعتبر الغالب ولو استويا فكل عليحدة (و) (و) ينقضهٔ (دم) مائع من جوف أو فم (غلب على بداق) حكماً للغالب (أو ساواه) احتياطاً (لا) ينقضهٔ (المغلوب بالبزاق. (۱۳۸/ج ۱)

نیز واضح ہو کہ ان اشیاء کے خارج ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ اگر کسی نے زبردستی خود منہ بھر کرتے کی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ قے بلغم کی نہ ہو۔

فى الهندية: اذاقاء او استقاء ملء الضم أو دونه عاد بنفسه أو اعاد او خرج فلا فطر على الأصح الاّ فى الاعادة والاستقاء بشرط ملٔ الفم هكذا فى النهر الفائق هذا كله اذا كان القيئ طعاماً او ماءً أو مرة فانكان بلغماً فغير مفسد للصوم الخ (۲۰۴/ج ۱)

الجواب صحیح
[illegible]
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
محمد انتخار رضیہ عفی عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
۱۱/ ۶/ ۱۴۲۰ھ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

وریدی اور گوشت میں انجکشن لگانے سے وضوء ٹوٹنے کا حکم

سوال نمبر 46۔ کیا وریدی انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

سوال نمبر 47۔ کیا گوشت میں انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب: (46,47) چونکہ وریدی انجکشن میں اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ آیا سوئی رگ میں لگی ہے یا نہیں، پہلے تھوڑا سا خون انجکشن میں کھینچا جاتا ہے اس کے بعد انجکشن لگایا جاتا ہے اس لئے ایسا وریدی انجکشن لگانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

البتہ جس وریدی انجکشن سے وضو میں خون بالکل نہ کھنچا جائے بغیر کھینچے رگ میں لگا دیا جائے تو اس انجکشن سے وضو نہیں ٹوٹے گا اسی طرح جو انجکشن گوشت میں لگایا جاتا ہے اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹا۔ (ماخذہ احسن الفتاویٰ ۲۲۳)

وفی الهندية: ذكر محمدؒ فی الاصل اذا خرج من الجرح دم قليل ثم خرج ايضاً ومسحه فان كان الدم بحال لو ترک ما قد مسح منه سال، انتقص وضوئه وان كان لا يسيل لا ينتقض وضوئه. ١/١١.
وفيه ايضاً: (ومنها) ما يخرج من غير السبيلين وليسيل الٰى ما يظهر من الدم والقيح والصّديد والماء لعلّة وحدّ السيلان ان يعلو عن رأس الجرح (١ص١٠) وفی خلاصة الفتاوی: وان كرج من قرح به دم اد صديد أو قيح فسال عن رأس الجرح نقض الوضوء عندنا فان مسحه أو اهال التراب ان كان بحال لو تركه يسيل عليه الوضوء وان كان بحال لو ترک لا يسيل لا وضوء عليه (ص١١٠) وفی البدائع: ولو ظهر الدم على رأس الجرح فمسحه مراراً فان كان بحال لو تركه سال يكون حدثاً والافلا (١٢٧) والله اعلم بالصواب.

محمد عامر عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۳-۴-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۱۴۲۱-۴-۴ھ
نائب مفتی دار العلوم کراچی

الجواب صحیح
نائب مفتی دار العلوم کراچی

کان سے پیپ نکلنے سے ہر حال میں وضوء ٹوٹ جائیگا

سوال نمبر 48۔کیا کان سے پانی پیپ نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

جواب: کان سے پانی اگر کسی بیماری یا زخم وغیرہ کی وجہ سے نکلے تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا اور بغیر کسی بیماری کے نکلے تو وضونہیں ٹوٹے گا۔البتہ کان سے پیپ نکلنے سے ہر حال میں وضوٹوٹ جائیگا۔

قال ابن عابدين رحمه الله تعالٰى تحت قوله (لا بوجع)

تقييد لعدم النقض بخروج ذالک وعدم النقض هو ما مشى عليه الدرر والجوهرة والزيلعي معزيا للحلواي قال في البحر: وفيه نظر بل الظاهر اذا كان الخارج قيحا او صديداً لنقض، سواء كان مع وجع أو بدونه فانهما لا يخرجان الّا عن علّة، نعم هذا التفصيل حسن فيما اذا كان الخارج ماء ليس غيره اه، وأقره في الشرنبلالية وأيده بعبارة الفتح الجرج والنفطة وماء الشدى والسرة والأذن اذا كان لعلة سواء على الأصح اه فالضمير في كان للماء فقط فهو مؤيد لكلام البحر، وفيه اشارة الى ان الوجع غير تبديل وجود الخلة كان وما بحثه في الجر ماخوذ في الحية واعترفه.

في النهر بقوله لم لا يجوز أن يكون القيح الخارج من الاذن عن جرح برأ، وعلامته عدم التالم فالحصر ممنوع

اه: أي الحصر بقول لا يخرجان الّا عن علّة وانت خبير بان الخروج دليل العلة ولو بلا ألم، انما الالم شرط للماء فقط، فانه لا يعلم كون الماء الخارج من الأذن أو العين أو نحوهما دما متغيرا الا بالعلة والألم دليلها بخلاف نحو الدم والقيح، ولذا اطلقوا في الخارج من غير السبيلين كالدم والقيح والصديد أنه ينقض الوضوء ولم يشتر طوا سوى التجاوز الى موضع يلحقه حكم التطهير ولم يقيدوه في المتون ولا في الشروح بالألم ولا بالعلة فالتقييد بذالک في الخارج من الاذن مشكل لمخالفته لا طلاقهم. رد المختار ١٤٧.٨ ج ١.

الجواب صحیح

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ

ڈاکٹر مریض کو کن صورتوں میں روزہ توڑنے اور نہ رکھنے کی اِجازت دے سکتا ہے؟

سوال نمبر 49۔ (الف) کن صورتوں میں ڈاکٹر مریض کو روزہ توڑنے کی اجازت یا مشورہ دے سکتا ہے۔

(ب) کن صورتوں میں ڈاکٹر مریض کو روزے نہ رکھنے کا مشورہ دے سکتا ہے۔

جواب: (الف، ب) شریعت میں جن اعذار کی بناء پر کسی شخص کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) شرعی مسافر ہونا یعنی اڑتالیس میل یا اس سے زیادہ سفر کرنا۔

(۲) اتنا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے بیماری میں اضافہ کا غالب گمان ہے (اور یہ غالب گمان کسی علامت یا تجربہ یا کسی ماہر مسلم ڈاکٹر کے بتلانے سے حاصل ہوتا ہے) یا تندرست ہے مگر روزہ رکھنے سے بیمار ہونے کا غالب گمان ہے۔

(۳) کوئی عورت حاملہ یا دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اس عورت کو یا بچہ کو کوئی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

(۴) کسی کو شدید بھوک یا پیاس کی وجہ سے اپنی جان یا کسی عضو کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

ایسے حالات میں اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو شرعاً کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی ماہر مسلمان ڈاکٹر (پہلی حالت کے علاوہ میں) یہ سمجھے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے اس شخص کی جان کا یا اس کے بدن کے کسی عضو کو شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے تو وہ روزہ نہ رکھنے کا مشورہ دے سکتا ہے اور بعد میں وہ روزہ کی قضاء کرے اور اسی طرح حالت سفر کے علاوہ اگر کسی شخص نے روزہ رکھ لیا ہے اور پھر مذکورہ حالت میں سے کوئی حالت پیش آ گئی تو ایسا شخص روزہ توڑ سکتا ہے اور کوئی ماہر مسلم ڈاکٹر ایسے شخص کو روزہ توڑنے کا مشورہ بھی دے سکتا ہے۔

في التنوير وشرحه: فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم وقد ذكر المصنف منها خمسة: وبقي الاكراه وخوف الهلاك او نقصان العقل ولو بعطش او جوع شديد ولسعة حية (لمسافر) وحامل او مرضع خافت بغلبة الظن على نفسها او ولدها او مريض خاف الزيادة لمرضه او صحيح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة او تجربة او باخبار طبيب حاذق مسلم مستور ...... الفطر وقضوا ما قدروا بلا فدية وولاء (٢/٣٠ .٤٢١)

وفي الشامية: (المبيحة لعدم الصوم) عدل عن قول البدائع المسقطة للصوم لما اورد عليه في النهر من انه لا يشمل السفر فانه لا يبيح الفطر وانما يبيح عذر الشروع في الصوم (٢/٤٢١)

وفي البدائع: فلابد من معرفة الاعذار المسقطة لاثم والمؤاخذة فنبينها بتوفيق الله فنقول هي المرض والسفر والاكراه والحبل والرضاع والجوع والعطش وكبر السن (٢/٩٤)

کیا P.R یا P.V کرنے سے روزہ ٹوٹ جائیگا؟

سوال نمبر 50۔ کیا P.R یا P.V کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(P.R اس میں ڈاکٹر اپنی انگلی ڈال کر اس پر مواد (Lubricant) لگا ہوتا ہے۔ مریض کے مقعد کا معائنہ کرتا ہے۔ P.V میں ڈاکٹر Vagina میں انگلی ڈال کر اس کا معائنہ کرتا ہے اس میں بھی انگلی پر مواد لگا ہوتا ہے۔)

جواب: مذکورہ صورت میں P.R اور P.V کرنے سے جس شخص کا معائنہ کیا جا رہا

ہے اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس دن کی قضاء اس کے ذمہ ہوگی اس لئے بہتر یہ ہے کہ ایسا معائنہ روزہ کی حالت میں نہ کیا جائے۔

فی الدر المختار: او ادخل اصبعه اليابسة فيه اى دبره او فرجها ولو مبتلة فسد. وفى الشامية تحته: لبقاء شئ من البلة فى الداخل وهذا لوادخل الاصبع الى موضع الحقنه كما يعلم مما بعده (٢/٣٩٧)
وفى الهندية (باب ما يوجب القضاء دون الكفارة) ولو ادخل اصبعه فى استه او المرأة فى فرجها لا يفسد وهو المختار الا اذا كانت مبتلة بالماء او الدهن فحينئذ يفسد لوصول الماء او لدهن هكذا فى الظهيرية (٢/٢٠٤) والله اعلم بالصواب

انجکشن یا ڈرپ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال نمبر 51۔ (الف) کیا انجکشن لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر نہیں ٹوٹتا تو اس کی دلیل کیا ہے۔

(ب) کیا ڈرپ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(ج) کیا طاقت کا انجکشن یا ڈرپ روزہ کی حالت میں لگوانا جائز ہے۔

جواب: (الف، ب، ج) روزہ ٹوٹنے کے لئے کسی چیز کا جوف بطن یا جوف دماغ تک منفذ اصلی منہ، ناک وغیرہ کے ذریعے سے پہنچنا ضروری ہے جبکہ انجکشن اور ڈرپ کے

ذریعے جو دوا بدن میں پہنچتی ہے وہ بذریعہ منفذ اصلی نہیں پہنچتی، بلکہ رگوں اور مسامات کے ذریعے سے پہنچتی ہے جو مفسد صوم نہیں۔

لہٰذا انجکشن اور ڈرپ خواہ طاقت کے لئے ہو یا کسی بیماری کو دور کرنے کے لئے ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ بلاضرورت طاقت کا انجکشن اور ڈرپ کا استعمال کرنا مناسب نہیں (ماخذہ امداد المفتین ۷۸۸)

وفی الهندية: وفی دواء الجائفة والآمة اكثر المشايخؒ على ان العبرة للوصول الى الجوف والدماغ، لا لكونه رطباً او يابساً حتى اذا علم ان اليابس وصل، يفسد صومه، ولو علم انّ الرّطب لم يصل، لم يفسد هكذا في العناية (١ ص ٢٠٤) وفی الدر المختار: (او احتقن او سعّط) فی انفه شیئاً (أو اقطر في اذنه دهنا أو داوى جائفة أو آمة) فوصل الدواء حقيقة الى جوفه ودماغه قال العلامة الشامیؒ تحت قوله (فوصل الدواء حقيقة) اشار الى ان ما وقع في ظاهر الرواية من تقييد الافساد بالدواء الرطب مبنى على العادة من انه يصل، والافالمعتبر حقيقة الوصول حتى لو علم وصول اليابس افسد او عدم وصول الطرىّ لم يفسد ٢/٢٠٢.

محمد ضامن عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
٣-٩-١٤٢١ھ

الجواب صحیح
دار الافتاء دار العلوم کراچی
١٤٢١ھ

الجواب صحیح
محمد عبدالمنان عفی عنہ
١٤٢١ھ
نائب مفتی دار العلوم کراچی

ناک یا کان میں دواء ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

سوال نمبر 52۔ کیا ناک وکان میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

جواب: ناک یا کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

ومن احتقن أو استعط او اقطر فی اذنه دهنا افطر ولا كفارة عليه العالمگيرية ۲۰۴ ج ۱. واذا استعط او اقطر فی اذنه ان كان شيئاً يتعلق به صلاح البدن نحو الدين والدواء يفسد صومه من غير كفارة التاتار خانيه ۳۶۴ ج ۲. وما وصل الى جوف الرأس والبطن من الأذن والأنف والدبر فهو مفطر بالاجماع وفيه القضاء خلاصة الفتاوىٰ ۲۵۳ ج ۱

ومن: احتقن او استعط او اقطر فی اذنه افطر لقوله عليه السلام الفطر مما دخل ولو جود معنى الفطر وهو وصول ما فيه صلاح البدن الى الجوف ولا كفارة عليه الهدايه ۲۰۲/ج ۱
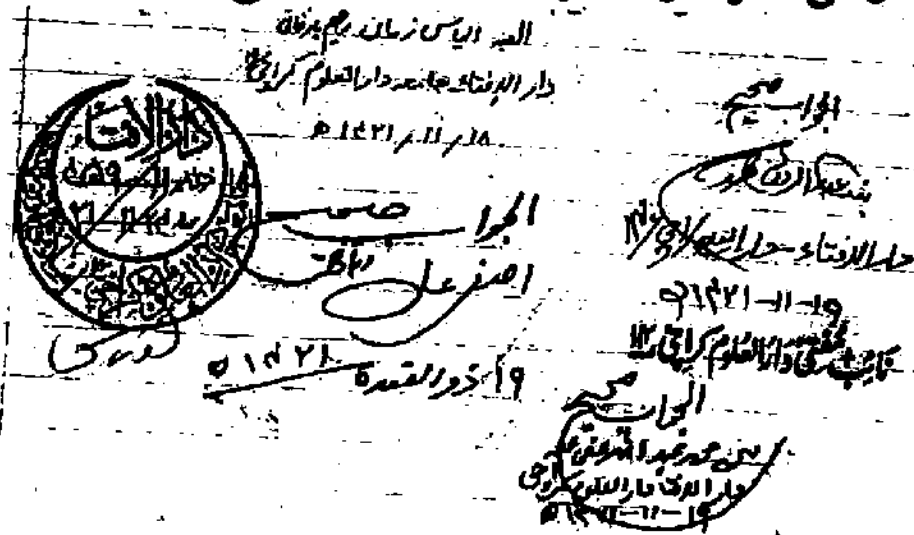
روزہ کی حالت میں دانت نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا

سوال نمبر 53۔ کیا روزے کی حالت میں دانت نکلوانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جواب: روزے کی حالت میں دانت نکلوانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال نمبر 54۔ دانت نکلواتے وقت خون نکلتا ہے مگر جلدی جلدی سے کلی کرنے سے اس کا ذائقہ منہ میں نہ جائے تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں۔

جواب: اس صورت میں بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال نمبر 55۔ دوسری صورت پانی اور خون حلق میں نہ جائے مگر خون کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو اس سے روزہ ٹوٹے گا یا نہیں۔

جواب: اس سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

سوال نمبر 56۔ اگر دانت نکلواتے ہوئے خون نکل گیا اور وہ تھوڑا سا حلق میں چلا گیا تو اس صورت میں جو روزہ ٹوٹے گا اس کی قضا کیا ہوگی۔

جواب: اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا لازم ہوگی۔

روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال مکروہ ہے

سوال نمبر 57۔ کیا روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کرنا جائز ہے۔

جواب: روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال مکروہ ہے۔

روزہ کی حالت میں ماؤتھ واش سے کلی کرنا مکروہ ہے

سوال نمبر 58۔ کیا روزے کی حالت میں ماؤتھ واش (اس میں ذائقہ ہوتا ہے) سے کلی کرنا جائز ہے۔ جواب روزہ کی حالت میں اس کا استعمال بھی مکروہ ہے۔

دانت نکلواتے وقت مسوڑھے پر انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال نمبر 59۔ دانت نکلواتے وقت دانت کے اردگرد مسوڑھے سن کرنے کے لئے انجکشن لگاتے ہیں کیا اس سے روزہ تو نہیں ٹوٹے گا۔

جواب: اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

کیا آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

سوال نمبر 60۔ کیا آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جبکہ دوائی کا اثر ایک خالی Nasolacremal Duccت کے ذریعے حلق میں پہنچ جاتا ہے۔

جواب: آنکھ میں دواڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ دوائی کا اثر حلق میں محسوس ہو۔

فی الهندية (١ ج/٢٠٣) ولو اقطر شيئاً من الدواء فی عينه لا يفطر صومه عندنا وان وجد طعمه فی حلقه واذا بذق فرای اثر الكحل ولونه فی بزاقه عامة المشائخ علی أنه لا يفسد صومه كذا فی الذخيرة وهو الأصح كذا فی البتيين.

نیندآور گولیوں میں اگر نشہ نہ ہوتو استعمال جائز ہے

سوال نمبر 61۔ کیا نیندآور گولیوں کا استعمال صحیح ہے۔

جواب: ایسی دوائیاں جنکے استعمال سے نیندآتی ہے اس میں عام طور پر افیون شامل ہوتی ہے اور چونکہ بقدر ضرورت دوائی کے طور پر افیون کا استعمال حرام نہیں لہٰذا ایسی گولیاں جن میں افیون شامل ہواور نشہ پیدا نہ ہوان کے استعمال کی دوا کے طور پر گنجائش ہے۔(ماخذہٗ رجسٹر نقل فتاوی ۲۰/۴۹)

فی الشامية (۴۵۷/ج۶) يدل عليه ما فی غاية البيان عن شرح شيخ الاسلام أكل قليل السقمونيا والبنج مباح للتداوی وما زاد علی ذلک اذا كان يقتل او يذهب العقل حرام.

فی تنوير الابصار (۴۵۷،۵۸/ج۴): ويحرم اكل البنج والحشيشة والأفيون لكن دون حرمة الخمر فان اكل شيئا من ذلک لاحد عليه وان سكر بل يعذر بما دون الحد.

فی الشامية (٢ ج٣٥٧) (ويحرم اكل البنج) ...... وفی القهستانی: هو احد نوعی شجر القنب حرام لأنه يزيل العقل وعليه الفتوی بخلاف نوع اخر منه فانه مباح كالأفيون لانه وان اختل العقل به لا يزول وعليه ما فی الهداية

وغيرها من اباحة البنج كما في شرح الباب الاول: هذا غير ظاهر لان ما يخل العقل لا يجوز أيضا بلا شبهة فكيف يقال مباح بل الصواب ان مراد صاحب الهداية وغيره اباحة قليله للتداوی ونحوه ومن صرح بحرمته أراد به القدر المسكر منه يدل عليه ما في غاية البيان الخ ...... (الیٰ قوله) فهذا صريح فيما قلناه مؤيد لما سبق بحثناه من تخصيص ما مرّ من أن ما اسكر كثيره حرم قليله بالمائعات وهكذا يقول في غيره من الاشياء الجامدة المضرة في العقل او غيره يحرم تناول القدر المضر منها دون القليل النافع لأن حرمتها ليست لعينها بل لضررها الخ (والله اعلم بالصواب)

اپنی آنکھ یا جسم کا کوئی عضو دوسرے کو دینے کی وصیت کرنا جائز نہیں

سوال نمبر 62۔ کیا انسان مرنے کے بعد اپنی آنکھ یا جسم کے دوسرے اعضاء دینے کی وصیت کر سکتا ہے۔

جواب: انسان خود اپنے اعضاء و جوارح کا مالک نہیں ہے لہٰذا اپنی آنکھ یا جسم کے دوسرے اعضاء کسی کو دینے کی وصیت کرنا شرعاً جائز نہیں۔

سوال نمبر 63۔ (الف) کیا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔

(ب) کیا انسانی ہڈیوں کی خرید و فروخت جائز ہے۔

(ج) کیا طالب علم پڑھائی کے لئے انسانی ہڈی خرید سکتا ہے۔

(د) کیا انسانی جسم کے اعضاء کی خرید و فروخت جائز ہے۔

جواب: (الف) اللہ تعالیٰ نے انسان کو محترم اور اشرف المخلوقات بنایا ہے جس

طرح زندگی میں اس کا جسم محترم ہے اس طرح مرنے کے بعد بھی محترم رہتا ہے لہٰذا مرنے کے بعد اس کے جسم کو چیرنا پھاڑنا قطعاً ناجائز ہے الا یہ کہ میت سے کسی زندہ شخص کو ایسا خطرہ لاحق ہو کہ وہ میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) کے بغیر ممکن نہ ہو، یا کسی کی حق تلفی ہو رہی ہو کہ اس کا ازالہ چیر پھاڑ کے بغیر ممکن نہ ہو، اسی طرح قتل کی صورت میں وجوہات قتل کا پتہ چلانا اس کے بغیر ممکن نہ ہو ایسی صورت میں بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت میت کی قطع و برید (پوسٹ مارٹم) جائز ہے، مثال کے طور پر مردہ ماں کے پیٹ سے زندہ بچہ کو نکالنا، اسی طرح کسی شخص نے دوسرا کا ہیرا یا قیمتی موتی نگل لیا اور مر گیا تو اس کو نکالنے کیلئے پیٹ کو چیرنا بشرطیکہ اس کا نکالنا چیر پھاڑ کے بغیر ممکن نہ ہو اور نہ ہی میت کی ملکیت میں اتنا مال ہو کہ جس سے اس کے ہیرے کی قیمت ادا کی جاسکے اور نہ ہی کوئی اپنے ذمہ میں لینے کو تیار ہو اور قتل کی مثال یہ ہے کہ متوفی کے ورثاء کہیں کہ اس کو قتل کیا گیا ہے اور قتل میں ماخوذ شخص یہ کہے کہ یہ طبعی موت مرا ہے تو ایسی صورت میں موت کے سبب کا پتہ چلانے کیلئے بقدر ضرورت پوسٹ مارٹم جائز ہے کیونکہ اگر ثابت ہو جائے کہ یہ طبعی موت نہیں مرا بلکہ قتل کیا گیا ہے یا زخمی ہونے سے مرا ہے تو مقتول کے ورثاء کو قاتل یا اسکے عاقلہ سے قصاص یا دیت لینے کا حق ہے اور اگر ثابت ہو جائے کہ یہ شخص قتل نہیں کیا گیا ہے بلکہ طبعی موت مرا ہے تو قتل میں ماخوذ شخص کی تکلیف کا ازالہ ضروری ہے لہٰذا دونوں صورتوں میں کسی کا حق دلانے کی غرض سے پوسٹ مارٹم جائز ہے۔

اور اگر کوئی ضرورت شدیدہ نہ ہو جیسا کہ آج کل ہوتا ہے کہ ہر حادثہ اور ہر قتل کے بعد شرعی ضرورت کے بغیر بھی پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے تو اس صورت میں پوسٹ مارٹم کرنا جائز نہیں ہے اس سے بچنا واجب ہے۔ (ماخذہ رجسٹر نقل فتاوی ۲/۱۹۰)

جواب: (ب، ج، د) جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ زندہ ہونے کی حالت میں اور مرنے کے بعد دونوں حالتوں میں انسان محترم ہے اس لئے اس احترام کے پیش نظر ہڈیوں اور دیگر اعضاء کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔

مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو انسانی اعضاء کی پیوند کاری، از مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ واللہ اعلم بالصواب۔

اگر کسی عضو کو کاٹنے کے بارے میں ماہر معالج کی رائے میں کوئی اور علاج نہ ہو تو وہ عضو کاٹنے کی گنجائش ہے

سوال نمبر 64۔ (الف) بعض دفعہ بیماری کی وجہ سے مریض کے ہاتھ ٹانگ کو کاٹنا پڑتا ہے تاکہ یہ بیماری پورے جسم میں سرایت نہ کرے تو کیا شرعی لحاظ سے مریض کے کسی عضو کا کاٹنا صحیح ہے؟

(ب) کٹی ہوئی ٹانگ یا بازو کا کیا کرنا چاہئے؟

جواب: (الف) جب ماہر معالج کی رائے میں عضو کاٹنے کے علاوہ کوئی اور علاج نہ ہو تو شرعاً اس اضطراری حالت میں بقدر ضرورت عضو کاٹنے کی گنجائش ہے۔

فی فتاوی النوازل للشیخ الفقیہ ابی ☆ السمر قندیؒ عن ھشامؒ انّہ لا بأس بقطع الید من الا کلہ وشق البطن والمثانۃ وما یجری مجراہ یخشی التلف وأن لم یفعل ذلک قیل قد ینجو او قد یموت أو قیل ینجو او لا یموت یعالج وان قیل لا ینجوا ولا یموت یعالج وان قیل لا ینجو او لا یموت یعالج وقیل لا ینجو اصلا یجوز ترک

المعالجة (۱۰۲ باب الكراهية)

وفي الاصابة في تمييز الصحابة ان عكرمة بن أبي جهل ضرب معاذؓ بن عمر وفقطع يده فبقيت معلقة حتى تمطى فالقاها وقاتل بقية يومه ثم بقي ذلک دهرا حتى مات في زمن عثمانؓ. (۳.۹ ۳۲)

وفي الدر المختار حامل ماتت وولدها حي يضطرب شق بطنها من الا يسر يخرج ولدها ولو بالعكس (في الشرح: بأن مات الولد في بطنها وهي حية) خيف على الأم قطع وأخرج لو ميتا والا لا ۲/۲۳۸.

جواب: (ب) کٹے ہوئے عضو کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

في الهندية وان وجد نصفه من غير الرأس او وجد نصفه مشقوقا طولا فانه لا يغسل ولا يصلّى عليه ويلف في خرقه ويدفن فيها كذا في المضمرات (۱:۱۰۹) وهكذا في الخانية (۲:۱۷۸) وهكذا في البدائع (۱:۳۰۲)

اعضاءِ انسانی کی پیوندکاری جائز نہیں

سوال نمبر 65۔ کیا Transplantation اعضاء انسان کی پیوند کاری جائز ہے؟ اگر یہ جائز نہیں ہے تو اسلام اسکی صورت بتلاتا ہے کہ ایک انسان مر رہا ہے پیوند کاری Transplantation کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں تو کیا اس کو مرنے دیا جائے حالانکہ زندگی کا خطرہ ہو تو حرام چیز بھی حلال ہو جاتی ہے جیسے بیمار آدمی کو افیون مجبوری کی حالت میں دی جاسکتی ہے تفصیل سے وضاحت فرما دیں کافی پریشانی ہے۔

جواب: انسانی اعضاء کی پیوند کاری اصولاً تو درست نہیں جس کی مکمل تفصیل مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی کتاب انسانی اعضاء کی پیوند کاری میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے لیکن الضرورات تبیح المحظورات اور اھون البلیتین کو اختیار کرنے کے فقہی قاعدہ کے تحت شدید مجبوری کے وقت کسی دوسرے شخص کے عضو لگانے کے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ بشرطیکہ اس دوسرے شخص کی زندگی اور صحت کو خطرہ لاحق نہ ہو دراصل اس مسئلہ میں حضرات علماء کرام کا اختلاف ہے بعض حضرات شدید مجبوری میں ناجائز کہتے ہیں لیکن ہماری رائے شدید مجبوری کی حالت میں یہ ہوئی ہے جو اوپر لکھی گئی۔ احتیاطاً استغفار اور کچھ صدقہ خیرات بھی کردیں۔ (ماخذہ از تبویب ۱۰۶/۸۸)

کسی مریض کو خون دینا کن صورتوں میں جائز ہے؟

سوال نمبر 66۔ کیا خون دینا جائز ہے۔

جواب: کسی مریض کو خون دینے کے بارے میں تفصیل ہے۔

☆ جب کسی مریض کی حالت کو خطرہ ہو اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں اس کی جان بچنے کا خون دینے کے سوا کوئی راستہ نہ ہو تو خون دینا جائز ہے۔

☆ اگر ہلاکت کا خطرہ نہ ہو مگر خون کے بغیر صحت کا امکان نہ ہو تو بھی خون دینا جائز ہے۔

☆ اگر خون نہ دیا جائے تو مرض کی طوالت کا اندیشہ ہو تو بھی خون دینے کی گنجائش ہیں۔

☆ جبکہ خون دینے سے محض مریض کی منفعت اور قوت مقصود ہو یعنی کسی کی ہلاکت یا مرض میں طوالت نہ ہو تو خون دینا ہرگز جائز نہیں۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو (اعضاء انسانی کی پیوند کاری ۶۲)

مردہ لاش کو پڑھائی کی غرض سے کاٹنا اور اس پر مشق کرنا جائز نہیں

سوال نمبر 67۔ کیا انسانی مردوں کو پڑھائی کی غرض سے کاٹنا جائز ہے۔

جواب: انسان اپنے تمام اعضاء کے ساتھ محترم خواہ کافر ہو یا مسلم زندہ ہو یا مردہ لہٰذا

آپریشن سیکھنے یا اس کے اندرونی اجزاء دیکھنے بھالنے کی غرض سے کسی انسانی لاش کو خواہ مرد کی ہو یا عورت کی، تختہ مشق بنانا جائز نہیں۔ یہ مقصد پلاسٹک کے ڈھانچوں سے بھی حاصل ہوسکتا ہے جبکہ ہر ہر عضو علیحدہ ہوتا کہ بت اور تصویر کے حکم میں نہ آئے اور برقی آلہ یعنی اسکر یننگ مشین کے ذریعہ بھی انسان کے اندرونی اعضاء کا تفصیلی معائنہ ہوسکتا ہے نیز حیوانی ڈھانچوں سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔
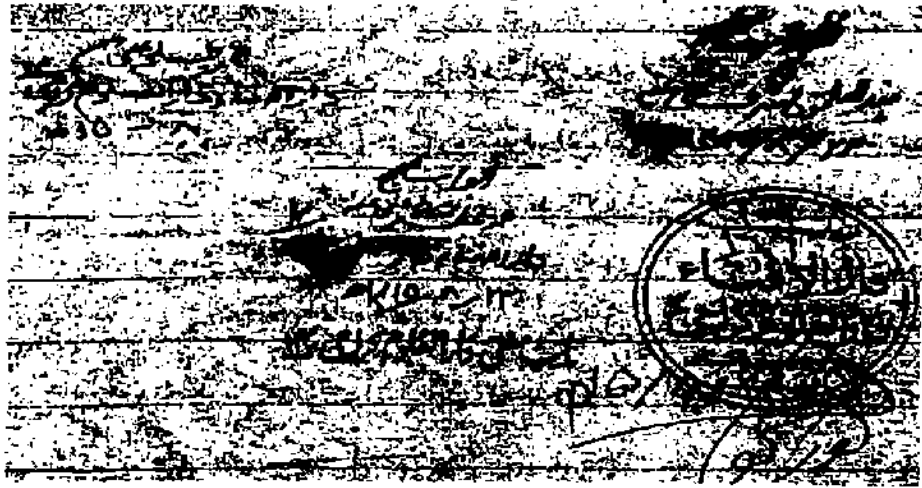
موت کی نشانیاں درجِ ذیل ہیں

سوال نمبر 68۔ شرعی لحاظ سے انسان جب مر رہا ہو تو اس کی کیا نشانیاں ہیں؟

جواب: جب انسان مرنے والا ہوتا ہے تو اس پر مختلف حالات ظاہر ہوتے ہیں جنہیں موت کی نشانیاں و آثار سمجھا جاتا ہے۔ وہ نشانیاں درجِ ذیل ہیں۔

(۱) سانس اُکھڑنے لگے اور جلدی جلدی چلنے لگے۔ (۲) ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہوسکیں۔

(۳) ناک ٹیڑھی ہو جائے۔ (۴) دونوں کنپٹیاں اندر کو گھس جائیں اور ان میں گڑھے پڑ جائیں۔

(۵) خصیتین کی کھال کھنچ جائے۔ (۶) منہ کی کھال تن جائے اور اس میں نرمی معلوم نہ ہو۔

فی الدر یوجه المحتضر وعلامته استرخاء قدمیه واعوجاج منخره وانخساف صدغیه. وفی الشامیة: قوله وعلامته ای علامة الاحتضار کما فی الفتح وزاد علی ماهنا أن تمتد جلدة خصیته لانشمار

الخصيتين بالموت (۱۵۷ ج۱۸۹) في الهندية: وعلامات الاحتضار أن تسترخي قدماه فلا تنتصبان ويتعوج انفه وينخسف صدغاه تمتد جلدة الخصية كذا في التبيين وتمتد جلدة وجهه فلا يرى فيها تعطف هكذا في السراج الوهاج (ص ۱۵۷ ج ۱)

جب موت کے آثار ظاہر ہوں تو مرنیوالے کوکلمہ کی تلقین کرنی چاہیئے

سوال نمبر 69۔ مرتے ہوئے آدمی کوکلمہ کی تلقین کس وقت کرنی چاہیئے؟

جواب: جب موت کے آثار مرنے والے پر ظاہر ہوں تو اس وقت اسے کلمہ کی تلقین کرنی چاہیئے، جس کی صورت علماء نے یہ لکھی ہے کہ مرنے والے کے پاس کوئی بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھے، براہِ راست اسے کلمہ پڑھنے کا حکم نہ دے۔ جب وہ ایک مرتبہ کلمۂ شہادت پڑھ لے تو تلقین کرنے والا خاموش ہو جائے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد مرنے والا دوبارہ کوئی دنیا کی باتیں کرے تو دوبارہ اس کے سامنے زور سے کلمہ پڑھا جائے۔ جب وہ پڑھ لے تو خاموش ہو جائے۔ (ماخوذ از بہشتی زیور مصنفہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۷)

ڈاکٹر کا مرنے والے کی چھاتی کو دبانا کیسا ہے؟

سوال نمبر 70۔ جب آدمی مر رہا ہو تو ڈاکٹر اس کی چھاتی کو دباتے ہیں، اس کو
(CPR) Cardiopulmonary Resuscitation
کہتے ہیں۔ کیا یہ کرنا صحیح ہے؟

جواب: مرنے والے کی چھاتی کو ڈاکٹر دباتے ہیں۔ دراصل وہ اس کے دل کو پمپ کرتے ہیں اور اس میں حرارت وحرکت پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اگر سکتہ کی وجہ سے یا مرگی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اس کے دل کی حرکت بند ہے تو اسے دوبارہ چالو کیا جائے تاکہ اس کی جان بچ جائے۔ تو اس نیت سے اس عمل میں کوئی قباحت نہیں ہے، بشرطیکہ واقعی ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا جائے۔ تجرباتی طور پر یا رسماً ہر مریض کے ساتھ اس طرح کر کے اسے اذیت دینا جائز نہیں ہے۔

عن محمد بن سيرين قال كنا عند ابى هريرةؓ وعليه ثوبان ممشقان من كتان فتمخط فى احدهما ثم قال بخ بخ يتمخط ابو هريرة فى الكتان لقد رأيتنى وانى لأخرّ فيما بين منبر رسول الله صلى الله عليه وسلم وحجرة عائشة من الجوع مغشياً علٰى فيجئ الجائى فيضع رجله علٰى عنقى يرى ان بى الجنون وما بى جنون وما هو الا الجوع هٰذا حديث حسن صحيح (ترمذى شريف ص ۶۱ ج ۲).

خلیل احمد اعظمی عفا اللہ عنہ
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۸ / ۳ / ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفر اللہ لہ
۹ / ۳ / ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
[illegible]
۹ / ۳ / ۱۴۱۸ھ

الجواب صحیح
[illegible]
دار الافتاء دار العلوم کراچی
۹ - ۳ - ۱۴۱۸

دار الافتاء دار العلوم کراچی

نائب مفتی دار العلوم کراچی

کسی مریض کو مصنوعی طریقہ سے سانس دینے کی مختلف صورتیں

سوال نمبر 71۔ایک مریض ہے،اس کی Brain Death (دماغ ماؤف) ہو چکی ہے۔اس کو سانس مصنوعی طریقے (Ventilatro) کے ذریعے دیا جا رہا ہے۔اس کا دِل حرکت کر رہا ہے۔اگر اس کا Ventilator ہٹا دیا جائے تو اس کی دِل کی حرکت بھی بند ہو جائے گی،اس کی موت واقع ہو جائیگی۔سانس ایسا مریض خود نہیں لے سکتا،کیونکہ اس کی Brain Death ہو چکی ہے تو کیا (ا) ایسے مریض کا Ventilator لگا رہے یا ایسے مریض کا Ventilatro اُتار دیا جائے؟ کیونکہ Ventilator پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔اس لئے کہ Brain Death ہو چکی ہے اور Brain Death ہو جائے تو پھر دماغ دوبارہ کام شروع نہیں کرتا۔

جواب: بعض انتہائی سنگین بیاری میں مبتلاء افراد کے دِل کی حرکت برقرار رکھنے کیلئے آج کل ایسے آلات استعمال کئے جاتے ہیں جو دِل کو مصنوعی طور پر حرکت دیتے رہتے ہیں۔اس حالت میں بعض اوقات اطباء اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مریض کے دماغ

کی موت واقع ہوگئی ہے، لیکن قلب کی حرکت اور سانس مصنوعی آلات کی مدد سے اس طرح جاری رہتا ہے کہ اگر وہ آلات ہٹا دیئے جائیں تو حرکتِ قلب بند ہو جائے۔تو اگر ایسے شخص میں مندرجہ ذیل علامتوں میں سے کوئی ایک علامت ظاہر ہو جائے تو شرعاً اُسے مُردہ تصور کیا جائیگا اور اس پر موت کے تمام احکام جاری ہونگے۔

(۱) اب جب اس شخص کا قلب اور تنفس مکمل طور پر اس طرح رک جائے کہ ماہر اطباء یہ کہیں کہ اب اس کی واپسی ممکن نہیں۔

(۲) جب اس کے دماغ کے تمام وظائف بالکل معطل ہو جائیں اور اطباء و ماہرین اس بات پر متفق ہوں کہ دماغ کے اس تعطّل کی واپسی ممکن نہیں اور اس کے دماغ کی تحلیل شروع ہو چکی ہے، ایسی حالت میں محرک آلات کو اس شخص سے ہٹا لینا جائز۔ہے۔خواہ اس کے بعض اعضاء مثلاً قلب محض آلے کی وجہ سے مصنوعی حرکت کر رہا ہو۔(مأخذ قرارداد اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ ۱۹۸۴ھ ص ۴۷)

جو مریض دماغی طور مر چکا ہو، اس سے سانس والی نالی اُتار کر دوسرے مریض کو لگانا درست ہے

سوال نمبر 72۔ بعض مریضوں کو Ventilatar پر رکھنے سے انکی جان بچ سکتی ہے جیسے G.B. Syndrome کے مریض ان کو Brain Death نہیں ہوئی ہوتی۔

اگر ہسپتال میں ایک Ventilatar ہو تو کیا ایسے مریض جس کی Brain Death (دماغی موت) ہو چکی ہو، سے اُتار کر G.B Syndrome کے مریض کو لگایا جاسکتا ہے، جبکہ Brain Death والے مریض کو لگا رہنے سے بظاہر کوئی فائدہ نہیں اور G.B. Syndrome والے مریض کی زندگی بچ سکتی ہے۔

جواب: اوپر کی تفصیل کے مطابق اوپر ذکر کردہ مریض کو ہٹا کر دوسرے مریض جو اس کیفیت سے بہتر پوزیشن میں ہے، اس کو آلات میں رکھنا درست ہے۔

(۲) اوپر کی تفصیل کے مطابق آپ کے ذکر کردہ مریض کو بتا کر دیکھ لے جو مریض کیفیت سے بہتر بحفاظت میں ہے اس کو کسی صورت میں رکھنا [illegible] درست ہے۔

واللہ سبحانہ اعلم
محمد کمال الدین راشدی
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۹ ... ۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
عبدالرؤف سکھروی
نائب مفتی دارالعلوم کراچی

لڑکیوں کیلئے نرسنگ کے شعبہ کواختیار کرنا اور نامحرم کودوائی دینا درجِ ذیل شرائط سے جائز ہے

سوال نمبر 73۔کیا لڑکیوں کیلئے نرسنگ کے شعبہ کواختیار کرنا جائز ہے؟

سوال نمبر 74۔کیا نرس نامحرم مرد کودوائی دے سکتی ہے؟

جواب: 73,74 خاتون نرس کا نامحرم مریض کودوا دینا یا انجکشن لگانا بلاضرورت جائز نہیں ،لیکن اگر شدید مجبوری ہوتو شرعی پردے کے اہتمام کے ساتھ اس کی گنجائش ہے۔اسی طرح خواتین کا نرسنگ کی تعلیم حاصل کرنا اور اس شعبہ کواختیار کرنا اگر اس غرض سے ہوکہ ان علوم کوعورتوں کی خدمت کیلئے استعمال کریں گی،تو ان علوم کی تحصیل اور نرسنگ کے شعبہ کو اختیار کرنے میں فی نفسہ کوئی کراہت نہیں، بشرطیکہ ان علوم کی تحصیل میں اور تحصیل کے بعد ان کے استعمال میں درجِ ذیل شرائط کالحاظ رکھا جائے۔

(۱) خواتین کی تعلیم گاہیں اوراسکول،کالج صرف خواتین کیلئے مخصوص ہوں،مخلوط تعلیم نہ ہوکہ اور مردوں کاتعلیم گاہوں میں آنا جانا اور عمل دخل نہ ہو۔(۲) ان تعلیم گاہوں تک خواتین کے آنے جانے کا شرعی پردے کے ساتھ ایسا محفوظ انتظام ہوکہ کسی مرحلہ پر بھی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔(۳) تعلیم وتربیت کیلئے نیک کرداراور پاک دامن خواتین استانیاں ہوں،اگر استانیاں نہ مل سکیں تو مجبوراً نیک اور صالح قابلِ اعتماد مردوں کو متعین کیا جائے اوران کی

کڑی نگرانی کی جائے۔ (ماخوذازتبویب ۲۵۷۶/۳۹ ح ۹/۲۶۶، ۸۵۔۱۳۲ ج)

چونکہ آج کل مذکورہ شرائط موجودہ تعلیمی نظام میں عام طور پر مفقود ہوتی ہیں، لہذا نرسنگ کے شعبہ کو اختیار کرنا اور تعلیم مذکورہ بالا شرائط کے بغیر حاصل کرنے سے بچنا لازم ہے۔

نامحرم لڑکی کو سلام کرنا اور اسکے سلام کا جواب دینا کیسا ہے؟

سوال نمبر 75۔ کیا نامحرم لڑکی کو سلام کرنا جائز ہے؟

سوال نمبر 76۔ کیا نامحرم لڑکی کے سلام کا جواب دینا چاہئے؟

جواب: 75,76 نامحرم عورت کو سلام کرنے یا سلام کا جواب دینے میں کچھ تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اگر وہ عورت اتنی بوڑھی ہو کہ قابلِ شہوت نہ ہو تو اس کو سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا درست ہے۔ اور اگر نامحرم عورت جوان ہو تو اس کے سلام کا جواب آہستہ سے دل میں دینا چاہئے اور خود نامحرم عورت کو بلاضرورت سلام کرنا درست نہیں۔

وفی الشامية: (قوله الفتيات) جمع فتية المرأة الشابة ومفهومة جوازه على العجوز بل صرحوا بجواز مصافحتها عند امن الشهوة (۱ ص۲۱۶).

وفيه ايضاً: (ويردّ السلام عليها والا لا) واذا سلمت سلمت المرأة الاجنبية على رجل ان كانت عجوزا رد الرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع وان كانت شابة رد عليها في نفسه وكذا الرجل اذا سلم على امرأة اجنبية فالجواب فيه على العكس (۶/۳۶۹) وفي الهندية: ان كانت لا تشتهى لا بأس بمصافحتها ومس يدها كذا في الذخيرة وفيه ايضاً وكذالك اذا كان شيخا يأمن على نفسه وعليها فلا بأس بان يصافحها وان كان لا يأمن على نفسه وليحا فليجتنب (۵/۳۲۹) وفي الخلاصة: فان المرأة الاجنبية اذا سلمت على الرجل ان كانت عجوزاً رد الرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع وان كانت شابة ردّ عليها في نفسه وكذا الرجل اذا سلم على امرأة اجنبية والجواب فيه يكون على العكس (۴/۳۳۴) والله اعلم بالصواب.

محمد عامر عفی عنہ
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۷-۴-۱۴۲۱ھ

الجواب صحیح
[illegible] عفی عنہ
۷-۴-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی

الجواب صحیح
بندہ [illegible]
دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی
۷-۴-۱۴۲۱ھ
نائب مفتی دارالعلوم کراچی

دارالافتاء

میڈیکل کمپنی کے ملازم کیلئے مجبوری میں کوٹ پتلون پہننے اور ٹائی لگانے کی گنجائش ہے

سوال نمبر 77۔ میں میڈیکل کمپنی میں ملازم ہوں کوٹ پتلون اور ٹائی کی پابندی کرائی جاتی ہے مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

جواب: کوٹ پتلون اور ٹائی صلحاء کا لباس نہیں ہے اس سے بچنا چاہیئے اگر کسی کمپنی کی طرف سے ملازم کو یہ لباس پہننے پر مجبور کیا جاتا ہے تو ملازم کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر اس کو کوئی دوسری ملازمت ایسی ملتی ہے جس میں یہ قباحت نہیں ہے تو وہ اسے اختیار کرلے اور اگر دوسری ملازمت نہیں ملتی تو یہی ملازمت کرتا رہے اور اس لباس کو مجبوراً پہنتا رہے البتہ دل سے برا بھی سمجھے اور اپنے اس عمل پر استغفار بھی کرتا رہے۔ (ماخذہ رجسٹر نقل فتاویٰ دارالعلوم ۳۰۲/۴۰ ف)

میڈیکل ریپ سیمپل والی دوائی فروخت نہ کرے

سوال نمبر 78۔ کمپنی دوا متعارف کرانے والے کارندوں کو سیمپل دیتی ہے کہ ڈاکٹر حضرات یا مؤثر لوگوں میں بطور تحفہ پیش کریں جس سے ہماری کمپنی کا تعارف ہو اور دوا چلے اب اسی دوا یا تحفہ جات کو کارندہ خود ہی استعمال کرلے یا اپنے احباب کو دے دے یا ان کی فروخت کردے اس کی اجازت ہے۔

جواب: کمپنی کی طرف سے اگر آپ کو یہ دوائی کا سیمپل خود استعمال کرنے یا اپنے احباب کو دینے یا فروخت کرنے کی اجازت ہے تو آپ یہ دوائی استعمال کر سکتے ہیں اور احباب کو دے سکتے ہیں اور فروخت بھی کر سکتے ہیں اور اگر کمپنی کی طرف سے آپ کو اس کی اجازت نہیں تو یہ تمام کام آپ کے لئے شرعاً بھی جائز نہیں۔ واللہ سبحانہ اللہ عنہ۔

کیا میڈیکل سٹور والا فزیشن سیمپل (Physician Sample) کی خرید و فروخت کر سکتا ہے؟

سوال نمبر 79۔ کیا میڈیکل سٹور والا فزیشن سیمپل (Physician Sample) کی خرید و فروخت کر سکتا ہے؟

جواب: کمپنی کی جاب سے فزیشن سیمپل اگر میڈیکل اسٹور والوں کو مفت تقسیم کرنے کیلئے دیئے جاتے ہیں تو ان کو فروخت کرنا اور کمائی کا ذریعہ بنانا جائز نہیں ہے۔ اس سے بچنا چاہئے (از تبویب ۱۹۲/۴)

میڈیکل سٹور والا اسمگل شدہ دوائی فروخت نہ کرے

سوال نمبر 80۔ کیا میڈیکل سٹور والا اسمگل دوائی کی خرید و فروخت کر سکتا ہے؟

جواب: اسمگلنگ کرنا قانوناً جرم ہے جو کہ شرعاً بھی ممنوع ہے، اس سے بچنا چاہئے۔ لیکن اگر اسمگل شدہ سامان اپنی ذات کے اعتبار سے حرام نہ ہو اور کسی نے اس کی خرید و فروخت کر لی تو نفع حاصل ہوگا وہ حرام نہیں کہلائے گا۔ البتہ غیر قانونی کاروبار میں ملوث ہونے کا گناہ ہوگا۔ لہٰذا اپنے آپ کو اس سے بچانا چاہئے۔ (از تبویب ۱۱۵/۱۷)

میڈیکل سٹور کھولنے کیلئے لائسنس کرایہ پر حاصل کرنا اور دینا کیسا ہے؟

سوال نمبر 81۔ کیا کوئی شخص میڈیکل سٹور کھولنے کیلئے کسی شخص سے لائسنس کرایہ پر حاصل کر سکتا ہے؟ سوال نمبر 82۔ کیا کوئی شخص اپنا میڈیکل سٹور کا لائسنس کسی دوسرے شخص کو کرایہ پر دے سکتا ہے؟

جواب (81,82) اگر لائسنس کرایہ پر دینے یا لینے کی قانوناً اجازت ہو تو کرایہ پر دینا اور لینا جائز ہوگا، لیکن اگر قانون میں اس کی ممانعت ہو تو کرایہ پر دینا اور لینا جائز نہیں ہوگا۔

وفی بحوث قضا یا فقهیة معاصره (ص ۱۲۰)

فلا یبعد ان تلتحق بالاعیان فی جواز بیعها وشرائها ولکن کل ذلک انما یتأتی اذا کان فی الحکومة قانون یسمع بنقل هذه الرخصة الی الرجل أخر اما اذا کانت الرخصة باسم رجل مخصوص او شرکة مخصوصة ولا یسم القانون بنقلها الی رجل أخرا وشرکة أخری فلا شبهة فی عدم جوازها لان بیعة یؤدی حینئذ الی الکذب والخدیعة واللّٰہ اعلم بالصواب.

محمد فضل الحق

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۲۸ - ۲ - ۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفرلہ

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۱۴۲۳-۲-۲۹ھ

نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح

عبدالرؤف سکھروی عفی عنہ

۲۹ - ۲ - ۱۴۲۳

نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

دارالافتاء

اگر ماہر عورت ڈاکٹر موجود ہو تو عورت، مرد ڈاکٹر سے دانت نہ نکلوائے

سوال نمبر 83۔ کوئی عورت مرد ڈاکٹر سے دانت نکلوا سکتی ہے یا دانتوں کا کوئی اور کام کروا سکتی ہے۔

جواب: اگر ماہر لیڈی ڈاکٹر ہو تو لیڈی ڈاکٹر ہی سے علاج لازم ہے کسی اجنبی مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا جائز نہیں، اور اگر لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہو یا ہو لیکن اس سے اطمینان بخش علاج نہ ہو سکتا ہو اور علاج بھی ناگزیر ہو تو پھر عورت، مرد ڈاکٹر سے علاج کروا سکتی ہے اور دانت نکلوا سکتی ہے۔ اس صورت میں عورت پر لازم ہے کہ چہرے کا بقدر ضرورت حصہ کھولے باقی نہ کھولے اور مرد پر لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے ضروری حصہ پر نظر رکھے دیگر حصے اور اعضاء پر نظر نہ ڈالے اور نہ چھوئے۔

اور جہاں تک مرد کا کسی لیڈی ڈاکٹر سے علاج کروانے کا تعلق ہے تو عام طور پر ماہر مرد ڈاکٹر بآسانی مل جاتے ہیں لہٰذا مرد ڈاکٹر ہی سے علاج لازم ہے، البتہ اگر کہیں ایسی شدید مجبوری آجائے کہ لیڈی ڈاکٹر کے علاوہ کوئی اور ڈاکٹر موجود نہ ہو تو ایسی مجبوری کی صورت میں مرد لیڈی ڈاکٹر سے علاج کرواسکتا ہے۔ (ماخذہ رجسٹر نقل فتاویٰ ۹۰/۱۲۹، ۱۷۳/۲۰۵، ۷۱/۲۵۸، ۸)

فی الدر المختار (۳۷۰/۶، ۷۱) ینظر الطبیب الیٰ موضع مرضها بقدر الضرورة اذا لضرورات تتقدر بقدرها وكذا نظر قابلة وختان ینبغی أن یعلم امراة تداویها لأن نظر الجنس الى الجنس أخف.

فی ایضا (ج۶/۳۷۱) (وكذا) تنظر المرأة (من الرجل) كنظر الرجل (وان امنت شهوتها) فلو لم تأمن او خافت أو شكت حرم استحسانا كالرجل هو الصحیح فی الفصلین.

دانتوں کو تار لگا کر سیدھا کرنا اور سونے کا دانت لگوانا جائز ہے

سوال نمبر 84۔ کیا دانتوں کو تار لگوا کر سیدھا کرانا جائز ہے۔

جواب: تار لگوا کر دانتوں کو باندھنا اور سیدھا کروانا جائز ہے۔

سوال نمبر 85۔ کیا سونے کا دانت لگوانا جائز ہے۔

جواب: اگر سونے اور چاندی کے علاوہ دوسرے مصنوعی دانتوں سے مذکورہ ضرورت پوری ہو سکتی ہو تو دوسرے مصنوعی دانت لگوانے چاہئیں اور اگر دوسرے مصنوعی دانت خراب ہو جاتے ہوں تو مجبوری کی صورت میں چاندی کے دانت لگوائیں، اگر یہ بھی کامیاب نہ ہوں تو سونے کا دانت لگوانا بھی جائز ہے۔

ولا یشدّ سنّه المتحرک بذهب بل بفضة وجوزهما محمد (الدر المختارج ۲/۳۶۱،۲۲) فی الصحیح للامام مسلم رحمه اللّٰه (ج ۲۰۵/۲) ...... عن عبد اللّٰه قال: لعن اللّٰه الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللّٰه قال فبلغ ذلک امرأة من بنی أسد یقال لها أم یعقوب وکانت تقرأ القرآن فأتته فقالت ما حدیث بلغنی عنک أنک لعنت الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللّٰه فقال عبد اللّٰه وما لی لا ألعن من لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وهو فی کتاب اللّٰه فقالت المرأة لقد قرأت ما بین الوحی المصحف فما وجدته فقال لئن کنت قرأتیه لقد وجدتیه قال اللّٰه عزوجل وما اتاکم الرسول فخذوا وما نهاکم عنه فانتهوا (۵۹ الحشر ۷) فقالت المرأة: فانی أری شیئا من هذا علی امرأتک الآن فقال: اذهبی فانظری قال فدخلت علی امرأة عبد اللّٰه فلم تر شیئا فجائت الیه فقالتما رأیت شیئاً فقال: أما لو کان ذلک لم نجامعها. فی تکملة فتح الملهم (ج۴/۱۹۵) قوله والمتفلجات جمع المتفلجة وهی المرأة التی تبرد ما بین اسنانها (بالمجرد) الثنایا والرباعیات لتحدث فرجة بینها وکانت العجائز یفعلنه لاظهار صغرهن لأن هذه الفرجة اللطیفة بین الأسنان ربما تکون للبنات الصغار فاذا تفلجت امرأة کبیر السن او همت انها صغیرة فی السن ویقال له أیضا الوشر. قوله: المغیرات خلق اللّٰه اشارة الی قوله تعالٰی فی سورة النساء: ۱۱۸ حکایة عن قول الشیطان: وقال لا

تخذن من عبادک نصيباً مفروضا ولأضلنهم ولا منينهم ولأمرنهم فليبتكن اذان الانعام ولامرنهم فليغيرن خلق الله وفيه تصريح بأن الوصل والوشم والنمص وغيرها من جملة تغيير خلق الله الذى يفعله الانسان باغواء من الشيطان والذى نها عنه الله سبحانه وتعالىٰ فى كلامه المجيد.
وقال القرطبى فى تفسيره (ج۵/۳۹٦) ثم قيل: هذا المنهى عنه انما هو فيما يكون باقيا لانه من باب تغيير خلق الله تعالىٰ فاما ما لا يكون باقيا كالكحل والتزين به للنساء فقد اجازه العلماء مالک وغيره وكرهه مالک للرجال واجازه مالک أيضا أن تشى المرأة يديها بالحنّاء والحاصل أن كل ما يفعل فى الجسم او نقص من اجل الزينة بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمرامع الجسم وبما يبلو منه أنه كان فى أصل الخلقة هكذا فانه تلبيس تغيير منهى عنه وأما ما تزينت به المرأة لزوجها من تحمير الأيدى أو الشفاة أو العارضين بما له يلتبس بأصل الخلقة فانه ليس داخلا فى النهى عند جمهور العماء وأما قطع الاصبع الزائدة ونحوها فانه ليس تغيير الخلق الله وانه من قبيل ازالة عيب أو مرض فأجازه اكثر العلماء خلافاً لبعضم. والله اعلم بالصواب.

کسی مریض کوشدید تکلیف میں دیکھ کر اس کیلئے موت کی دعا کرنا جائز نہیں

سوال نمبر 86۔ کیا کسی مریض کو تکلیف میں دیکھ کر اس کے لئے موت کی دعا کی جا سکتی ہے تا کہ اس کی تکلیف کم ہو۔ جیسے کینسر کے مریض کے لئے۔

جواب: مریض کے لئے شفاء اور عافیت کی دعا کرنا مسنون ہے اور شدید مرض یا کسی بھی دنیاوی مصیبت کی وجہ سے موت کی دعا کرنا جائز نہیں ہے اور یہ کہنا کہ مرنے کے بعد تکلیف ختم ہو جائیگی اس لئے صحیح نہیں کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کیا معاملہ فرمائیں اس کا

یقینی علم کسی کو نہیں۔ البتہ اگر تکلیف پر صبر مشکل ہو جائے تو مریض کے لئے اس طرح دعا کرنے کی گنجائش ہے کہ یا اللہ جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ، اور جب موت بہتر ہو مجھے موت عطا فرما اور اس شخص کے لئے راحت و آرام کی دعا بھی کی جاسکتی ہے۔

عن حارثة بن مضرب قال: دخلت علی خباب وقد اکتوی سبعا فقال لو لا انی سمعت رسول اللّٰہؐ یقول لا یتمن احدکم الموت لتمنية الخ مشكوٰة ص ۱۴۰ ج ۱۔

قال ملا علی القاری تحت قوله (لا يتمن احدكم الموت) ای بضر نزل به (لتمنية) ای لأ ستريح من شدة المرض اللذى من شأن الجبلة البشرية ان تنفر منه ولا تصبر عليه مرقاة ص ۸۱ ج ۴۔

عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰہؐ لا يدعون احدكم الموت لضر نزل به ولكن يقل اللّٰهم أحيني ما كانت الحيوٰة خيراً لي وتوفّني اذا كانت الوفاة خيراً لي ابو داؤد ص ۸۷ ج ۲۔

وقال التور پشتي: النهي عن تمني الموت وان كان مطلقا لكن المراد به المقيد لما في حديث انسؓ لا يتمنين أحدكم الموت من ضر أصابه وقولهٗ وتوفني اذا كانت الوفاة خيراً لي فعلى هذا يكره تمني الموت من ضر اصابه في نفسه أو ماله لانه في معنى التبرم من قضاء اللّٰه تعالىٰ ولا يكره التمني لخوف فساد في دينه (المرقات شرح مشكوة) ص ۶۵ ج ۴۔

الجواب صحیح
العبد الیاس زمان رحیم یار خانی
دار الافتاء ۔ جامعہ دار العلوم کراچی
۴ / ۱۲ / ۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح
[illegible]
نائب مفتی دار العلوم کراچی
۴-۱۲-۱۴۲۱ھ
الجواب صحیح
احقر علی [illegible]
۵ ذو الحجہ ۱۴۲۱ھ

ایک کی بیماری کا دوسرے کی طرف سرایت کرنیکا عقیدہ رکھنا غلط ہے

سوال نمبر 87۔ (الف) چھوت کی بیماری کے بارے میں اسلام کیا فرماتا ہے؟

(ب) چھوت والی بیماری والے آدمی کے ساتھ نہ بیٹھنا، نہ کھانا، نہ ہاتھ ملانا وغیرہ وغیرہ سے گناہ تو نہیں ہوگا۔

جواب: (الف) ایک کی بیماری دوسرے کی طرف سرایت کرتی ہے یا نہیں؟ اس میں احادیث مختلف ہیں۔ بعض حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بیماری دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتی۔ جبکہ دوسری بعض حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بیماری دوسرے کی طرف سرایت کرتی ہے۔ احادیث کے اس تعارض کو دور کرتے ہوئے محدثین کرامؒ نے ان احادیث کی جو تشریح فرمائی ہے اس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک کی بیماری دوسرے کی طرف سرایت نہیں کرتی اس کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح کا عقیدہ رکھنا باطل ہے اور اس کو مؤثر نہیں سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ مؤثر حقیقی اللہ سبحانہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے بیماری بذات خود مؤثر نہیں اور اللہ کے حکم کے بغیر بیماری نہیں لگتی اور جن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض بیماری دوسرے کی طرف سرایت کرتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کمزور دل والوں کو چاہئے کہ اس قسم کے مریض سے ملنے جلنے سے احتیاطاً پرہیز کریں اگرچہ اعتقاد ایسا نہ سمجھیں۔

جواب: (ب) بطور اعتقاد ایسا کرنا تو گناہ ہے تاہم بطور احتیاط اگر ایسا کرے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح

۱۵/۶/۱۴۱۷ھ

ایسا مریض جو کئی برس سے ہوش میں نہ ہو، اس مدت کی نمازوں اور روزوں کی قضاء اس کے ذمہ لازم نہیں

سوال نمبر 88: میرے والد صاحب عرصہ تین سال سے صاحب فراش ہیں اور ان کو ہوش بھی نہیں ہے۔ والد صاحب عالم نہیں اور سلسلہ نقشبندیہ کے خلیفہ بھی ہیں۔ اپنی گزشتہ

زندگی میں صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اب وہ نماز نہیں پڑھ سکتے کیونکہ ان کو ہوش نہیں ہے۔ کیا ان کی نمازوں کا اور روزوں کا فدیہ دینا پڑیگا۔ فدیہ کی رقم ادا کرنے کی استعداد بھی نہیں ہے۔

جواب: مذکورہ صورت میں آپ کے والد صاحب جب سے بیہوش ہیں اس مدت کی نمازوں اور روزوں کی قضاء ان کے ذمہ لازم نہیں ہے۔ لہٰذا ان ایام کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ بھی ان کے ذمہ لازم نہیں۔ البتہ بیماری کے جتنے ایام میں ان کے ہوش وحواس درست تھے اور بیٹھ کر یا لیٹ کر یا اشارے سے کسی طرح بھی نماز پڑھ سکتے تھے تو اتنے دنوں کی نمازوں اور روزوں کی قضاء نہ کرسکیں تو اس کا فدیہ ادا کیا جاسکتا ہے اور فدیہ میں یہ تفصیل موجود ہے کہ اگر انہوں نے گزشتہ زندگی میں قضاء نمازوں اور روزوں کا فدیہ دینے کی وصیت کی تھی یا ہوش میں آنے کے بعد وصیت کردی تھی تو ان کی وفات کے بعد ان کے ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے ان کی نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا کیا جائیگا۔ لیکن اگر انہوں نے وصیت نہیں کی یا وصیت کی تھی مگر ترکہ کے ایک تہائی حصہ سے فدیہ مکمل ادا نہ ہوسکا تو ورثہ پر بقیہ ترکہ سے اس کی ادائیگی ضروری نہیں۔ البتہ اگر کسی وارث نے اپنی طرف سے فدیہ ادا کردیا یا ورثہ میں سب بالغ ہوں اور ان سب نے اپنی رضامندی سے کل ترکہ میں سے فدیہ کی ادائیگی کردی تو یہ بھی جائز ہے۔

فی الدر المختار ص ۴۹۷، ج۲ طبع بیروت

وان تعذرت الایماء براسه وكثرت الفوائت بأن زادت علىٰ يوم وليلة سقط القضاء عنه .... لأن مجرّد العقل لا يكفی لتوجّه الخطاب. وفيه ايضاً

ولو اشتبه علىٰ مريض أعداد الركعات والسجدات لنعاس يلحقه لا يلزمه الأداء وفيه ايضاً ص ۱۰۲، ج۲ طبع ایچ.ایم. سعید

ومن جنّ أو أعمى عليه ولو بفزع من سبع أو آدمىّ يوماً وليلة قضى الخمس وان زاد وقت صلاة سادسة لا للحرج ولو أفاق فى المدّة .... والله سبحانه وتعالىٰ أعلم.

الجواب صحیح
محمد رفیع عثمانی
بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ
دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۹/۱۱/۱۴۲۳ھ

الجواب صحیح
اصغر علی ربانی
۲۹ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ

نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴
۲۹-۱۱-۱۴۲۳ھ

حدیث میں ہے کہ ہر بیماری کیلئے دواء ہے جبکہ بعض امراض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ لاعلاج ہیں ان میں تطبیق کی صورت

سوال نمبر 89۔ بعض امراض کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ لاعلاج ہیں جیسے کینسر کی بعض اقسام ایڈز وغیرہ، حالانکہ حدیث پاک میں آتا ہے، لکل داء دواء (او کما قال علیہ السلام) اس کی تطبیق کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: یہ حدیث بالکل صحیح ہے، لکل داء دواء کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے دوا رکھی ہے۔ اب تک بظاہر جن بیماریوں کا علاج دریافت نہیں ہوا، اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے دوا نہیں رکھی، بلکہ ان کی بھی دوا اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے لیکن اب تک یا تو انسانی ذہن کی وہاں تک رسائی نہیں ہوئی یا اگر رسائی ہوئی بھی ہے تو انسان کو ان کے ذریعہ علاج کا طریقہ نہیں ہوسکا ورنہ دوا بہرحال موجود ہے۔

فی التکملة: ۴/۳۳۴: قوله لكل داء دواء وربما يستشكل هذا بان كثيراً من المرضى يداوون ولا يبرئون واجاب عنه القاضي عياض رحمه الله بان علم البرء انما يكون لعلم العلم بحقيقة المداواة لالعدم الدواء وكذالك الامراض التي يقال فيها انها ليس لها علاج فان ذلك لعدم العلم بطرق العلاج لا لان الدواء غير موجود. والله سبحانهٗ اعلم.

خلیل احمد مسلمی عفا اللہ عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴

الجواب صحیح

بندہ عبد الرؤف سکھروی

۲۴-۷-۱۴۲۳ھ

دار الافتاء دار العلوم کراچی ۱۴
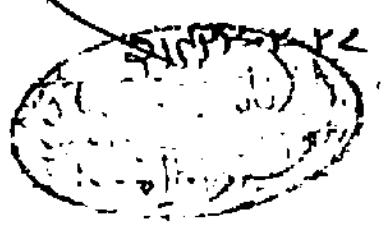
سرمہ لگانا سنت ہے، لیکن اگر سرمہ لگانے سے آنکھ میں سوزش ہونے کا یقین ہو تو منع کیا جاسکتا ہے

سوال نمبر 90۔ سرمہ لگانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے کیا چھوٹے بچوں کو سرمہ لگانے سے منع کیا جاسکتا ہے کہ ان کی آنکھوں میں سوزش کا خطرہ ہے۔

جواب: اگر سرمہ لگانے سے آنکھ میں سوزش ہوجانے کا یقین یا غالب گمان ہو تو سرمہ لگانے سے منع کیا جاسکتا ہے۔

والسنة نوعان: سنة الهدىٰ وتركها يوجب اسائة وكراهية كالجماعة والأذان والاقامة ونحوها وسنة الزوائد وتركها لا يوجب ذالك كسير النبيّ في لباسه وقيامه وقعوده رد المحتار ص۱۰۳ ج ا.
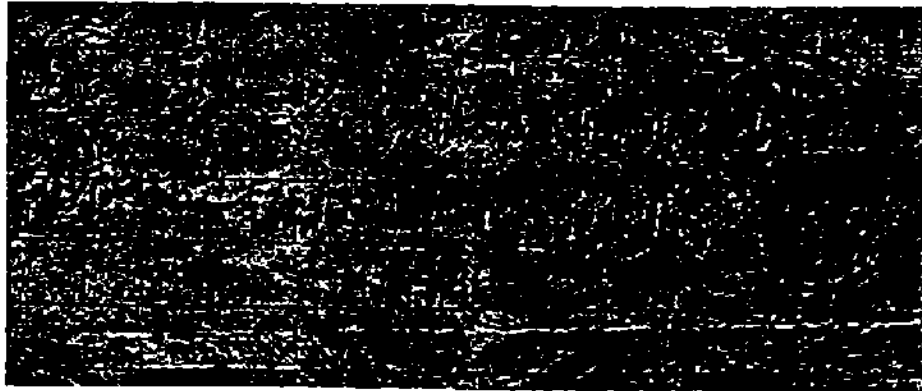
ناپاک کپڑوں کو پاک کرنے کا طریقہ

سوال نمبر 91: کیا اگر کسی کپڑے کو برتن میں پانی لے کر اس میں ڈبوئیں مثلاً اگر وہ کپڑا ایک لیٹر میں ڈوب سکتا ہے تو نلکا یا ٹونٹی کھول کر تخمیناً تین لیٹر پانی بہادینے سے کپڑا پاک ہوجائے گا۔ کیا کپڑے کو نچوڑنے کی ضرورت ہے؟

جواب: ایسی صورت میں اگر ناپاکی دھل جانے کا غالب گمان ہوجائے تو کپڑا پاک ہوجائے گا، نچوڑنا ضروری نہیں۔

سوال نمبر 92: بالٹی وغیرہ میں کپڑا ڈال کر پھر اسے نلکا کے نیچے رکھ کر بھریں، بالٹی بھر

کر پانی ابل جائے تو کیا وہ کپڑا پاک ہو گیا؟ اندر کا پانی پاک ہو گیا؟ بالٹی پاک ہو گئی؟

جواب: اگر اس قدر پانی بالٹی میں بھر کر بہہ جائے کہ کپڑے کی ناپا کی ڈھل جانے اور اندر کا ناپاک پانی نکل جانے کا غالب گمان ہو جائے تو کپڑا، پانی اور بالٹی پاک ہو جائیگی۔

سوال نمبر 93: واشنگ مشین میں اتنا پانی بھریں کہ کپڑے ڈوب جائیں پھر مشین میں اوپر سے نلکے کے ذریعہ پانی ڈالیں اور مشین سے پانی خارج کرنے کے راستے کو کھول دیں۔کیا تھوڑا سا پانی نکل گیا تو سب کپڑے پاک ہو جائیں گے؟

جواب: تھوڑے سے پانی نکلنے سے کپڑے پاک نہیں ہونگے البتہ اگر اس قدر پانی ڈالا جائے اور مشین سے نکال لیا جائے کہ کپڑے کی ناپا کی ڈھل جانے کا غالب گمان ہو جائے تو اس کے بعد کپڑے پاک ہو جائیں گے۔

١. فی الدر المختار (١/ ٣٣٣) اما لو غسل فی غدیر أو صب علیه ماء کثیر أو جری علیه الماء طهر مطلقاء بلا شرط عصر وتجفیف وتکرار غمس هو المختار. وفی الشامیة تحته قد علمت أن المعتبر فی تطهیر النجاسة المرئیة زوال عینها ولو بغسلة واحدة ولو فی اجانة کما مر، فلا یشرط فیها تثلیث غسل ولا عصر، وأن المعتبر غلبة الظن فی تطهیر غیر المرئیة بلا عدد علی المفتی به أومع شرط التثلیث علی ماء ولا شک ان الغسل بالماء الجاری وما فی حکمه من الغدیر أو الصب الکثیر الذی یذهب بالنجاسة اصلاً ویخلفه غیره مرارا بالجریات اقوی من الغسل فی الاجانة التی علی خلاف القیاس .... الخ اه. وفی الشامیه (١/ ١٩٠) تحت قول الدر (ویخرج من آخر) ...... ثم ان کلاهم ظاهره أن الخروج من اعلاه، فلو کان یخرج من ثقب فی اسفل الحوض لا یعد جاریا .... وفی شرح المنیة یطهر الحوض بمجرد ما یدخل الماء من الانبوب ویفیض من الحوض هو المختار لعدم تیقن بقاء النجاسه فیه وصیرورته جاریا، وظاهره التعلیل الاکتفاء بالخروج ممن الاسفل لکنه خلاف قوله ویفیض، فتأمل وراجع. وفی هامش الشامیه (١/ ١٩٦) اقول! رایت بعد کتابتی هذا المحل فی حاشیة الاشباه والنظائر فی اٰخر الفن الاوّل للعلامة الکفیری التی تلقاها عن شیخنا الشیخ اسماعیل الحائک مفتی دمشق مانصه: اذا کان فی الکوز ماء متنجس فصب علیه ماء طاهر حتی جری

الماء من الانبوب بحيث يعد جاريا ولم يتغير الماء فانه يحكم بطهارته اه.
ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه (قوله بمجرد جريانه) أى بان يدخل من جانب ويخرج من آخر حال دخوله وان قل الخارج، قال ابن الشحنه: لانه صار جاريا حقيقة، وبخروج بعضه زفع الشك فى بقاء النجاسة فلا تبقى مع الشك والصحيح انه يطهر وان لم يخرج مثل ما فيه.
وفى الشامية تحته: ومقتضاه انه على القول الصحيح تطهر الاوانى ايضا بمجرد الجريان، وقد علل فى البدائع هذا القول بانه صار ماء جاريا ولم نستيقن ببقاء النجاسة فيه. وبقى شئ آخر سئلت عنه، وهو ان دلوا تنجس فافرغ فيه رجل ماء حتى امتلأ وسال من جوانبه هل يطهر بمجرد ذلك أم لا؟ والذى يظهر لِیَ الطهارة اخذا مما ذكرناه هنا، عامر من انه لا يشترط أن يكون الجريان بمدد. اه والله سبحانه وتعالىٰ اعلم.

زکوۃ کی رقم سے ڈسپنسری یا فلاحی ہسپتال کی عمارت تعمیر کرانا جائز نہیں

سوال نمبر 94۔ کیا زکوۃ کی رقم سے ڈسپنسری یا فلاحی ہسپتال کی عمارت تعمیر کروائی جاسکتی ہے۔

جواب: زکوۃ ادا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی فقیر محتاج کو مالک اور

قابض بنا کردی جائے اور سید بھی نہ ہو اس کے برخلاف زکوٰۃ کی رقم براہ راست ڈسپنسری یا فلاحی ہسپتال کی تعمیر وغیرہ میں خرچ کرنا جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

زکوٰۃ کی رقم سے فلاحی ہسپتال کی مشینیں خریدنا جائز نہیں

سوال نمبر 95۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری یا فلاحی ہسپتال کے آلات مثلاً ای سی جی مشین، الٹرا ساؤنڈ مشین وغیرہ خرید سکتے ہیں جبکہ ان آلات سے امیر و غریب سب فائدہ اُٹھائیں گے۔

جواب: براہ راست زکوٰۃ سے مذکورہ چیزیں خریدنا جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری کے عملہ کی تنخواہ دینا جائز نہیں

سوال نمبر 96۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری سٹاف اور ڈاکٹر کو تنخواہ دی جاسکتی ہے۔

جواب: زکوٰۃ کی رقم سے براہ راست ڈسپنسری سٹاف وار ڈاکٹروں کی تنخواہ دینا جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

زکوٰۃ کی رقم سے ادویات خرید کر مستحق مریضوں کو دینا جائز ہے

سوال نمبر 97۔ کیا زکوٰۃ کی رقم سے ڈسپنسری کی ادویات خریدی جاسکتی ہیں جبکہ ڈسپنسری سے امیر غریب سب فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

جواب: زکوٰۃ کی رقم سے ادویہ خرید کر مستحق زکوٰۃ مریضوں کو مالک اور قابض بنا کر دینا جائز ہے، مگر یہ ادویات غیر مستحق زکوٰۃ مریضوں کو دینا جائز نہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ واللہ سبحانہ اعلم

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ
۱۴۲۳/۳/۳
نائب مفتی دارالعلوم کراچی ۱۴

محمد کمال الدین راشد
دارالافتاء دارالعلوم کراچی
۱۴۲۳/۳/۲

دارالافتاء

انہیلر کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائیگا

سوال نمبر 98۔ایک شخص دمہ کا مریض ہے، رمضان المبارک میں روزہ رکھنے سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ایک پمپ جس کا نام انہیلر (inhaler) ہے، جس میں گیس جیسی چیز ہوتی ہے۔اسے منہ میں رکھ کر دباتے ہیں جس سے سانس کی نالیاں کھل جاتی ہیں اور تقریباً چھ گھنٹے تک آرام ہوجاتا ہے۔کیا اس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟ نیز اگر ٹوٹ جاتا ہے تو ان روزوں کا فدیہ دیا جاسکتا ہے یا قضاء رکھنا پڑیں گے؟ جبکہ ایسا مریض دائمی ہے۔

جواب:انہیلر پمپ کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائیگا۔

فی الدر المختار او دخل حلقه غبار او ذباب او دخان ولو ذاكراً استحساناً لعدم امكان التحرز عنه وفی رد المختار وهذا يفيد لهٗ انه اذا وجد بداً من تعاطى ما يدخل غباره فی حلقه أفسد لو فعل شرنبلالية. وفی الدر ومفاده أنه لو أدخل حلقه الدخان أفطر أی دخان كان ولو عوداً أو عنبراً لو ذاكراً لا مكان التحرز عنه فليتنبه له كما بسطه الشرنبلالی وفی رد المختار ومفاده أی مفاد قوله دخل أی بنفسه بلا صنع منه قوله أنه لو أدخل حلقه الدخان أی بأیّ صورة كان الادخال حتّٰى لو تبخر ببخورٍ فاواه الی نفسه واشتمه ذاكراً لصومه أفطر لامكان التحرز عنه وهذا مما يغفل عنه كثير من الناس ولايتوهم أنه كشم الورد ومائهٖ والمسک لوضوح الفرق بين هواء تطيب بريح المسک وشبههٖ وبين جوهر دخان وصل الی جوفهٖ بفعلهٖ الخ (ص١٠٦، ج٢)

اگر دوسرے ایام میں روزہ رکھ سکے تو قضاء کرے اگر نہ رکھ سکے تو فدیہ دے۔

فان عجز عن الصوم لايرجى برئه أو كبر أطعم أی ملک.

(الدر المختار علی رد المختار ص ٦٣٢، ج٢)

مفتی محمد انور (خیر الفتاویٰ جلد ۴، ص98,99)

خون کی خرید وفروخت کا حکم

سوال: کیا خون کی فروخت جائز ہے؟

سوال: کیا مجبوری میں انسانی خون کو خریدا جاسکتا ہے؟ (والسلام ڈاکٹر محمد احمد)

جواب: (1) انسان اپنے تمام اعضاء کے ساتھ محترم ہے اور انسان کے پاس تمام اعضاء اللہ جل شانہ کی طرف سے امانت ہیں۔ انسان کو ان تمام اعضاء سے نفع اٹھانے کی تو اجازت ہے لیکن اسے اپنے کسی عضو کو بیچنے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہیں۔ خون بھی انسان کے جسم کا حصہ ہے۔ لہٰذا انسان کے خون کے بیچنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس میں درج ذیل تفصیل ہے۔

(2)(i) مریض کو خون نہ دینے کی صورت میں مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہو اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہ ہو۔ (ii) ماہر ڈاکٹر کی نظر میں مریض کو خون دیئے بغیر صحت کا امکان نہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں مریض کی جان بچانے کی خاطر خون دینے پر ثواب ہوگا۔ (3) ماہر ڈاکٹر کے نزدیک مریض کے مرض کے بڑھنے کا اندیشہ ہے (خون نہ دینے کی صورت میں) تو اس صورت میں خون دینے کی گنجائش ہے۔ (4) خون دینے سے اگر حسن میں اضافہ مقصود ہو اور منفعت مقصود ہو تو اس صورت میں خون دینا ہرگز جائز نہیں۔ واضح رہے کہ جن مخصوص حالات میں جن شرائط کیساتھ مریض کو خون دینا جائز قرار دیا ہے ان حالات میں اگر کسی کو بلا قیمت خون نہ ملے تو اس کیلئے قیمت دیکر خون حاصل کرنا بھی جائز ہے مگر خون دینے والے کیلئے خون کی قیمت لینا جائز نہیں۔ (تبویب 7/534)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد احمد عفا اللہ عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

الجواب صحیح

احقر ... غفر اللہ لہ

اسقاطِ حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ! کیا فرماتے ہیں حضرات علماءِ کرام درجِ ذیل مسئلہ کے بارے میں؟

(i) اگر کسی عورت کا حمل ساقط ہو جائے ایک ماہ، 2 ماہ یا 3 ماہ بعد تو اس عورت کو آنے والا خون نفاس کا ہوگا یا استحاضہ کا؟

(ii) ڈاکٹری کی رو سے حمل کے دوران بچہ کا دل چھ ہفتے میں بننا شروع ہوتا ہے اور چھ ہفتے میں مکمل ہوتا ہے۔ بچہ کا چہرہ ہاتھ اور ٹانگیں 4 سے 5 ہفتے میں بننا شروع ہوتے ہیں اور 8 ہفتے میں مکمل ہوتے ہیں۔

(iii) حمل کے ضائع ہونے کے بعد آنے والے خون کے دوران اس عورت کے لیے نماز روزہ کا کیا حکم ہوگا۔ (والسلام مولوی عبدالماجد)

جواب: اگر بچے کا ایک آدھ عضو بن گیا تھا تو حمل ساقط ہونے کے بعد جو خون آئے گا وہ نفاس ہے اور اس دوران نماز معاف ہے۔ البتہ روزوں کی قضاء پاک ہونے کے بعد لازم ہے اور اگر کوئی عضو نہیں بنا تھا بس گوشت ہی گوشت تھا تو یہ نفاس نہیں، بلکہ اگر تین دن سے کم آئے تو استحاضہ اور اگر تین دن سے زیادہ آئے تو حیض ہے۔ اور استحاضہ کی صورت میں نماز و روزہ کی ادائیگی لازم ہے اور حیض ہونے کے صورت میں نماز تو معاف ہے تاہم روزوں کے بعد میں قضا لازم ہے۔

ہسپتال کو مختلف اداروں کے پینل پر کروانے کا حکم

سوال: السلام علیکم! (i) ہم اپنے ہسپتال یا کلینک کو مختلف اداروں کے پینل میں کروانا چاہتے ہیں۔ ان اداروں میں بینک انشورنس کمپنیاں، PTCL، سوئی گیس وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ ہم ان اداروں کے ملازمین کا علاج کریں گے اور وہ ادارہ جو اس ملازم سے متعلق ہے ہمیں اخراجات جو اس کے علاج کی مد میں ہوئے ہمیں ادا کریں گے۔ معلوم یہ کرنا ہے، کیا بینک اور انشورنس کمپنیوں کے ملازمین کا علاج کر کے اخراجات کی رقم بینک اور انشورنس کمپنی سے لینا جائز ہے۔

(ii) بعض ادارہ مثلاً PTCL کا افسرِ مجاز یا ملازم یہ کہتا ہے کہ ہمیں یہ دوائی لکھ دو، جبکہ دوائی کی ضرورت اس کو نہیں ہوتی۔ وہ ناجائز طریقے سے کمپنی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ تو کیا ہم افسرِ مجاز کے کہنے پر اسکو دوائی لکھ دیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب: (i) بینک اور انشورنس کمپنی کے ملازمین کے علاج کر کے اخراجات کی رقم بینک اور انشورنس کمپنی سے لینا درج ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

(ا) جس انشورنس کمپنی کے ساتھ معاملہ کیا جا رہا ہے، وہ کمپنی صرف "لائف انشورنس" کرتی ہو، یا وہ جنرل انشورنس کمپنی جو لائف انشورنس بھی کرتی ہو اور اس کے لائف انشورنس پریمیم اور ادا شدہ سرمایہ (Capital Paid Up) کی مجموعی مقدار کمپنی کی کل آمدنی اور دیگر پریمیمز کے مقابلہ میں زیادہ ہو تو ایسی جنرل انشورنس کمپنی کے ساتھ بھی مذکورہ معاملات درست ہیں۔

لیکن اگر انشورنس کمپنی جنرل انشورنس کمپنی ہو اور مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق نہ ہو تو اپنے ہسپتال کو ایسی کمپنی کے پینل کروانا جائز نہیں۔

(ب) مذکورہ ادارے اخراجات کی ادائیگی خالص سودی وحرام رقوم سے نہ کریں، بلکہ غالب حلال رقم سے ادائیگی کریں، یعنی بینک اپنے مرکزی مخلوط اکاؤنٹ سے ادائیگی کرے

جس میں عام طور پر حلال رقوم غالب ہوتی ہیں۔ انشورنس کمپنی بھی اپنے مرکزی مخلوط اکاؤنٹ سے ادائیگی کرے۔ (مأخذہ التبویب 35/494)

(2) کمپنی کی طرف سے آپ کو ان کے ملازمین کے علاج کے لیے اخراجات دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ملازمین کا بلا ضرورت دوائی لکھوانا دھوکا دہی اور جھوٹ ہے، جس کی کسی صورت میں اجازت نہیں۔ لہٰذا آپ کا ان کے کہنے پر دوائی لکھ کر دینا جبکہ آپ کو اس بات کا بھی علم ہے کہ ان کو اس دوائی کی ضرورت نہیں ہے، بالکل جائز نہیں، بلکہ ناجائز کام میں ان کی مدد کرنا ہے جس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ (مأخذہ التبویب 3/533)

وفي "الدر المختار" (كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع)

وعلى هذا لو مات مسلم وترك ثمن خمر باعه مسلم لا يحل لورثته كما بسطه الزيلعي

وفي الأشباه: الحرمة تنتقل مع العلم إلا للوارث إلا إذا علم ربه. قلت: ومر في البيع الفاسد. لكن في المجتبى: مات وكسبه حرام، فالميراث حلال، ثم رمز وقال: لا نأخذ بهذه الرواية، وهو حرام مطلقا على الورثة. فتنبه.

وتحته في "رد المحتار"
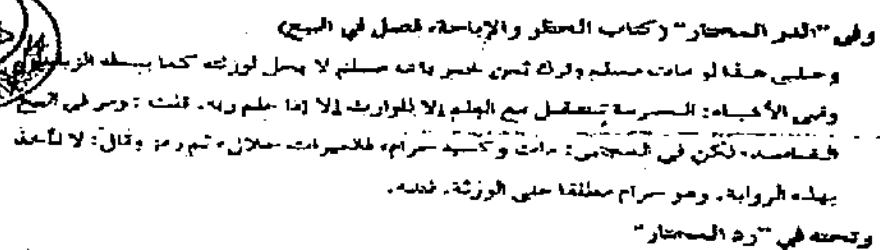
قال الشيخ عبد الوهاب الشعراني في كتاب المنن: وما نقل عن بعض الحنفية من أن الحرام لا يتعدى إلى ذمتين سألت عنه الشهاب ابن الشلبي فقال: هو محمول على ما إذا

[illegible]

[illegible] أحب إلي أن [illegible] لا يأكل ويسعه [illegible] إن لم يكن غصبا أو رشوة [illegible]

[illegible] المرأة زوجها في أرض الجور إذا أكلت من طعامه ولم يكن عينه غصبا أو [illegible] أو كسوة من مال أصله ليس بطيب فهي في سعة من ذلك والإثم على الزوج

وفي "جامع الترمذي" (البيوع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع)

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللا، فقال: "يا صاحب الطعام ما هذا؟" قال: أصابته السماء يا رسول الله. قال: "أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟" ثم قال: "من غش فليس منا".

والله سبحانه وتعالى أعلم بالصواب

محمد نعمان عفي عنه

دار الإفتاء جامعة دار العلوم كراتشي ١٤

٦/٠٣/١٤٣٠هـ

Dialysis میں وضواور روزے کا حکم

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام درج مسئلہ کے بارے میں؟

گردوں کے فیل ہونے کی صورت میں گردوں کی صفائی دوطریقوں سے ہوتی ہے۔

(HEMODIALYSIS)(1)

اس میں مریض کی ایک ورید سے خون نکال کر مشین میں داخل کرتے ہیں۔اس مشین میں ایک خاص کیمیکل (DIALYSIS(FLUID ہوتا ہے جوخون کی صفائی کرتا ہے۔ مریض کے خون کوصاف کر کے مشین کے دوسرے سرے سے خون واپس مریض کی ورید میں سے جسم میں داخل کرتے ہیں۔اس عمل کے دوران مریض کوخون بنانے والا ایک ٹیکہ (Inj. HEMAX) بھی لگایا جاتا ہے۔

(الف) کیااس عمل سے روزہ ٹوٹ جائیگا؟ (ب) کیااس عمل سے وضوٹوٹ جائیگا؟

(PERITONEAL DIALYSIS)(2)

اس عمل میں پیٹ کے اندر ایک مصنوعی ربڑ کی نالی داخل کی جاتی ہے جس کے ذریعے ایک خاص کیمیکل (DIALYSIS FLUID) پیٹ کے اندرونی خلاء میں داخل کیا جاتا ہے۔اس کیمیکل کو چند گھنٹے بعد باہر واپس نکالا جاتا ہے۔

دوسرے طریقے میں نالی کے ذریعے مسلسل کیمیکل پیٹ کے اندر اور دوسری نالی سے پیٹ سے باہر آتا رہتا ہے۔اس سارے عمل میں FLUID معدہ اور آنتوں میں نہیں جاتا۔معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا۔

(i) اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(ii) اس سے وضوٹوٹ جائے گا؟

والسلام/ڈاکٹر سہیل

الجواب حامداً ومصلیاً

(1)سوال میں آپ نے ہیمو ڈائیلسز (Hemo Dialysis) کی جو صورت لکھی ہے کہ اس میں مریض کی ایک ورید سے خون نکال کر مشین / ڈایالائزر (Dialyser) میں داخل کیا جاتا ہے اور اس مشین میں ایک خاص کیمیکل (DIALYSIS FLUID) کے ذریعہ خون کی صفائی کر کے مشین کے دوسرے سرے سے خون واپس مریض کی ورید میں سے جسم میں داخل کیا جاتا ہے۔

چونکہ Dialysis کی اس صورت میں خون نکالنے اور واپس ڈالنے کا عمل رگوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ روزہ ٹوٹنے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی چیز منافذِ معتبرہ کے ذریعہ حلق، معدہ یا آنتوں میں پہنچے جبکہ اس صورت میں حلق، معدہ یا آنتوں میں کچھ نہیں جاتا ہے۔ (ماخذہ تبویب 26/1-72)

البتہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ جو خون باہر نکالا جاتا ہے وہ نجس ہوتا ہے۔

(2)دوسرے سوال میں آپ نے Pertitoneal Dialysis کی جو صورت لکھی ہے۔ اس کے طریقہ کار کے بارے میں ڈاکٹر حضرات کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق انسانی پیٹ میں آنتیں ایک جھلی نما تھیلی (Peritoneum) میں ہوتی ہیں Pertitoneal Dialysis میں ایک نلکی پیٹ میں ناف کے نیچے ڈالی جاتی ہے، جس کا ایک سرا اسی تھیلی میں مگر آنتوں سے باہر ہوتا ہے اور اس نلکی کے ذریعہ ایک محلول اس جھلی نما تھیلی (Peritoneum) میں ڈالا جاتا ہے یہ محلول آنتوں یا معدہ میں نہیں جاتا ہے۔

چونکہ Pertitoneal Dialysis میں یہ محلول حلق، معدہ یا آنتوں میں نہیں جاتا ہے اس لیے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، کیونکہ روزہ ٹوٹنے کے لیے ضروری ہے کہ جس میں داخل ہونے والی چیز منفذِ معتبر سے جوف معتبر میں پہنچے۔

جوف معتبر سے مراد حلق، معدہ اور آنتیں ہیں۔

جیسا کہ اس مسئلے کی مکمل تحقیق مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی

صاحب دامت برکاتہم نے اپنے تحقیقی مقالہ ''ضابطہ المفطرات فی مجال التداوی'' میں کی ہے اور منفذِ معتبر سے مراد وہ منفذ ہے جہاں سے کسی چیز کا حلق، معدہ اور آنتوں تک پہنچنا ظاہر ہو۔ جیسے منہ، ناک اور دبر۔ اور اگر منفذ ایسا ہو جہاں سے کسی چیز کا حلق، معدہ اور آنتوں تک پہنچنا ظاہر نہ ہو بلکہ مخفی ہو تو ایسی صورت میں حکم کا مدار اطباء کی تحقیق پر ہوتا ہے اور اگر طبی تحقیق یہ ہو کہ اس صورت میں وہ چیز جوف معتبر میں نہیں جاتی ہے تو اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر طبی تحقیق یہ ہو کہ اس صورت میں وہ چیز جوف معتبر میں جاتی ہے تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جیسا کہ مرد کے مثانہ میں دوائی ڈالنے کی صورت میں روزہ ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کے مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے درمیان علت کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے، اس کے متعلق صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''وهذا ليس من باب الفقه، لأنه متعلق بالطب''

کہ اس مسئلے کا تعلق فقہ سے نہیں بلکہ طب کے باب سے ہے۔

ڈاکٹر حضرات کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق **Pertitoneal Dialysis** کے عمل میں مذکورہ محلول، حلق، معدہ یا آنتوں میں نہیں جاتا ہے۔ لہٰذا صورتِ مسئولہ میں **Pertitoneal Dialysis** کے عمل کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، البتہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ جو محلول واپس نکلتا ہے وہ نجس ہوتا ہے۔ تو جس طرح انجکشن سے خون نکالنے کی صورت میں وضو ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح اس میں بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

(ماخذہ تبویب 80/1055)

[illegible] كونه منفذاً للإفطار [illegible] الصيام

وفيه أيضاً: (ص٦)

وإن توصلت إلى المعدة أو الأمعاء الدقيقة وتنفذ الدواء من موضعها إلى المعدة أو الأمعاء فلا شك أنها تسبب الإفطار لأنها وصلت إلى الجهاز الهضمي الذي يهضم الطعام، أما إذا لم تتصل إلى المعدة أو الأمعاء الدقيقة فليست سبباً للإفطار.

وفي المفطرات للشيخ محمد المختار السلامي: (ص٢٥)

والذي يظهر لي - والله أعلم - أنه إذا كان الثقب في المعدة ذاتها فوصول شيء منه مفطر يقيناً، وإذا كان الثقب فوق المعدة في القناة الرابطة بين المعدة والحلقوم فمفطر قطعاً، وإذا كان الثقب تحت المعدة في المسلك الخارجي فما هو جار مجرى الحقنة، وإن كان الثقب فوق المعدة أو تحتها غير نافذ إلى المسلك الفوقي أو التحتي فلا أثر له في الفطر.

والله سبحانه وتعالى أعلم

بنده ولی الله عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

٢٢/٢/١٤٢٣ھ

الجواب صحیح
احقر [illegible] عفی الله عنہ
٢٥/٢/١٤٢٣ھ

الجواب صحیح
[illegible]
٢٥-٢-١٤٢٣ھ

الجواب صحیح
[illegible]
٢٥/٢/١٤٢٣ھ

نائب مفتی دار العلوم کراچی

دار الافتاء [illegible] دار العلوم کراچی

حصہ دوم

اضافہ جدیدہ ومفیدہ

مجموعہ افادات

شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا مفتی انعام الحسن قاسمی مدظلہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ (دکن)

حضرت مولانا مفتی محمد ابراہیم مدظلہ صادق آبادی

حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ

ڈاکٹر امجد احسن علی کراچی

ہسپتال میں بچہ کی ولادت

سوال : زید کی منکوحہ ہندہ پہلے بچہ کی ولادت کے وقت زید نے گھر پر زچگی کا بندوبست کیا' لیکن بچہ کسی طرح نہیں ہوا' مجبوراً ہسپتال لے جانا پڑا اور آپریشن کے ذریعے بچہ کی پیدائش ہوئی' ہسپتال میں پردہ کا کوئی انتظام نہیں' دوسرے بچہ کی ولادت کا وقت قریب ہے' گھر پر انتظام میں جان کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں زید کیا کرے؟

جواب : جب جان کے لالے پڑ جائیں تو یہ بے پردگی انتہائی مجبوری کے باعث ہے' نہ اختیاری ہے' نہ خوشی کے باعث ہے۔ اللہ پاک بندوں کی مجبوریوں کو خوب جانتے ہیں۔ ''غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان اپنا زچہ خانہ قائم کریں جو اسلامی حدود کا پابند ہو'' (مؔ عؔ) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۴۲۱)

مانع حمل دوا کا استعمال کرنا

سوال : ایک شخص کی بیوی کثرت اولاد کی وجہ سے اور ایام حمل میں طرح طرح کی بیماریوں کی وجہ سے چاہتی ہے کہ مانع حمل دوا استعمال کرے اور اس کا شوہر بھی رضا مند ہے' کیا ایسی صورت میں ایسی دوا استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب : جائز ہے' لیکن عسرت ''مفلسی'' کے خیال کو دل سے نکال دینا چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدگمانی ہے کہ وہ اولاد کو رزق نہیں دیں گے بلکہ وہ سب کو رزق دیتے ہیں' دوسری وجوہ بیماری وغیرہ کی بناء پر شوہر کی اجازت سے ایسا کرنا درست ہے۔ ''ایام حمل میں کچھ نہ کچھ پریشانی ہر حاملہ کو ہوتی ہے جس کو قرآن پاک میں ''وَحَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ'' فرمایا ہے' محض بیماریوں سے

پریشانی کے خیال سے مانع حمل دوا کا استعمال نہ کرے، عسرت اور تنگی کا چور اندر بیٹھا رہتا ہے۔" (م ع) فتاویٰ محمودیہ ج ٦ ص ٣٧٠)

مانع حمل تدابیر کو قتل اولاد کا حکم دینا

سوال: سورہ بنی اسرائیل کی آیت "اور تم اپنی اولاد کو مال کے خوف سے قتل نہ کرو" کی تفسیر میں مولانا مودودی صاحب نے "تفہیم القرآن" میں آج کل کی مانع حمل تدابیر کو بھی قتل اولاد میں شامل کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں جو نامناسب تقسیم رزق اور دولت انسان نے خود قائم کی ہے وہ غاصب کے لیے تو پابند مسائل نہیں لیکن مظلوم اپنے حصے سے محروم ہے اس صورت حال میں اگر وہ اپنی انفرادی حیثیت سے صرف مستقبل کے خوف سے مانع حمل تدابیر اختیار کرتا ہے تو کیا یہ خلاف حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا؟ ذات باری تعالیٰ پر یقین کامل اپنی جگہ اور اسی کی عطا کی ہوئی عقل سلیم ہمیں غور و فکر کی دعوت بھی دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بارش، دھوپ، آندھی، طوفان سے بچاؤ کی تدابیر کرتے ہیں نہ کہ ایسے ہی بیٹھے رہتے ہیں، کہ یہ سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے اور یہی اس کی رحمت ہے، مقصد کہنے کا یہ کہ جب ایک وجود کو اس نے زندگی دینی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی لیکن انسان صرف اپنی مصلحت کی بناء پر اس کے برخلاف تدابیر کرنے کی سعی کرے تو کیا یہ خلاف حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہوگا؟

جواب: منع حمل کی تدابیر کو قتل اولاد کا حکم دینا تو مشکل ہے، البتہ فقر کے خوف کی جو علت قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اندیشہ فقر کی بناء پر مانع حمل تدابیر اختیار کرنا غیر پسندیدہ فعل ہے اور آپ کا اس کو دوسری تدابیر پر قیاس کرنا صحیح نہیں اس لیے کہ دوسری جائز تدابیر کی تو نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کا حکم فرمایا گیا ہے جبکہ منع حمل کی تدبیر کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔ بہرحال منع حمل کی تدابیر مکروہ ہیں جبکہ ان کا منشاء محض اندیشہ فقر ہو اور اگر دوسری کوئی ضرورت موجود ہو مثلاً عورت کی صحت متحمل نہیں یا وہ اوپر تلے کے بچوں کی پرورش کرنے سے قاصر ہے تو مانع حمل تدبیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ٧ ص ٢٣٦)

خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم

سوال: ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے شہروں اور دیہاتوں میں بھرپور پروپیگنڈا کر کے عوام کو اور مسلمان قوم کو یہ تاکید کی جارہی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کر کے کم بچے پیدا کریں اور اپنے گھر اور ملک کو خوشحال بنائیں۔ محترم! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جو انسان بھی دنیا میں جنم لیتا ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے نہ کہ انسان کے ہاتھ میں بلکہ انسان تو اس قدر گنہگار اور سیاہ کار ہوتا ہے کہ وہ تو اس قابل ہی نہیں ہوتا کہ اسے رزق دیئے جائیں' اسے جو رزق ملتا ہے وہ بھی ان معصوم بچوں ہی کے طفیل ملتا ہے تو کیا بچوں کی پیدائش کو روکنے اور خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟ جواب: خاندانی منصوبہ بندی کی جو تحریکیں آج عالمی سطح پر چل رہی ہیں ان کے بارے میں تو علمائے اُمت فرما چکے ہیں کہ یہ صحیح نہیں' البتہ کسی خاص عذر کی حالت میں جبکہ اطباء کے نزدیک عورت مزید بچوں کی پیدائش کے لائق نہ ہو علاجاً ضبط ولادت کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ (آپکے مسائل ج ۷ ص ۳۴۷)

مانع حمل دوا غیر مسلم کو دینا

سوال: زید ایک طبیب ہے زید سے غیر مسلم عدم استقرار حمل کے لیے دوائیں طلب کرنے آتے ہیں تو زید ان کو ایسی دوا دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: درست ہے۔ وھو ظاہر لا یخفی۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۸۹)

اسقاط حمل جائز ہے یا نہیں؟

سوال: ایک کنواری لڑکی اپنی غلط کاری کی وجہ سے حاملہ ہوگئی اور اب اس کے حمل کو چار ماہ ہو چکے ہیں' ادھر والدین کی عزت کا سوال ہے' ایسی صورت میں حمل گرانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بچہ کے اعضاء بن چکے ہوں اور بچہ میں جان پڑ گئی ہو جس کی مدت ۱۲۰

دن یعنی چار مہینے ہیں' ایسی حالت میں کسی کے نزدیک بھی حمل گرانا جائز نہیں' حرام اور گناہ ہے بچہ ضائع ہوگا اور اس کی ماں کی جان کو بھی خطرہ ہے۔اس لیے اس کی اجازت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج۶ص ۲۵۵)

"ہاں اگر بچہ میں جان نہ پڑی ہو تو صورت مسئولہ میں اسقاط درست ہے" (م ع)

نفخ روح سے پہلے اسقاط کرانا

سوال: عورت کو حمل گروا دینا حرام ہے یا درست ہے؟

(۲) جو عورت بہت جلدی حاملہ ہو جاتی ہے' مثلاً ابھی بچہ نو ماہ کا ہے اور ایام آ گئے اور وہ اسی وقت میں حاملہ ہو جاتی ہے۔

(۳) تیسرے وہ عورت جو بہت بچے جن چکی ہے اور وہ بہت لاغر ہوگئی ہو' ان کو مانع حمل دوا کھلانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: (۱) بلا عذر نا جائز ہے اور بعذر جائز "بصورت عذر بھی تفصیل ہے جو پہلے گزر چکی" (م ع) (۲) اگر اس عورت کو یا بچہ کو اس حمل سے کچھ نقصان ہو جائز ہے ورنہ نہیں۔

(۳) جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ص ۲۰۴)

سخت بیماری میں اسقاط کرانا

سوال: ایک عورت کے شکم میں بچہ زندہ ہے اور وہ عورت سخت بیمار ہے' ظاہراً بدون اسقاط فائدہ معلوم نہیں ہوتا' پس اس حالت میں اسقاط حمل درست ہے یا نہیں؟

جواب: درست نہیں۔ فی الدُّرِ الْمُخْتَارِ وَیُکْرَہُ اَنْ تَسْعٰی لِاسْقَاطِ حَمْلِھا وجاز بِعُذْرٍ بَحِیْثُ لایَتَصَوَّرُ (امداد الفتاویٰ ج۴ص ۲۰۴)

زنا کے حمل کو ساقط کرانا

سوال: میں ایک ڈاکٹر ہوں' میرے پاس ایک لڑکی تین ماہ کا حمل گروانے کے لیے

آئی، اور کہا اگر حمل نہیں گراؤ گے تو میں خودکشی کرلوں گی، میری شادی ہونے والی ہے ایسی صورت میں حمل گرایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جس لڑکی نے آ کر کہا مجھے ناجائز حمل ہے میری شادی ابھی نہیں ہوئی، اس کو ساقط کردیا جائے تو اگر وہ حمل ایسا ہے کہ اس میں ابھی جان نہیں پڑی تو اس کو ساقط کردینا درست ہے، جان پڑنے کے بعد ساقط نہیں کیا جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ ص ۳۶۲) ''چار ماہ ایک سو بیس دن کے حمل میں جان پڑ جاتی ہے، لہٰذا چار ماہ یا اس سے اوپر کے حمل کا اسقاط جائز نہ ہوگا۔'' (م ع)

پوسٹ مارٹم کا حکم

سوال: پوسٹ مارٹم کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ بسا اوقات اس میں یہ حکمت ہوتی ہے کہ کسی شخص کی موت کا سبب معلوم نہ ہو تو تفتیش جرائم کا محکمہ یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ اس کی موت زہر کھانے سے ہوئی یا گلا گھوٹنے سے، یا ڈوب کر، یا کسی پوشیدہ سبب سے تاکہ ظالم کی شناخت کر کے اس کو سزا دی جائے اور جرائم کی راہ مسدود ہو۔

۲۔ بسا اوقات میت کی موت کا سبب معلوم نہ ہونے کے سبب ایک بے قصور گرفتار صرف شبہ ہو جاتا ہے لیکن پوسٹ مارٹم سے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ طبعی موت مرا ہے۔

۳۔ بعض مرتبہ وبائی امراض پھیل جاتے ہیں تو ڈاکٹر لوگ پوسٹ مارٹم کے ذریعے اس کثرت اموات کے اسباب معلوم کرتے ہیں تاکہ ان پر غور کر کے احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں، نیز انسانی اعضاء کی ترکیب ہڈیوں کے جوڑ، مختلف اعضاء کا تناسب وغیرہ کو اس مقصد سے دیکھتے ہیں تاکہ بیماری اور اس کے اسباب اور طریق علاج پر عبور حاصل کرسکیں۔

جواب: پوسٹ مارٹم آیت کریمہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ الآیہ کے صریح خلاف ہے اور اس میں جو مصالح و مقاصد تحریر ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی واجب التحصیل نہیں ہے۔ علاوہ ازیں اس میں انسان کو ننگا کرنا بھی لازم ہے جس کا حرام ہونا ظاہر ہے اور علاوہ ازیں اور بہت سے دیگر مفاسد کا باب کھلتا ہے اور بر سبیل تسلیم پتہ بھی

لگ جائے کہ اس کی موت زہر وغیرہ سے ہوئی ہے جب بھی ظالم یا مجرم کی تعیین نہیں ہوسکتی اس لیے اس فعل کے ارتکاب کی شرعاً اجازت نہ ہوگی' اگر کوئی غیر مسلم کی نعش پر ایسا کرے یا کسی غیر اسلامی ملک میں ایسا کیا جائے تو یہ فعل حجت شرعی نہیں بن سکتا' اس لیے شرعاً اس کی اجازت نہیں ہوگی۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ج ا ص ۴۱۲)

طبی تجربہ کیلئے لاش چیرنا

سوال: طبی اغراض کے لیے مردہ انسانوں کی لاشوں کا چیرنا پھاڑنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شریعت نے مردہ انسانوں کا احترام اسی طرح ضروری قرار دیا ہے جس طرح زندہ کا۔ پس محض طبی تجربات کے لیے مردوں کا چیرنا پھاڑنا جائز نہیں' البتہ اگر کسی عورت کے پیٹ میں بچہ ہو اور عورت مر جائے تو پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے گا' اگر عورت تو زندہ ہے لیکن بچہ پیٹ میں مر جائے تو بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکال لیا جائے گا بلا قصد اگر کوئی کسی کا موتی نگل لے اور پھر مر جائے تب بھی پیٹ چاک کر کے موتی نکالنا درست نہیں کیونکہ حرمت نفس حرمت مال سے اعظم ہے' حاصل یہ نکلا کہ اگر مردہ انسان سے زیادہ قابل لحاظ شئی بغیر لاش چیرے فوت ہوتی ہو تو تب بھی لاش کا چیرنا درست ہے ورنہ درست نہیں' حتیٰ کہ اگر حاملہ عورت ایام حمل پورے ہونے کے بعد مری اور بچہ اس کے پیٹ میں متحرک تھا اس کو دفن کر دیا گیا پھر کسی نے خواب میں دیکھا کہ عورت کے بچہ پیدا ہو گیا تو اس خواب پر قبر کو کھودنا جائز نہیں کیونکہ اگر یہ خواب صحیح ہے تب بھی بچہ کے زندہ رہنے کی توقع نہیں بلکہ ظن غالب یہ ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مر گیا ہوگا اور قبر کھودنے میں لاش کی توہین ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۶ ص ۳۵۵)

''طبی تجربہ بعض دیگر حیوانات پر بھی ممکن ہے جن کے اعضاء انسانی اعضاء سے قریب ہیں'' (م'ع)

کسی دوسرے شخص کا گردہ استعمال کرنا

سوال: میرے فرزند کے دونوں گردے خراب ہو گئے' ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اگر کسی

دوسرے شخص کا ایک گردہ اسے لگادیا جائے تو امید ہے کہ افاقہ ہوگا' والدہ گردہ دینے کے لیے تیار ہے' تو شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: انسان اپنے بدن یا کسی عضو کا مالک نہیں کہ اس میں آزادانہ تصرف کر سکے' اسی بناء پر اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو قیمتاً یا بلا قیمت دے' یہی وجہ ہے کہ اسلام میں خودکشی حرام ہے' اس لیے کہ کوئی شخص اپنی روح کا مالک نہیں کہ اسے ضائع کردے' لہٰذا کسی زندہ یا مردہ انسان کا گردہ آپریشن کر کے نکال کر دوسرے انسان کے جسم میں لگانا جائز نہیں' حدیث میں تو یہاں تک آیا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے واصلہ اور مستوصلہ پر (واصلہ وہ عورت جو دوسرے کے بال عورتوں کے بال میں لگاتی ہے تا کہ سر کے بال زیادہ لمبے معلوم ہوں' مستوصلہ وہ عورت جو اپنے بالوں میں دوسرے کے بال لگوائے) لہٰذا صورت مسئولہ میں والدہ کے لیے شرعاً جائز نہیں ہے کہ اپنا گردہ بیٹے کے جسم میں لگانے کے لیے دے۔

آج کل کی تحقیق کے اعتبار سے نفع ہوتا ہے تو اس سے انکار نہیں مگر اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا کے اصول پر ناجائز ہی ہوگا' نیز اس طریقے میں انسانیت کی توہین بھی ہے کہ اگر یہ طریقہ چل پڑا تو انسانی اعضاء ''بکری کا مال'' بن جائیں گے' یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہیے کہ جس کا گردہ لیا جائے گا' اس کی صحت اور زندگی خطرہ میں پڑے گی اور جس کو گردہ دیا جائے گا اس کی صحت بھی یقینی نہیں ہے۔

اللہ ہی سے شفا کی امید رکھیں' دوا اور علاج کے ساتھ دعاؤں کا بھی خصوصی اہتمام رکھیں' صدقہ وخیرات بھی حسب حیثیت کریں کہ صدقہ بلاؤں کو دور کرتا ہے' اللہ کو منظور ہوگا تو ضرور شفا عطا فرمائے گا' قضائے الٰہی پر راضی رہیں اور ہر حال میں اس کا شکر ادا کرتے رہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶ ص ۲۸۵)

آپریشن کے ذریعے تبدیل جنس کرانا

سوال: آپریشن کے ذریعے مرد سے عورت بننا' یا عورت سے مرد بننا شریعت مطہرہ کی رو سے کیسا ہے؟

جواب: جو مرد زنانہ ہیئت اختیار کرلے یا زنانہ لباس پہنے اس پر حدیث پاک میں لعنت آئی ہے' اسی طرح جو عورت مردانہ ہیئت اختیار کرے یا مردانہ لباس پہنے اس پر بھی حدیث پاک میں لعنت آئی ہے' یہاں تک کہ عورت مردوں کی طرح گھوڑے پر سوار ہو اس پر بھی لعنت آئی ہے' پھر مستقلاً صفت ذکورت کو انوثت میں تبدیل کرنا یا اس کا عکس کہاں درست ہوگا کہ اس میں ہر دو کی تخلیق کی مخصوص غایت ہی فوت ہو جاتی ہے' تغییر خلق اللہ کی قباحت قرآن کریم میں مذکور ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۶۲)

''الغرض مرد سے عورت بننا یا عورت سے مرد بننا جائز نہیں'' (م ع)

زائد انگلی کا کٹانا

سوال: اگر کسی آدمی کے ایک انگلی زائد ہو اور وہ بدنما معلوم ہوتی ہو تو اس کو کٹوانا کیسا ہے؟

جواب: کٹوانا جائز ہے' حکم الٰہی کے خلاف نہیں' مگر تکلیف بھی ہوگی اپنے تحمل کو دیکھ لیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۲۵)

''آج کل آپریشن میں تکلیف کا احساس نہیں ہونے دیا جاتا'' (م ع)

اعضاءانسانی کی پیوندکاری

سوال: زید کو ڈاکٹر نے یہ کہا کہ اگر تم بکر کا دل اپنے جسم میں ڈال لوگے تو زندہ رہ سکتے ہو ورنہ نہیں' بکر مرنے کے قریب ہے' اس کے اعزاء بھی دینے کے لیے تیار ہیں' شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: بکر کے رشتہ دار نہ زندگی میں بکر کے مالک ہیں نہ مرنے کے بعد' ان کو بکر کے کسی عضو کو نہ قیمتاً دینے کا حق ہے نہ ہدیتہً لہٰذا ان کی رضامندی کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ بکر خود بھی اپنے اعضاء کا مالک نہیں کہ جو عضو جس کو چاہے کاٹ کر دے دے بکر اور اس کے اعضاء کا شریعت نے ایک حق مقرر کر دیا ہے وہ یہ کہ مرنے کے بعد اس کو غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

آج اس کے دل پر زید کی زندگی کو منحصر کر دیا گیا ہے کل کو کہا جائے گا کہ اس کا گوشت

کھانے پر زندگی موقوف ہے۔ لہٰذا اس کا گوشت بند کر کے ہسپتال میں محفوظ رکھا جائے' انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس کا حال بھی گائے' بکری کی طرح ہو کر "ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ" کا ایک نمونہ بن جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ ص ۴۲۹)

حرام دوا کا استعمال

سوال: گل ارمنی' گل مختوم' افیون دوا میں شرباً وضماداً اور شیر زناں طلاء اطباء استعمال کراتے ہیں' آیا وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے اور مریض ہندو ہو یا مسلمان؟

جواب: متقدمین دوائے محرم کو بضرورت بھی جائز نہیں کہتے اور متاخرین ضرورت میں اجازت دیتے ہیں اور شیر زناں محرم ہے اس لیے مختلف فیہ ہوگا' احوط قول متقدمین ہے اور عامل قول متاخرین پر بھی دارو گیر نہیں' باقی جو ادویہ فی نفسہ مباح ہیں اور نہی بعض آثارو عوارض سے ہے اگر وہ عوارض نہ ہوں مثلاً مٹی میں ضرر اور افیون میں سکر نہ ہو تو وہ حرام نہیں اور ہندو مسلمان کا حکم اس میں یکساں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۰۵)

جراح کا زخم اچھا ہونے تک کا ٹھیکہ لینا

سوال: آج کل جراح زخم کے اچھا ہونے تک کا ٹھیکہ لے لیتے ہیں تو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بغیر معاملہ کیے ہوئے زخم اچھا ہونے پر حق الخدمت اتنا ہی دیدیں جتنے کا ٹھیکہ ہوتا ہے۔ "مطلب یہ کہ اس قسم کے ٹھیکہ کا معاملہ درست نہیں اور جائز طریقہ یہ ہے جو بتلایا گیا" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۳۴۰)

بطور علاج عورت کا دودھ استعمال کرنا

سوال: کسی تکلیف کے باعث شوہر کو اپنی بیوی کا دودھ خالص یا کسی اور نسخہ کے ساتھ حلق اور آنکھ وغیرہ میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں' اپنی عورت کا ہو یا کسی اور عورت کا ہو لیکن اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ "حرمت رضاعت کی مدت مقرر ہے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۷ ص ۳۹۴)

انگریزی ادویات کے استعمال کا حکم

سوال: دور حاضر میں اکثر امراض میں انگریزی ادویات استعمال ہوتی ہیں جن میں الکحل بھی استعمال ہوتا ہے' شرعی نکتہ نگاہ سے ان ادویات کا کیا حکم ہے؟

جواب: انگریزی ادویات کے بارے میں متاخرین علماء کرام کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر ان میں شراب یا دیگر محرم اشیاء کا استعمال یقینی یا ظن غالب سے ثابت ہو تو بغیر شدید ضرورت کے استعمال کرنا درست نہیں' ویسے انگریزی ادویات کا استعمال مرخص ہے۔ (فتاوی حقانیہ ج۲ص ۳۹۷)

جدید نظام تولید کا شرعی حکم

سوال: بعض یورپی ممالک میں جدید نظام تولید کے لیے اجنبیہ خواتین کے ارحام کو بطور اجارہ لیتے ہیں یعنی میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط کے بعد جب اس کی نشوونما کا مرحلہ آتا ہے تو بجائے بیوی کے رحم میں رکھنے کے کسی اجنبی عورت کو معاوضہ دے کر نشوونما کے لیے اس کے رحم کو استعمال کیا جاتا ہے' کیا یہ طریقہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب: اگرچہ اس طریقہ سے ہونے والا بچہ اصحاب نطفہ سے منسوب ہوگا مگر اس ثبوت سے کسی اجنبیہ کے رحم کو بطور اجارہ لینا جائز نہیں ہوتا بلکہ شریعت مقدسہ میں اس قسم کی اشیاء صرف اپنے خاوند کے استعمال کے لیے جائز ہیں' دوسروں کے لیے ان کا استعمال کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

لما قال اللّٰه تبارک و تعالٰی: نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ. (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۲۳)

(روی العلامه جلال الدین السیوطیؒ: عن ابن سیرینؒ وحسن بن زیاد لا یعار الفرج. (الدرالمنثور ج۲ص۵سورۃ الشوریٰ) وَمِثْلُهٗ فی جواهر الفتاویٰ ج ۱ ص۲۰۷ فتاویٰ حقانیه ج ۴ ص ۵۶۰.

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی شرعی حیثیت

سوال: آج کل ایک خاص انجکشن کے ذریعے مادہ منویہ عورت کے رحم میں پہنچایا جاتا ہے جس سے پھر بچہ پیدا ہوتا ہے اولاد کے حصول کے لیے اس طریقہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟
جواب: سوال میں ذکر شدہ طریقہ جسے ٹیسٹ ٹیوب بے بی یا تلقیح صناعی بھی کہتے ہیں مفاسد کثیرہ پر مشتمل ہونے اور فحاشی و بے دینی کا ذریعہ بننے کی وجہ سے باتفاق علماء جائز نہیں۔ تاہم اگر کسی میاں بیوی کے ہاں اولاد پیدا نہ ہوتی ہو اور دونوں میں اولاد کے لیے مطلوبہ صلاحیت موجود ہو لیکن خاوند کسی وجہ سے اپنا مادہ منویہ بیوی کے رحم میں پہنچانے پر قادر نہ ہو یا عورت کے رحم میں امساک واستقرار کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے بچے کی پیدائش ممکن نہ رہے تو اس صورت میں مصنوعی نسل کشی کا یہ طریقہ جائز رہے گا۔ بشرطیکہ مادہ منویہ عورت کے اپنے خاوند کا ہی ہو دونوں کی رضامندی ہو اور دونوں کے سامنے یہ عمل قرار پا رہا ہوں اور مستند مسلمان ڈاکٹر یہ طریقہ تجویز کرے۔

جماع کے وقت کنڈوم (ساتھی) کا استعمال کرنا

سوال: کیا شادی شدہ آدمی کے لیے بوقت جماع کنڈوم (ساتھی) استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جواب: کنڈوم (ساتھی) کا حکم عزل کی طرح ہے اس لیے فی نفسہ جماع کے وقت کنڈوم کا استعمال مباح ہے مگر بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے۔ بدون بیوی کی اجازت کے مکروہ ہے تاہم اگر کوئی شرعی عذر ہو تو بلا اجازت عزل کرنے یا کنڈوم استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۴ ص ۵۵۹)

خاوند کے مادہ تولید کا کسی اجنبیہ کے رحم میں نشو ونما پانا

سوال: جدید طریقہ تولید میں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے مادہ منویہ کو ملا کر ٹیوب کے ذریعے کسی اجنبیہ کے رحم میں رکھا جاتا ہے اور یہ مادہ اس کے رحم میں نشو ونما

پا کر بچہ بن کر پیدا ہو جاتا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ اس بچے کا نسب کس سے ثابت ہوگا اور اس اجنبیہ کی کیا حیثیت ہوگی؟

جواب: ثبوت نسب کے لیے ابتدائی وقت سے میاں بیوی کے نطفوں کا اختلاط ہونا کافی ہے چونکہ صورت مسئولہ میں جدید طریقہ تولید میں ابتداء میاں بیوی کا نطفہ مختلط ہو جاتا ہے اور اس اختلاط سے وہ ایک علقہ کی صورت اختیار کرتا ہے اور پھر کسی اجنبیہ کے رحم میں رکھا جاتا ہے تو ثبوت نسب کے لیے اختلاط کی صورت تک یعنی علقہ بننے تک کا زمانہ کافی ہے باقی یہ اجنبیہ ہونے والے بچے کے لیے بمنزلہ مرضعہ کے ہوگی اس کے حقیقی ماں باپ وہی میاں بیوی ہیں جن کا یہ نطفہ تھا۔ (فتاویٰ حقانیہ ج۴ص۵۵۹)

میڈیکل کالج میں داخلے کے لیے لڑکی کو فوٹو بنوانا

سوال: امسال میڈیکل کالج میں داخل ہونا چاہتی ہوں مگر حکومت کے رائج کردہ اصول کے مطابق میڈیکل کالج کے امیدوار کا فوٹو کاغذات کے ساتھ ہونا ضروری ہے جب کہ اس کی جگہ فنگر پرنٹس سے بھی کام چلایا جا سکتا ہے مگر ہم حکومت کے اصول کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اب ملک میں لیڈی ڈاکٹرز کی اہمیت سے بھی انکار نہیں ہو سکتا' اگر خواتین ڈاکٹرز نہ بنیں تو مجبوراً ہمیں ہر بات کے لیے مرد ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑے گا جو طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ اس سلسلے میں بھی قرآن وحدیث کے حوالے سے کچھ بتائیے کہ اپنے کہنے سننے والوں کو بھی مطمئن کیا جا سکے؟ اور اس سے زیادہ اپنے آپ کو؟

جواب: فوٹو بنانا شرعاً حرام ہے لیکن جہاں گورنمنٹ کے قانون کی مجبوری ہو وہاں آدمی معذور ہے اس کا وبال قانون بنانے والوں کی گردن پر ہوگا جہاں تک لڑکیوں کو ڈاکٹر بنانے کا تعلق ہے میں اس کی ضرورت کا قائل نہیں۔ (آپ کے مسائل ص۶۵ ج۷)

(حضرت مفتی صاحب کی اس بارے میں جو رائے ہے وہ غالباً کالجوں کے ماحول اور لڑکیوں کے بلاضرورت کالجوں میں داخلے کی وجہ سے ہے ورنہ ضرورت کے تحت چند خواتین کا ڈاکٹر ہونا جائز ہے۔)

بانجھ پن کے اسباب

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا عقیدہ ہے کہ تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لانے کے باوجود اولاد کا نہ ہونا مشیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔ ممکن ہے کہ میاں اور بیوی میں ہر لحاظ سے (بچے کی پیدائش کی) صلاحیت موجود ہو لیکن جب اللہ تعالیٰ ہی نہ چاہے تو دنیا بھر میں گھومنے اور بہتر سے بہتر علاج کرانے کے باوجود محروم ہمیشہ کے لیے محروم ہی رہتا ہے۔

اس باطنی اور حقیقی سبب کے علاوہ ''اہل طبائع'' کے نزدیک کچھ ظاہری اسباب اور عوامل کا بھی اثر رہتا ہے۔ اگرچہ امام رازی رحمتہ اللہ نے تفسیر کبیر میں اس کا سختی سے انکار کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی کے نطفہ میں بچے کی پیدائش کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا نتیجہ ہے۔ طبعی اسباب کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں لیکن زیر نظر مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے ہمیں ان طبعی اسباب کو مدنظر رکھنا ہوگا تاکہ اصل مسئلہ کے فہم وادراک میں کوئی دشواری نہ رہے۔ جملہ ضروری اور موقوف علیہ امور اور وسائل و ذرائع کے اختیار کر لینے کے باوجود اولاد نہ ہونے کے چند عوارض ہو سکتے ہیں۔ مثلاً

(الف): ممکن ہے کہ مرد کے مادہ تولید یعنی نطفہ میں وہ صلاحیت ہی نہ ہو کہ جس سے بچہ پیدا ہو۔

(ب): یہ بھی ممکن ہے کہ یہ قصور عورت کی طرف سے ہو عورت میں قصور ہونے کے مختلف اسباب ہیں۔ کبھی مادہ تولید میں صلاحیت نہیں ہوتی اور بعض اوقات مادہ تولید میں صلاحیت تو موجود ہوتی ہے لیکن ''رحم'' میں استقرار کی طاقت نہیں ہوتی جس کی وجہ سے نطفہ مقررہ مدت تک ''رحم مادر'' میں نہیں رہ سکتا۔ انفرادی نقصان کی علامت یہ ہوتی ہے کہ اگر اس جوڑے کے درمیان جدائی ہو جائے تو کسی ایک طرف کے ذی صلاحیت ہونے کی صورت میں کسی دوسرے ذی صلاحیت فرد سے رشتہ ہو جانے کے بعد بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ موجودہ دور میں یہ پہچان لیبارٹری ٹیسٹ کے ذریعے آسانی سے ہو سکتی ہے۔

(ج): ممکن ہے کہ دونوں جانب قصور کی وجہ سے یہ جوڑا عمر بھر بچے کی نعمت سے

محروم رہے۔ جوڑے کی تبدیلی کے باوجود کسی ایک طرف سے ثمر آور ہونے کی امیدیں بہت کم ہوتی ہیں۔ (فتاویٰ حقانیہ ج۴ ص ۵۹۶)

مانع حمل تدابیر کو قتل اولاد کا حکم دینا

سوال: سورہ بنی اسرائیل کی آیت: "اور تم اپنی اولاد کو مال کے خوف سے قتل نہ کرو" کی تفسیر میں مولانا مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں آج کل کی مانع حمل تدابیر کو بھی قتل اولاد میں شامل کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ موجودہ دور میں جو نامناسب تقسیم رزق اور دولت انسان نے خود قائم کی ہے وہ غاصب کے لیے تو پابند مسائل نہیں لیکن مظلوم اپنے حصے سے محروم ہے۔ اس صورت حال میں اگر وہ اپنی انفرادی حیثیت سے صرف مستقبل کے خوف سے مانع حمل تدابیر اختیار کرتا ہے تو کیا یہ خلاف حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا؟

ذات باری تعالیٰ پر یقین کامل اپنی جگہ اور اسی کی عطا کی ہوئی عقل سلیم ہمیں غور و فکر کی دعوت بھی دیتی ہے۔ یہ بھی وجہ ہے کہ ہم بارش، دھوپ، آندھی، طوفان سے بچاؤ کی تدابیر کرتے ہیں تاکہ ایسے بھی بیٹھے رہتے ہیں کہ یہ سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے اور یہ بھی اس کی رحمت ہے۔ مقصد کہنے کا یہ کہ جب ایک وجود کو اس نے زندگی دینی ہے تو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی لیکن انسان صرف اپنی مصلحت کی بناء پر اس کے برخلاف تدابیر کرنے کی سعی کرے تو کیا یہ خلاف حکم النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں شمار ہوگا؟

جواب: منع حمل کی تدابیر کو قتل اولاد کا حکم دینا تو مشکل ہے۔ البتہ فقر کے خوف کی جو علت جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محض اندیشہ فقر کی بناء پر مانع حمل تدابیر اختیار کرنا غیر پسندیدہ فعل ہے اور آپ کا اس کو دوسری تدابیر پر قیاس کرنا صحیح نہیں اس لیے کہ دوسری جائز تدابیر کی تو نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ ان کا حکم فرمایا گیا ہے جب کہ منع حمل کی تدبیر کو ناپسند فرمایا گیا ہے۔ بہر حال منع حمل کی تدابیر مکروہ ہیں جب کہ ان کا منشاء محض اندیشہ فقر ہو اور اگر دوسری کوئی ضرورت موجود ہو مثلاً عورت کی صحت متحمل نہیں یا وہ اوپر تلے کے بچوں کی پرورش کرنے سے قاصر ہے تو مانع حمل تدابیر میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۳۶ ج ۷)

خاندانی منصوبہ بندی کا شرعی حکم

سوال: ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے شہروں اور دیہاتوں میں بھرپور پروپیگنڈہ کر کے عوام کو اور مسلمان قوم کو یہ تاکید کی جا رہی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کر کے کم بچے پیدا کریں اور اپنے گھر اور ملک کو خوشحال بنائیں۔

محترم! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ جو انسان بھی دنیا میں جنم لیتا ہے اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے نہ کہ انسان کے ہاتھ میں ہے بلکہ انسان تو اس قدر گناہ گار اور سیاہ کار ہوتا ہے کہ وہ تو اس قابل بھی نہیں ہوتا کہ اسے رزق دیئے جائیں اسے جو رزق ملتا ہے وہ بھی ان معصوم بچوں کے ہی طفیل ملتا ہے تو کیا بچوں کی پیدائش کو روکنے اور خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے؟

جواب: خاندانی منصوبہ بندی کی جو تحریکیں آج عالمی سطح پر چل رہی ہیں ان کے بارے میں تو علمائے اُمت فرما چکے ہیں کہ یہ صحیح نہیں۔ البتہ کسی خاص عذر کی حالت میں جب کہ اطباء کے نزدیک عورت مزید بچوں کی پیدائش کے لائق نہ ہو' علاجاً ضبط ولادت کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۷)

ضبط ولادت کی مختلف اقسام اور ان کا حکم

سوال: (۱) ضبط ولادت اور اسقاط حمل میں کیا فرق ہے؟ کون سا حرام ہے اور کون سا جائز؟
(۲) ایک لیڈی ڈاکٹر جو ضبط ولادت کا کام کرتی ہے اور دوائیں دیتی ہے اس کی کمائی حلال ہے یا حرام؟

جواب: ضبط تولید کے مختلف انواع ہیں: (۱) مانع حمل دوائیاں یا گولیاں استعمال کرنا (۲) حمل نہ ٹھہرنے کے لیے آپریشن کرانا (۳) حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کو دواؤں سے ضائع کرانا (۴) اسقاط حمل کرانا (۵) یا مادہ منویہ اندر جانے سے روکنے کے لیے پلاسٹک کوئل استعمال کرنا۔

یہ سب اقسام ہیں: لہٰذا فقر اور احتیاجی کے خوف سے یا کثرت اولاد کو روکنے کے واسطے مذکورہ انواع میں سے جس کو بھی اختیار کیا جائے گا وہ ضبط تولید میں آئے گا اور ضبط تولید کے عمل کرنے اور کرانے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔

مذکورہ بالا حالات میں ڈاکٹر کے لیے دوائیاں دینا بھی گناہ ہوگا یہ کہ کوئی مریض ایسا ہو کہ حمل کی وجہ سے جان کا خطرہ ہو اور حمل بھی آبسا کہ اس میں جان پیدا نہ ہوئی ہو چار ماہ کی مدت سے کم ہو اس سے قبل اسقاط کرا سکتا ہے۔ ایسی خاص صورت میں ڈاکٹر بھی گنہگار نہ ہوگا اور مانع حمل اور اسقاط کی دوائی استعمال کرنے والا بھی گنہگار نہ ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۷ ج ۷)

خاندانی منصوبہ بندی کا حدیث سے جواز ثابت کرنا غلط ہے

سوال: آج صفرابائی ہسپتال نارتھ ناظم آباد جانے کا اتفاق ہوا وہاں ہسپتال کے مختلف شعبوں اور کوریڈور میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق ایک اشتہار دیکھا جس میں نفس کو مارنا جہاد عظیم قرار دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ نس بندی کی تعریف کی گئی تھی اور اسے بھی نفس کو مارنے سے تعبیر کیا گیا تھا اور ایک حدیث کا حوالہ تھا کہ "مال کی قلت اور اولاد کی کثرت سے پناہ مانگو" یعنی یہ حدیث قرآن کی ان تعلیمات کی بالکل ضد ہے جس میں اولاد کو فقر کے ڈر سے قتل سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ ہر ذی روح کو رزق دیتا ہے۔ کیا یہ حدیث قرآن کی تعلیمات کے خلاف نہیں ہے؟ امید ہے کہ اس حدیث کی وضاحت فرمائیں گے؟

جواب: حدیث تو صحیح ہے مگر اس کا جو مطلب لیا گیا ہے وہ غلط ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مصائب کی مشقت سے اللہ کی پناہ مانگو اس کو اولاد کی بندش کے ساتھ جوڑنا غلط ہے اور نس بندی کو نفس کشی کہنا بھی محض اختراع ہے۔ نفس کشی کا مفہوم یہ ہے کہ نفس کو ناجائز اور غیر ضروری خواہشوں سے باز رکھا جائے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۷ ج ۷)

خاندانی منصوبہ بندی کی شرعی حیثیت

سوال: خاندانی منصوبہ بندی یا بچوں کی پیدائش کی روک تھام کے کسی بھی طریقہ پر عمل

کرنا گناہ صغیرہ ہے؟ گناہ کبیرہ ہے؟ یا شرک ہے؟

جواب: منع حمل کی تدابیر اگر بطور علاج کے ہو کہ عورت کی صحت متحمل نہیں تو بلا کراہت جائز ہے ورنہ مکروہ ہے اور اس نیت سے خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنا کہ بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کیا جائے' شرعاً گناہ ہے' گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اس کی مجھے تحقیق نہیں۔ (آپ کے مسائل ص ۳۴۹ ج ۷)

مانع حمل ادویات اور غبارے استعمال کرنا

سوال: آج کل لوگ جماع کے وقت عام طور پر مانع حمل ادویات استعمال کرتے ہیں یا اس کی جگہ آج کل مختلف قسم کے غبارے چل رہے ہیں جن سے حمل قرار نہیں پاتا' کیا ایسا عمل جس سے حمل قرار نہ پائے جائز ہے؟ نیز کیا ان غباروں کا استعمال درست ہے؟

جواب: جائز ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۳۵۲ ج ۷)

قومی خودکشی

ان لازمی نتائج و خطرات کے علاوہ ایک ایسا منصوبہ جو ہمارے مسلم معاشرہ کے شرعی و معاشی اور اخلاقی اقدار کے کسی پہلو سے بھی جوڑ نہیں کھارہا موجودہ سنگین حالات میں جو بھارت جیسے عیار سامراج کے مقابلہ کی شکل ہمارے سامنے ہے ضروری ہے کہ اس منصوبہ کے اس مہلک پہلو پر بھی توجہ کی جائے جس کا خمیازہ ساری قوم و ملت کو بھگتنے کا اندیشہ ہے۔
اس وقت جب کہ ظاہری اسباب میں ہماری کامیابی کا تمام تر دارومدار اس ملک کی عددی قوت اور افرادی اضافہ پر ایسی سکیموں کو زیر بحث لانا بھی قومی خودکشی کے مترادف ہے جن سے تجدید نسل یا نسل کشی کی حوصلہ افزائی ہو۔ (فتاویٰ حقانیہ ج ۴ ص ۴۰۷)

حمل کی تکلیف کے پیش نظر اسقاط کی تدبیر کرنا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں میری اہلیہ کو تین

ماہ کا حمل ہے اس کو ہر مرتبہ حمل سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ڈاکٹرنی کا مشورہ یہ ہے کہ حمل گرادیا جائے اور آپریشن کرالیا جائے' ڈاکٹرنی کا مشورہ قابل عمل ہے یا نہیں؟

جواب: سورت میں مولانا حکیم سعید رشید اجمیری صاحب دامت برکاتہم حاذق اور عالم باعمل ہیں ان کو یا کسی اور حکیم حاذق دیندار کو دکھلایا جائے اور ان کے مشورہ کے مطابق عمل کیا جائے' محض ڈاکٹرنی کے کہنے سے حمل گرانا نہیں چاہیے' حمل میں تکلیف تو ہوگی مگر اس کا اجر وثواب بہت زیادہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: ''ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور بالخصوص ماں کے ساتھ زیادہ کیونکہ اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا اکثر تیس مہینہ میں پورا ہوتے ہے۔'' (قرآن مجید پارہ نمبر ۲۶ سورہ احقاف آیت نمبر ۱۵)

تفسیر مواہب الرحمٰن میں ہے: حملته امه کرھا و وضعته کرھا تکلیف کے ساتھ اس کی ماں اس کا حمل رکھتی ہے اور تکلیف کے ساتھ اس کو جنتی ہے (ف) یعنی فرزند کے حمل میں اس کی ماں کو متلی شروع ہوتی ہے جس سے وہ بار بار قے کرتی ہے اور غذا ہضم نہ ہونے سے بیمار کی طرح زرد پڑ جاتی ہے اور جب پیٹ میں بچہ بڑا ہوتا ہے تو تعب ومشقت کے ساتھ اس کے بوجھ کو کرب کے ساتھ اٹھائے رہتی ہے۔ غرض کہ جب تک پیٹ میں رہتا ہے تب تک اس کو بچہ کی وجہ سے ہر طرح کی تکلیف و بے چینی لاحق رہتی ہے۔ پھر جب اس کو جنتی ہے تو اس حالت میں بھی جننا ایسی درد و تکلیف کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کو جان پر نوبت آ جاتی ہے۔ باوجود ان سب باتوں کے وہ کمال محبت سے صدمہ اپنی جان پر لیتی ہے اور یہ نہیں چاہتی کہ بچہ کی جان کو کچھ تکلیف پہنچے۔ پھر پیدا ہونے کے بعد بھی سینہ سے لگائے ہوئے اس کو اپنے بدن کا خون پلاتی ہے اور اپنے خون کو نہیں بلکہ اسی کا منہ تا کا کرتی ہے۔ اگر کسی وقت اس کا چہرہ ملول دیکھا تو بے انتہا محبت سے کملا جاتی ہے اور نہیں چاہتی کہ یہ ملول ہو بلکہ اس کی بلا و بیماری اپنی جان پر اوڑھ لینا چاہتی ہے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن صفحہ ۱۱۱ جلد نمبر ۲۶)

مذکورہ آیت وتفسیر سے ثابت ہوا کہ استقرار حمل سے لے کر وضع حمل تک عورت

کو تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف کے بغیر یہ مراحل طے نہیں ہوتے مگر اس تکلیف پر عورت کو بہت اجر وثواب ملتا ہے۔ محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں ایک روایت بیان فرمائی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اور جو عورت اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اسے اتنا اجر دیا جاتا ہے جتنا رات کو عبادت کرنے والے دن کو روزہ رکھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو ملتا ہے۔ جب اسے دردزہ لاحق ہوتا ہے تو ہر درد کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ ماں کے پستان چوستا ہے تو ہر مرتبہ پستان چوسنے کے بدلے میں عورت کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب بچہ شیر خوارگی کے ایام پورے کر لیتا ہے تو آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے اے عورت تو نے سابقہ زمانے کا عمل پورا کر لیا۔ (اب جو زمانہ باقی ہے اس میں اپنا عمل شروع کر)۔'' (غنیۃ الطالبین صفحہ ۹۳ فصل فی آداب النکاح)

بچہ کی ولادت کے وقت یا مدت نفاس میں خدانخواستہ اگر عورت کا انتقال ہو جائے تو اسے شہادت کا ثواب ملتا ہے اور وہ شہیدہ کہلائے گی۔ شامی میں ہے:

قوله (والنفساء) ظاهره سواءً مات وقت الوضع او بعده قبل انقضاء مدت النفاس قوله وقد عدهم السيوطى الخ اى فى التثبيت نحو الثلاثين الخ شامى صفحه ۸۵۳ ج ۱ باب الشهيد.

غایۃ الاوطار میں ہے اور نفاس والی عورت خواہ جننے کے وقت مرے یا مدت نفاس میں وہ شہیدہ ہے۔ (غایۃ الاوطار صفحہ ۴۲۷ ج ۱) فقط واللہ اعلم بالصواب۔ (مفتی عبدالرحیم لاجپوری)

بچہ کا تولد نہ ہوتا ہو تو اس کو کاٹ کر نکالنا کیسا ہے؟

سوال: عورت حاملہ ہے بچہ تولد نہیں ہوتا ڈاکٹرنی کہتی ہے کہ بچہ کو ماں کے پیٹ میں سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالے تو عورت کی جان بچ سکتی ہے تو ایسی حالت میں بچہ کو کاٹے یا نہیں؟

جواب: بچہ زندہ ہو تو کاٹنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ بچہ کٹنے پر ماں کی زندگی کی

گارنٹی کون دے سکتا ہے۔ لہٰذا آپریشن کرکے دونوں کی زندگی بچانے کی کوشش کی جائے۔ زندگی خدا کے قبضہ میں ہے۔ درمختار میں ہے:

(حامل ماتت وولدھا حی) یضطرب (شق بطنھا) من الایسر (ویخرج ولدھا) ولو بالعکس وخیف علی الام قطع اخرج لومیتا والا لا کما فی کراھیۃ الاختیار. (درمختار مع الشامی ج ا ص ۸۴۰ باب صلوٰۃ الجنائز مطلب فی دفن المیت).

(یہاں تک کے مسائل کتاب ''جدید مسائل کا حل'' سے لئے گئے ہیں)

بغیر طب پڑھے اپنا اور دوسروں کا علاج کرنا

سوال: جس شخص کی تحصیل علم طب میں کافی نہ ہو اپنے مرض کا علاج کرتا ہو یقین کامل ہو کہ اللہ تعالیٰ شافی ہے اور بوجہ اس توکل کے بلا تشخیص کے مریض کا علاج کرتا ہو عنداللہ مواخذہ دار ہے یا نہیں؟ اور خاص اپنے ترک علاج سے مصیب ہوگا یا نہیں؟

جواب: بغیر واقفیت معالجہ کرنا درست نہیں ہے اور نہ اپنا معالجہ کرنا درست ہے۔ ''اور جو شخص تجربہ رکھتا ہو تشخیص مرض بھی جانتا ہو اگرچہ اس کے پاس سند نہ ہو اس کے لیے علاج کرنا درست ہے'' (م،ع) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۲)

مسلمان طبیب کو غیر مسلم کیلئے دوا نجس دینے کا حکم

مسلمان طبیب کو غیر مسلم کے لیے دوا نجس دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا شراب بھی اس میں داخل ہے؟

جواب: مسلمان طبیب کا شرعاً نجس دوا غیر مسلم کو استعمال کرانا جائز ہے بشرطیکہ وہ مریض اپنے مذہب کی رو سے نجس یا ناجائز نہ سمجھتا ہو اور بعد اطلاع اگر وہ مریض غیر مسلم باختیار خود استعمال کرے تو خواہ وہ اس کو پاک سمجھتا ہو یا ناپاک ہر طرح سے جائز ہے اور شراب بھی اسی حکم میں داخل ہے بشرطیکہ یہ طبیب محض زبانی

بتلا دیتا ہے یا نسخہ لکھ دیتا ہے اور اگر اپنے پاس سے دیتا ہے تو ایسی دوا اگر نجس العین مثل خمر کے ہے تو ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مظاہر العلوم ج ۱ ص ۲۲۴)

کیا فاسق کا معالج بھی فاسق ہے؟

سوال: تبلیغ الدین ص ۵۵ کی خرابی چہارم میں ہے کہ اکثر ظالم و فاسق کی مدح کی جاتی ہے اور وہ اپنی تعریف سے خوش ہوتا ہے تو فاسق کو خوش کرنے والا مداح بھی عاصی و نافرمان ہوا۔ حدیث میں آیا ہے کہ فاسق کی تعریف سے حق تعالیٰ کا عرش کانپ اٹھتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فاسق کی بقائے عمر کا دعا گو بھی فاسق ہے تو اب ارشاد فرمایا جائے کہ کیا اس توجیہ سے فاسق کا معالج بھی فاسق ہے؟

جواب: اصل کافر سے محبت ناجائز ہے اور رحمت و ہمدردی جائز ہے، پس مدح کا منشا چونکہ محبت ہے اسی طرح حضرت حسن کے نزدیک دعا کا منشا بھی اس لیے اس سے منع کیا جائے گا اور معالجہ کا منشا رحمت و ہمدردی ہے اس لیے جائز ہے۔ "اس تقسیم سے اور بھی اشکالات ختم ہو گئے" (م ع) (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۶۸)

خون دینے سے رشتہ قائم نہیں ہوتا

سوال: ایک مسلمان دوسرے مسلمان مرد یا عورت کو خون دے تو اس صورت میں ان کے درمیان رشتہ قائم ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس کی وجہ سے رشتہ قائم نہیں ہوتا، جیسے پہلے تھے ویسے رہی رہیں گے۔ "ہاں خون لینے دینے کے حدود ہیں، وہ معلوم کر لینے ضروری ہیں" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۳۲)

بیمار کو خون دینے کا حکم

سوال: بوقت ضرورت کسی بیمار کی جان بچانے کے لیے انسانی خون سے انتفاع کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: بوقت ضرورت (حادثہ یا شدید بیماری کی صورت میں) جان بچانے

کے لیے انسانی خون سے استفادہ مرخص ہے۔

لما قال العلامة الشیخ محمد کامل بن مصطفٰی الطرابلسی الحنفیؒ:
قال التهذیب یجوز لعلیل شرب البول والدم والمیتة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم ان شفاء ہ فیه ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه. (الفتاویٰ الکاملیة ص۲۶۷ کتاب الکراهیة) (لمافی الهندیة: یجوز لعلیل شرب البول والدم وأکل المیتة للتداوی' اذا اخبره طبیب مسلم ان شفاء ہ فیه ولم یجد من المباح ما یقوم مقامه (الفتاویٰ الهندیة ج۵ص۳۵۵ الباب الثامن عشر فی التدوی والمعالجات) وَمِثْلُهٗ فی البحر الرائق ج۸ص۲۰۵ کتاب الکراهیة فصل فی البیع) (فتاوی حقانیه ج ۲ ص ۴۰۰)

بحالت مجبوری خنزیر کے کسی عضو کو انسان کے جسم میں پیوند لگانا

سوال: خنزیر کے کسی عضو کو بحالت اضطرار انسان کے جسم میں پیوند کر کے لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ یہ تو ثابت ہے کہ بوقت اضطرار خنزیر کا گوشت کھانا حلال ہے' مگر آج کل ڈاکٹر اعضائے خنزیر کو بدن انسانی میں استعمال کرتے ہیں' مثلاً دل' گردہ' جگر وغیرہ تو اگر یقین ہے کہ فلاں عضو کی پیوند کاری سے جان بچ جائے گی ورنہ تو موت ہے ایسے موقع پر اعضائے خنزیر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

نیز بعض کیپسول جو مریض کو تجویز کیے جاتے ہیں ان میں خنزیر کے اجزاء شامل ہیں تو ایسی دوا کا استعمال درست ہے یا نہیں؟ جب کہ ان کا بدل میسر نہیں؟

جواب: اس معاملہ کو اضطرار یا اضطراری حالت کہنا مغالطہ ہے خاص کر خنزیر و شراب کے معاملے میں جب کہ لوگ خنزیر و شراب کو بے محابا اور علانیہ جائز سمجھتے ہیں بلکہ اضطرار یہ ہوگا کہ مسلم' دیندار' حاذق طبیب و ڈاکٹر مکمل تشخیص کر کے یہ کہہ دے کہ اس مرض کا فقط یہ ہی

علاج ہے اور کوئی علاج وتدبیر نہیں اور یہاں ایسا نہیں ہے اس لیے کہ مسلم' دین دار' حاذق ڈاکٹر طبیب کی اس متعین تشخیص کے بغیر یہ لوگ ایسا کرتے ہیں اس کو اضطرار کہنا غلط ہوگا اور پھر اعضاء انسانی کو باعتبار خنزیر کے بندر وغیرہ کے اعضاء سے زیادہ مناسبت مسلم ہے جس کے ذریعے ذبح شرعی کے بعد یہ علاج بدرجہ اولی ہوسکتا ہے۔ نیز جمادات وحیوانات کے اجزاء سے یہ پیوندکاری بخوبی ہوسکتی ہے جو بلاشبہ جائز ہے بلکہ اب پلاسٹک اور سیکلون کے ہر قسم کے اعضاء اندرونی و بیرونی ایسے ایجاد ہوگئے ہیں جو ہر مزاج کے موافق' دیرپا' زیادہ مفید اور سہل الحصول بھی ہوتے ہیں اور شرعاً بھی جائز رہتے ہیں پھر وہ اضطرار کہاں رہا' بلکہ اگر غور کیا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خنزیر کے اعضاء کا بے محابا استعمال دہریت ولامذہبیت کی اشاعت کی غرض سے بھی ہوتا ہے۔ فافہم

اور اگر اضطرار مان بھی لیں تو بھی اعضاء کے استعمال کو بحالت اضطرار کھانے پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہوگا' اس لیے کہ کھانے کی صورت میں وہ ہضم ہوکر ختم ہوجاتا ہے' یا خون' چربی اور گوشت سے بدل جاتا ہے جبکہ عضو خنزیر ہونے کی صورت میں عضو مردار ہونے کے ساتھ ساتھ نجس العین کا بقاء وتلبس بھی لازم آتا ہے جس کی وجہ سے انسان کا جسم ہمیشہ گندہ پلید رہے گا' کسی وقت بھی پاک نہ ہوسکے گا اور نماز جیسی اہم عبادت فوت ہوجائے گی۔ پس ایک مومن کا جذبہ ایمانی کبھی اس کو گوارا نہ کرے گا' بخلاف اکل کی صورت کے کہ کھالینے کے باوجود گندہ و پلید نہ ہوگا اگر ہاتھ منہ گندہ بھی ہوگا تو دھوکر پاک وصاف کرلے گا اور کسی خاص جز کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر اس خاص جز کی گنجائش بھی نکل آئے تو بھی یہ حکم کلی یا عمومی نہ ہوگا اور عموم جواز کا مثمر نہ ہوگا' ہاں دواؤں یا کیپ سولوں میں مخلوط ہونے کی صورت میں مذکورہ بالا قیود کے ساتھ اضطراری حالت میں ان کا حکم حلت اکل میتہ کے حکم میں ہوگا اور وقتی طور پر بقدر ضرورت و مجبوری استعمال کی گنجائش ہوگی مگر وہ بھی حکم کلی وعمومی جواز کے لیے نہ بن سکے گا اور صحیح نہ ہوگا۔

اسی طرح اگر جسم کے اندرونی اعضاء دل' گردہ وغیرہ کی ضرورت ہوکر واقعی وہ اضطرار شرعی متحقق ہوجائے اور جمادات ونباتات یا پلاسٹک سیکلون نہ بنے تو بھی خنزیر کے دل' گردہ وغیرہ کی پیوندکاری نہ کی جائے۔ حتی المقدور غیر خنزیر لے کر اس کو ذبح شرعی کے بعد اس کے ان اجزاء

کی پیوند کاری کی جائے ورنہ ایسا مکروہ ہوگا اور خنزیر کے دل گردہ کی پیوند کاری میں فقہ کے اعتبار سے کراہت شدیدہ بحکم حرام ہوگی اور اس صورت کو بھی مذکورہ دواؤں' کیپسولوں اور اکل میتہ وغیرہ پر قیاس کرنا صحیح نہ ہوگا۔ کماھو واضح مع التقریر السابق۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ ج۱ص ۳۳۸)

بچہ دانی نکلوانا

سوال: میرے گھر میں جب حمل قرار پاتا ہے تو بہت الجھن اور سخت تکلیف ہوتی ہے اور جس قدر پیدائش کا زمانہ قریب آتا ہے تکلیف بڑھتی جاتی ہے' پھر بچہ بھی ضائع ہو جاتا ہے' ڈاکٹر علاج سے عاجز آ چکے ہیں' کوئی صورت نفع کی نہیں ہوتی' ولادت کے بعد بہت مدت تک علاج جاری رہتا ہے' تب تکلیف دور ہو کر قوت آتی ہے' ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ بچہ دانی نکلوا دیجئے' کیا شرعاً اس کی اجازت ہے؟

جواب: ان سخت امراض سے تحفظ کی اور بھی صورتیں ہیں' مثلاً عزل کر لیا جائے' مانع حمل دوا استعمال کی جائے' یا حمل بعد علوق ضائع کر دیا جائے یا شوہر دوسری شادی کر لے موجودہ بیوی سے ہمبستر نہ ہو' اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر بحالت مجبوری عورت کی جان بچانے کے لیے بچہ دانی نکلوانے کی بھی گنجائش ہے۔ جب تک دوسری صورت ممکن ہو بچہ دانی نہ نکلوائی جائے' ممکن ہے کہ آئندہ حالات اور عمر کے تغیر سے موجودہ تکلیف اور امراض کی کیفیت ختم ہو کر بچہ سہولت سے پیدا ہو سکے' بچہ دانی نکلوانے کے بعد توقع ہی ختم ہو جائے گی اور ایک عورت کو نسل کے لحاظ سے بیکار کر دیا جائے گا اور حمل اور ولادت کی تکلیف تو سب کو ہی ہوتی ہے۔ قرآن پاک سے ثابت ہے: "حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا" ایسی عمومی تکلیف کی وجہ سے بچہ دانی نکلوانے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۱۴)

زندہ بچے کو ماں کے پیٹ سے کاٹ کر نکالنا

سوال: زچہ کے شکم میں بچہ زندہ ہے لیکن باوجود کوشش کے صحیح و سالم پیدا ہونے کا امکان نہیں' تاوقتیکہ کاٹ کر نہ نکالا جائے' اگر تاخیر کی جائے تو دو صورتیں

ہیں' یا تو زچہ شدت تکلیف سے مر جاتی ہے اور پھر بچہ بھی مرحومہ کے پیٹ سے آلات نہ ہونے کے سبب نکالا نہیں جا سکتا تو اس صورت میں زچہ اور بچہ دونوں ضائع ہو جاتے ہیں' آیا ایسی صورت میں زچہ کی جان بچانے کے لیے بچہ کو کاٹ کر نکالنا جائز ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ اول بچہ پیٹ میں مر جائے اور پھر اس بچہ کے زہر کی وجہ سے ماں مر جائے اور پھر بچہ کو کاٹ کر نکالا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: زندہ بچے کو نکالنے کے لیے پیٹ ماں کا چیر کر نکالنا جائز ہے کیونکہ ایسے آپریشن کامیابی سے ہو جاتے ہیں اور ماں و بچہ دونوں زندہ رہتے ہیں مگر زندہ بچے کو کاٹ کر نکالنا جائز نہیں' بچہ پیٹ میں مر گیا ہو تو اس کو کاٹ کر نکالنا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ج۹ ص۱۳۹)

مردہ عورت کے پیٹ سے بچہ نکالنے کا حکم

سوال: اگر کوئی حاملہ عورت فوت ہو جائے اور طبی نقطہ نظر سے اس بات کی تصدیق ہو جائے کہ عورت کے پیٹ میں بچہ ابھی زندہ ہے تو کیا اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: فقہاء کرام نے انتہائی مجبوری کے تحت مردہ عورت کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ نکالنے کو مرخص کہا ہے مگر اس شرط پر کہ بچہ پیٹ میں حرکت کر رہا ہو یعنی اس کا زندہ ہونا یقینی ہو چونکہ موجودہ دور میں سائنسی ترقی کی وجہ سے مذکورہ بالا صورت میں الٹراساؤنڈ کے ذریعے بچے کا زندہ ہونا معلوم کیا جا سکتا ہے' لہٰذا جب الٹراساؤنڈ کے ذریعے معلوم ہو جائے کہ بچہ واقعی زندہ ہے تو مردہ عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکالنا شرعاً مرخص ہے۔

لما قال العلامة الحصکفیؒ: حامل ماتت وولدها یضطر شق بطنها ویخرج ولدها. (الدرالمختار علی صدر ردالمحتار ج۲ ص۲۳۸ باب الجنائز' مطلب فی دفن المیت) (قال الشیخ اشرف علی التھانویؒ:

اس سے معلوم ہوا کہ پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لینا اس وقت جائز ہے جب بچہ زندہ حرکت کرتا ہوا معلوم ہو ورنہ اگر بچہ بھی مر گیا تو پیٹ چاک کرنا جائز نہیں۔ (امداد الفتاویٰ ج۴ ص۲۰۶ کتاب الحظر والاباحۃ) (فتاویٰ حقانیہ ج۲ ص۳۰۱)

دوا میں بحری جانور کا استعمال کرنا

سوال: بقول اطباء دوا میں حیوان بحری کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

جواب: استعمال اس کا جائز ہے اور وہ پاک ہے اگر چہ وہ غیر ماہی ہو کہ دیگر آئمہ کے نزدیک وہ جائز ہے اور ضرورۃً احناف کے نزدیک بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۹۶)

کیکڑا اور کچھوا بطور دوا کھانا

سوال: کیکڑے کو جلا کر شہد میں ملا کر استعمال کرنا پرانی کھانسی اور دمہ میں مفید بتلاتے ہیں نیز ایسے ہی کچھوے کو پکا کر اسی مرض میں مفید بتلاتے ہیں؟

جواب: دریائی جانوروں میں احناف کے نزدیک مچھلی کے علاوہ کوئی اور جانور درست نہیں، کیکڑا اور کچھوا بھی درست نہیں لیکن اگر کیکڑے کو مار کر جلا دیا جائے تو قلب ماہیت ہو کر اس کا حکم بدل جائے گا، اس کا کھانا ممنوع نہ ہوگا، کچھوا کھانا بھی درست نہیں لیکن اگر دیندار تجربہ کار ماہر معالج تجویز کر دے کہ شفا اسی میں منحصر ہے تو اس کا کھانا درست ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۲ ص ۳۲۶)

بطور دوا سانپ کی سوکھی کھال کا استعمال

سوال: زید کو بواسیر کی بیماری ہے اس کے علاج کے لیے بہت سے لوگوں سے معلوم ہوا کہ ایک جنگلی سانپ کا سوکھا چمڑا ہے جس کو کمر میں باندھنے سے فائدہ ہو جاتا ہے تو اس کو باندھ کر نماز میں تو کوئی حرج واقع نہ ہوگا؟

جواب: نماز ہو جائے گی کیونکہ انسان وخنزیر کے سوا ہر چیز کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔ ''اور جب وہ سوکھ گیا تو دباغت اس کی ہو گئی'' (م ع) (فتاویٰ احیاء العلوم ج ۱ ص ۲۶۹)

شیر کی چربی سے مالش کرنا

سوال: کسی علاج میں شیر کی چربی سے مالش کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بغیر دھوئے

نماز ہو جائے گی یا اس کو دھونا پڑے گا؟

جواب: شیر کی چربی حرام اور نجس ہے اور تداوی بالمحرم میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض ممنوع کہتے ہیں اور بعض اس شرط کے ساتھ جائز رکھتے ہیں کہ اگر طبیب حاذق مسلم یہ کہے کہ اس مرض کی کوئی اور دوا نہیں اور اس میں شفا کا یقین یا گمان غالب ہے اور بر تقدیر استعمال بغیر دھوئے ہوئے کوئی نماز جائز نہیں۔ (فتاویٰ عبدالحی ص ۵۱۴)

معجون جند بید ستر، ماہی روبیاں و بیر بہوٹی وغیرہ

سوال: وہ معجون جس میں جند بید ستر یا ماہی روبیاں، یا خراطین، یا بیر بہوٹی پڑی ہو اس کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جند بید ستر کھانا جائز نہیں، البتہ اگر استحالہ ہو جائے تو پھر ماہیت بدل جانے کی وجہ سے کھانا درست ہے۔

ماہی روبیاں "جھینگا مچھلی" کو حیات الحیوان میں مچھلی لکھا ہے۔ پس اگر وہ مچھلی ہے تو حلال ہے ویسے کھانا بھی اور دوا میں ڈال کر کھانا بھی، بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ مچھلی نہیں بلکہ مچھلی کے علاوہ کوئی دوسرا دریائی جانور ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں۔ "الغرض جھینگا مچھلی کا کھانا کراہت سے خالی نہیں" (م ع) خراطین کیچوے کو کہتے ہیں، اس کی تحقیق مخزن الادویہ ص ۳۸۱ میں ہے۔ "اس کا کھانا بھی جائز نہیں" (م ع)

بیر بہوٹی حشرات الارض میں سے ہے اس کا کھانا بھی جائز نہیں (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۲۰۵)

گھوڑی کی زبان کو بطور دوا استعمال کرنا

سوال: بعض لوگوں سے معلوم ہوا کہ گھوڑی جب بچہ جنتی ہے تو اس کے منہ سے گوشت کا ایک ٹکڑا کٹ کر گر جاتا ہے جس کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی زبان کا حصہ ہوتا ہے، اس ٹکڑے کو گھس کر پلانے سے متعدد امراض میں افاقہ ہو جاتا ہے تو اس کا پلانا مریض کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس واقعہ کی تو تحقیق نہیں' البتہ اس کی زبان جو کٹ کر گر جائے وہ مردار اور حرام ہے' اگر دیندار' ماہر معالج تجویز کرے کہ فلاں مرض سے صحت حرام چیز میں منحصر ہے' کسی اور طرح شفا نہیں ہو سکتی تو بدرجہ مجبوری ایسی دوا کا استعمال کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۵ ص ۱۱۲)

حرام دوا کا استعمال

سوال: گل ارمنی' گل مختوم' افیون دوا میں شربا' ضماداً اور شیر زناں طلاء اطباء استعمال کراتے ہیں' آیا وہ عنداللہ ماخوذ ہوں گے اور مریض ہندو ہو یا مسلمان؟

جواب: متقدمین دوائے محرم کو بضرورت بھی جائز نہیں کہتے اور متاخرین ضرورت میں اجازت دیتے ہیں اور شیر زناں محرم ہے اس لیے مختلف فیہ ہوگا' احوط قول متقدمین ہے اور عامل قول متاخرین پر بھی دارو گیر نہیں' باقی جو ادویہ فی نفسہ مباح ہیں اور نہی بعض آثار و عوارض سے ہے اگر وہ عوارض نہ ہوں مثلاً مٹی میں ضرر اور افیون میں سکر نہ ہو تو وہ حرام نہیں اور ہندو مسلمان کا حکم اس میں یکساں ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۰۵)

سعوط استعمال داخلی ہے یا خارجی؟

سوال: سعوط استعمال داخلی ہے یا خارجی؟ اور ایسے ہی فرزجہ اور اکتحال اور تقطیر احلیل کے اندر اور تقطیر کانوں میں اور استعمال داخلی یا خارجی کی کیا حد ہے؟

جواب: فقہاء کے کلام سے کسی جگہ داخلی اور خارجی استعمال کی تفریق مفہوم نہیں ہوتی' البتہ اکل اور غیر اکل کا فرق معلوم ہوتا ہے اس اعتبار سے صرف اکل کو استعمال داخلی قرار دیا جائے اور اکل کے علاوہ فرزجہ (وہ کپڑا جو دواؤں میں تر کر کے دبر یعنی مقعد اور عورت کے اندام نہانی میں رکھیں: لغات کشوری ص ۵۳۱: ناصر) اور اکتحال "سرمہ لگانے" اور تقطیر فی الاحلیل "پیشاب کے راستہ میں قطرہ قطرہ کر کے دوا ڈالنے" وغیرہ کو خارجی قرار دیا جائے۔ بناءً علیٰ ہذا سعوط "ناک میں چڑھانے کی دوا" بھی استعمال خارجی ہوگا' بشرطیکہ جو دوا سونگھی جائے وہ حلق کی راہ پیٹ میں نہ پہنچے۔ (فتاویٰ مظاہر العلوم ج ۱ ص ۲۲۵)

حکیم کا عطار سے کمیشن لینا

سوال: جو حکیم عطاروں سے حصہ معینہ لیتے ہیں' تو عطار کافر کہتے ہیں کہ مریض سے بھی ہم قیمت زیادہ لیتے ہیں ورنہ کم لیتے ہیں اور تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح قیمت زیادہ لیتے ہیں تو ایسے اقرار زبانی عطار کافر سے طبیب کو حصہ چہارم لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ نادرست ہے' ہرگز لینا درست نہیں' اب عطار سچ بولے تب بھی نادرست ہے اور جھوٹ بولے تب بھی نادرست ہے۔ ''چونکہ ہر حال میں کمیشن ہے' حکیم صاحب اپنی فیس کیوں مقرر نہیں کر لیتے جو درست ہے'' (م ع) (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۸)

جن بھوت کے علاج پر معاوضہ لینا

سوال: زید اپنے عامل ہونے اور بھوت پریت ختم کرنے کا دعویٰ کرتا ہے' کہتا ہے کہ میرے قبضہ میں مؤکل ہیں' علاج کرانے والوں سے ۳۰۰ / ۴۰۰ روپے تک پیسہ لیتا ہے' زید کا یہ عمل قرآن وحدیث کی رو سے کیسا ہے؟ اور کہیں ایسا عمل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے؟

جواب: جنات کا وجود بھی ثابت ہے اور علاج بھی' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی علاج تجویز فرمایا ہے۔ حضرت ابودجانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں جن تھا' پریشان کرتا تھا' اس کا علاج فرمایا' علاج پر معاوضہ لینا بھی جائز ہے جیسے حکیم ڈاکٹر لیتے ہیں۔ بس اتنی شرط ہے کہ واقعتاً علاج جانتا ہو' دھوکہ نہ دیتا ہو اور علاج میں کوئی ناجائز چیز نہ ہو' جیسے شرکیہ کلمات وغیرہ' معاوضہ علاج شریعت کی جانب سے متعین نہیں ہے' طرفین کی رضامندی پر ہے' بغیر معاوضہ علاج کیا جائے تو یہ خدمت خلق ہے اس کا بہت بڑا اجر وثواب ہے۔ ''اور نفع بھی مخلوق کو زیادہ ہوتا ہے'' (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۷۰)

جانور کے مقام مخصوص میں ہاتھ ڈالنا

سوال: جانوروں کے بیوپاری جانور کے مقام مخصوص میں ہاتھ ڈال کر اس کے گابھن

ہونے کو دیکھتے ہیں، یہ فعل شرعاً کیسا ہے؟

جواب: اگر کوئی صورت اس علم کی نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے ورنہ اس کا قبیح ہونا ظاہر ہے۔ "اگر بیوپاری جھوٹ ترک کردیں تو اس کی نوبت نہ آئے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۳۴)

گوبر کی راکھ منجن میں استعمال کرنا

سوال: دانتوں کے منجن میں جلا ہوا گوبر یعنی راکھ ملائی جاتی ہے جس سے اس کی افادیت بڑھ جاتی ہے تو کیا اس راکھ کو استعمال کرسکتے ہیں؟

جواب: گوبر ناپاک ہے لیکن جلانے کے بعد جب وہ راکھ بن گیا اور اس کی ماہیت بدل گئی تو اس کا حکم بھی بدل گیا' اب اس راکھ کو ناپاک نہیں کہا جائے گا اس لیے منجن میں ملا کر اس کا استعمال درست ہوگا۔ "کھانا درست نہ ہوگا جیسے مٹی بسبب ضرر" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۳۵)

مشت زنی کرکے منی چیک کرانا

سوال: زید کو اولاد نہیں ہوتی جس کی وجہ سے اس کو اپنی منی چیک کرانی ہے اور منی کی جانچ استمنا بالید کے بغیر نہیں ہوسکتی تو کیا ایسی صورت میں ہاتھ سے منی نکالنا جائز ہے؟ اور اگر جانچ سے معلوم ہو جائے کہ اولاد نہیں ہوگی تو کیا اس کی اطلاع بیوی کو دینا واجب ہے؟ جب کہ اطلاع کی صورت میں طلاق کے مطالبہ کا ڈر ہے؟

جواب: علاج کے دوسرے طریقہ بھی ہیں تاہم اگر بغیر اس کے علاج نہ ہو سکے تو اس کی گنجائش ہے "اولاد کے متعلق" پھر بیوی کو اطلاع کرنا ضروری نہیں۔ "بالخصوص ایسی صورت میں کہ مطالبہ طلاق کا اندیشہ ہے" (م ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۵ ص ۳۹۳)

شراب کو بطور دوا استعمال کرنا

سوال: بدن پر شراب کی مالش جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ بہت سے لوگ اپنا تجربہ بتلاتے ہیں کہ اس کے استعمال سے چوٹ وغیرہ کا درجہ ختم ہو جاتا ہے؟

جواب: شراب کی مالش ناجائز ہے' چوٹ کے درد کے لیے دوسری دوائیں بھی مجرب ہیں۔ ''ان کو استعمال کیا جائے' اگر کچھ گندے لوگ پیشاب کی مالش کا بھی تجربہ بتلانے لگے تب کیا کریں گے''۔ (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۴ اص ۴۲۸)

زچہ کو شراب میں علاج کے لیے بٹھانا

سوال: آج کل شفاخانوں میں عام طور پر بچہ ہونے کے فوراً بعد زچہ کو یا تو لال برانڈی یا کسی اور قسم کی تیز شراب میں بٹھایا جاتا ہے یا اس کے پھائے اندام نہانی میں رکھوائے جاتے ہیں' مقصد اس سے یہ ہوتا ہے کہ رحم کا منہ سکڑ کر اپنی اصلی حالت پر آ جائے' کیا مسلمان عورتوں کے لیے یہ علاج جائز ہے؟

جواب: یہ فعل شراب کا خارجی استعمال ہے' اگر اس فعل سے زچہ کو نمایاں فائدہ حاصل ہوتا ہو تو یہ حرام نہیں ہے' البتہ اس سے احتراز اولیٰ اور افضل ہے۔ ''اس سے قبل شراب کا مالش میں عدم جواز معلوم ہو چکا' یہ حکم اس وقت ہے جب حلال دوا موثر نہ ہو'' (م'ع) (کفایت المفتی ج ۹ ص ۱۴۱)

بطور علاج عورت کا دودھ استعمال کرنا

سوال: کسی تکلیف کے باعث شوہر کو اپنی بیوی کا دودھ خالص یا کسی اور نسخہ کے ساتھ حلق اور آنکھ وغیرہ میں استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں' اپنی عورت کا ہو یا کسی اور عورت کا ہو لیکن اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ ''حرمت رضاعت کی مدت مقرر ہے'' (م'ع) (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۷ اص ۳۹۴)

انگریزی ادویات کے استعمال کا حکم

سوال: دور حاضر میں اکثر امراض میں انگریزی ادویات استعمال ہوتی ہیں جن میں الکحل بھی استعمال ہوتا ہے' شرعی نکتہ نگاہ سے ان ادویات کا کیا حکم ہے؟

جواب: انگریزی ادویات کے بارے میں متاخرین علماء کرام کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر ان میں شراب یا دیگر محرم اشیاء کا استعمال یقینی یا ظن غالب سے ثابت ہو تو بغیر شدید ضرورت کے استعمال کرنا درست نہیں، ویسے انگریزی ادویات کا استعمال مرخص ہے۔

لما قال العلامة فخرالدين عثمان بن علي الزيلعيؒ: وكره شرب دردى الخمر والامتشاط به لان فيه اجزاء الخمر فكان حراماً نجسًا والانتفاع بمثله حرامٌ (تبيين الحقائق ج٦ ص٤٩ كتاب الاشربة) (قال العلامة علاؤ الدين الحصكفي رحمه الله: (وكره شرب دردى الخمر) أى (والامتشاط) بالدردى لان فيه اجزاء الخمر و قليله ككثيره كمامر.

(الدرالمختار على صدر ردالمحتار ج٦ ص٤٥٧ كتاب الاشربة) ومثله فى البحرالرائق ج٨ص٢١٩ كتاب الاشربة) (فتاوى حقانيه ج ٢ ص ٣٩٧)

ہومیو پیتھک کی حرام دوا کا استعمال کرنا

سوال: ایک قطرہ کتیا کا دودھ یا ایک قطرہ خون سل کے مریض کا یا ایک قطرہ پیپ کا ان کو اگر نوے قطرے سپرٹ میں ڈال دیا جائے تو ان دواؤں کا استعمال مسلم یا غیر مسلم کے لیے کرنا کیسا ہے؟

جواب: یہ دوا حرام ہے، اس کا استعمال کرنا یا کرانا مسلم و غیر مسلم سب کے لیے ناجائز ہے، حرام چیز جانور کو بھی کھلانا منع ہے، فقہاء نے لکھا ہے کہ مردار چوہا بلی کے سامنے بھی لا کر نہ ڈالا جائے، اگر کوئی ایسا مرض کسی کو لاحق ہو کہ مسلم حاذق، متدین معالج بتائے کہ شفا اسی میں منحصر ہے، تو پھر گنجائش ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ص۴۰۸)

بیوی کا آپریشن کرانے کی ایک صورت کا حکم

سوال: بیوی پیروں کی وجہ سے معذور ہے کہ چلنا، پھرنا تو درکنار، پاخانہ پیشاب کے لیے بھی سرک کر نہیں جا سکتی اور اب بھی اس کو بچے ہوتے ہیں، لیکن پریشانی اس میں اتنی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی دیکھ بھال بھی نہیں کر سکتی اور میاں جوان

ہونے کی وجہ سے اس سے محبت بھی کرتا ہے لیکن وہ اس پریشانی کو دیکھتے ہوئے آپریشن کرانا چاہتا ہے' کیا اس کے لیے گنجائش نکل سکتی ہے؟

جواب: مجبوری ومعذوری کی صورت مسئولہ میں آپریشن کرانا جائز ہے۔

(فتاویٰ مفتاح العلوم غیر مطبوعہ)

اضافہ از صاحب فتویٰ

سوال میں مطلق آپریشن کرانا مذکور ہے لیکن عورت کی معذوری و پریشانی کے بیان سے اغلب اور ظاہر یہی ہے کہ عورت کا آپریشن کرانا مقصود ہے۔

جواب اسی پر مبنی کیا گیا اور عورت کے لیے یہی صورت زیادہ اطمینان کی ہے۔ اس لیے دوسری صورتوں سے تعرض نہیں کیا گیا۔

(یہاں تک کے مسائل کتاب ''جامع الفتاویٰ جلد سوم'' سے لئے گئے ہیں)

وِگ کا استعمال اور وضو

سوال:......اگر ایک شخص بوجہ مجبوری سر پر ''وِگ'' کا استعمال کرتا ہے تو وہ شخص وضو کے دوران سر کا مسح وگ پر ہی کر سکتا ہے یا کہ اس کو مسح وگ اتار کر کرنا چاہئے؟

جواب:...... مصنوعی بالوں کا استعمال جائز نہیں' (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج 4 ص 460 ' ایضاً: شامی ج 6 ص 373 ' نظام الفتاویٰ ج 1 ص 38) نہ اس کے استعمال میں کوئی مجبوری ہے۔ مسح ان کو اتار کر کرنا چاہئے' اگر ان پر مسح کیا تو وضو نہیں ہوگا۔ (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید' أحكام الطهارة ج: 1 ص69)(ج 1 ص 99 اركان الوضوء أربعة' كتاب الطهارة)

مصنوعی بالوں پر مسح کرنا

سوال:......بعض لوگ سر پر مصنوعی بال لگائے ہوئے ہوتے ہیں' پھر اسی حالت میں وضو میں ان ہی بالوں پر مسح کرتے ہیں اور ان بالوں سمیت نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ کیا اس

صورت میں مسح ہو جاتا ہے؟ اور کیا اس صورت میں نماز جائز ہے؟

جواب:...... سر پر ایسے مصنوعی بال لگے ہوئے ہوں جو اتارنے سے اتر سکیں تو ان پر مسح نہیں ہوتا' بلکہ ان کو اتار کر سر پر مسح کرنا چاہئے۔

(شامی ج 1 ص 99 کتاب الطهارة)(عالمگیری ج 1 ص 6)

مصنوعی ہاتھ کے ساتھ وضو کس طرح کریں؟

سوال:...... عرض یہ ہے کہ مزدوری کے دوران میرا بایاں (اُلٹا) ہاتھ کلائی سے تھوڑا سا اوپر تک کٹ گیا تھا' ابھی پلاسٹک کا مصنوعی ہاتھ لگا ہوا ہے' جسے سوتے وقت اتار کر سوتا ہوں' ڈیوٹی پر آتے وقت پلاسٹک کا ہاتھ لگا کر آتا ہوں' لیکن اس ہاتھ کو لگا کر باندھنے کے لیے ایک آدمی کی ضرورت ہوتی ہے' میں خود سے نہیں باندھ سکتا ہوں۔ پوچھنا یہ ہے کہ میں وضو کس طرح کروں؟ پلاسٹک کے ہاتھ اتارے بغیر وضو ہو گیا یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں کوئی صحیح طریقہ بتائیں' نوازش ہوگی۔

یاد رہے کہ پنجہ سمیت کلائی سے تھوڑا سا اوپر تک کٹا ہوا ہے' ڈیوٹی کے دوران ظہر یا جمعہ کے وقت کے لیے وضو کیسے کروں؟ پلاسٹک کا ہاتھ اتارے بغیر وضو ہوگا یا نہیں؟

جواب:...... اگر پلاسٹک کا ہاتھ اتارا نہ جائے تو کیا اس کے نیچے ہاتھ کا وہ حصہ جو اس کے نیچے ہے' کیا خشک رہ جائے گا؟

یعنی پانی اس تک نہیں پہنچے گا؟ اگر پانی پہنچ سکتا ہے تو اس کو اتارنے کی ضرورت نہیں' ورنہ اتارنا ضروری ہے۔ (عالمگیری ج 1 ص 4 کتاب الطهارة' الفصل الاول فرائض الوضوء)

دانت میں چاندی بھری ہونے پر غسل اور وضو

سوال:...... زید نے اپنی داڑھ چاندی سے بھروائی ہے' کیا اس طرح اس کا غسل اور وضو ہو جاتا ہے جبکہ پانی اندر تک نہیں جاتا؟

جواب:...... غسل اور وضو ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری ج 1 ص 13 الباب الثانی فی

الغسل)(رد المحتار ج 1 ص 153 مطلب فی ابحاث الغسل) (الدرالمختار ج 1 ص154مطلب فی ابحاث الغسل)

مصنوعی دانت کے ساتھ وضو

سوال:...... مصنوعی دانت لگا کر وضو ہو جاتا ہے یا ان کا اتارنا ضروری ہے؟

جواب:...... نکالنے کی ضرورت نہیں' ان کے ساتھ وضو درست ہے۔

(عالمگیری ج 1 ص 6 کتاب الطهارة)

کنٹیکٹ لینس لگوانے کی صورت میں وضو کا حکم

سوال:...... آج کل نظر کی عینک کے بجائے ''کنٹیکٹ لینسز'' کا استعمال بہت عام ہو رہا ہے۔ کنٹیکٹ لینسز آنکھ کے اندر (گول کالے والے حصے کے اوپر لگایا جاتا ہے۔ یہ پلاسٹک کی گول شکل میں ہے اور آنکھ کے اس حصے کو ڈھانپ لیتا ہے اور پھر اس کو لگانے کے بعد نظر کی عینک کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہ ٹرانسپیرنٹ یعنی شفاف بھی ہوتا ہے' اور مختلف رنگوں میں بھی دستیاب ہیں۔ پوچھنا یہ ہے مولانا صاحب! کہ کیا لینسز کی آنکھ میں موجودگی کے دوران اگر نماز کے لیے وضو کیا جائے تو کیا وہ درست ہوگا؟ (لینسز پہننے کے بعد منہ دھویا جاسکتا ہے' اگر آنکھ کے اندر پانی بھی چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہوتا' یہ بات ڈاکٹرز کہتے ہیں)۔ براہ مہربانی آپ اسلامی نقطہ نظر اور وضو کے قواعد وضوابط کے مطابق بتائیں کہ آیا وضو درست ہو جاتا ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ روزے میں اس کے لگانے سے کوئی قباحت تو نہیں؟ روزے کے ٹوٹنے یا مکروہ ہونے کا کوئی ہلکا سا بھی احتمال تو نہیں؟

جواب:...... اس سے وضو اور غسل پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور روزے میں بھی کوئی کراہت لازم نہیں آتی۔

کیا مصنوعی دانت اور ناخن پالش کے ساتھ غسل صحیح ہے؟

سوال:...... کسی مسلمان مرد یا عورت کے سونے کے دانت یا ناخن پالش لگانے کی

صورت میں غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب:...... مصنوعی دانتوں کے ساتھ غسل ہو جاتا ہے' ان کو اتارنے کی ضرورت نہیں' (درمختار مع رد المحتار ج 1 ص152 تا 154 مطلب فی ابحاث الغسل ' وکذافی الفتاوی العالمگیریۃ ج 1 ص 31 فرائض غسل' طبع رشیدیہ) ناخن پالش لگی ہوئی ہو تو غسل نہیں ہوتا' جب تک اسے اتار نہ دیا جائے۔ (در مع الرد ج1ص 154' ابحاث الغسل)

غلط ڈاکٹر سرٹیفکیٹ بنانا جائز نہیں

سوال: میں پیشے کے لحاظ سے ڈاکٹر ہوں' ایک مسئلہ جس سے عموماً سابقہ پیش آتا ہے وہ یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کسی بھی ذاتی وجہ سے اپنے دفتر سے چھٹی کرنے کے بعد اپنے آفس میں پیش کرنے کے لیے میڈیکل سرٹیفکیٹ بنوانے کے لیے آتے ہیں' یعنی عموماً ان کی چھٹی کرنے کی وجہ کچھ اور ہوتی ہے لیکن وہ اپنے آپ کو بیمار ظاہر کر کے اس عرصے کیلئے میڈیکل سرٹیفکیٹ بنواتے ہیں' آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا بلا غرض یعنی بلا معاوضہ انہیں ایسا سرٹیفکیٹ بنا کر دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کا کچھ معاوضہ بھی طلب کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: غلط سرٹیفکیٹ دینا جائز نہیں' نہ بلا معاوضہ' نہ معاوضے کے ساتھ۔ (جواہر الفقہ' تفصیل الکلام فی مسئلۃ الاعانۃ علی الحرام ج 2 ص 453)

جعلی سرٹیفکیٹ کے ذریعے حاصل شدہ ملازمت کا شرعی حکم

سوال:...... ایک شخص کسی نہ کسی طرح ایک تجربے کا سرٹیفکیٹ بنوا کر باہر ملک جا کر کام کرتا ہے' حقیقت میں اس پوسٹ پر اس نے کام نہیں کیا لیکن اپنے آپ کو اس پوسٹ کا اہل کہتا ہے' قانون کی نظروں میں تو وہ مجرم ہے' لیکن شریعت اور اسلامی اصولوں پر اگر اس شخص کی کمائی کو پرکھیں تو وہ کمائی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس منصب پر اسے مقرر کیا گیا ہے' اگر وہ اس کام کی پوری صلاحیت رکھتا ہے اور کام بھی پوری دیانت داری سے کرتا ہے تو اس کی کمائی حلال ہے' البتہ وہ جھوٹ اور غلط

کاری کا مرتکب ہے۔ اور اگر اس کام کا اہل نہیں یا اہل ہے مگر کام دیانت داری سے نہیں کرتا تو کمائی حلال نہیں۔ (کذافی احسن الفتاویٰ ج 198 متفرقات الحظر و الاباحۃ)

میڈیکل انشورنس کی ایک جائز صورت

سوال:...... میڈیکل انشورنس یہاں پر کچھ اس طرح سے شروع ہوئی کہ کسی آفس کے چند لوگ باری باری بیمار ہوئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی مالی حالت ابتر ہوگئی۔ اس کے بعد ایک شخص اتنا بیمار ہوا کہ اس کے پاس علاج کے پیسے بھی نہ تھے' اس پر اس کے قریبی دوست واحباب نے کچھ رقم جمع کی جس کی وجہ سے اس کا علاج ہوسکا۔ اس طرح سے اس کے دوست واحباب نے جو کہ ساتھ ملازم تھے' باقاعدہ ایک فنڈ قائم کیا کہ ہر شخص ہر تنخواہ پر چند روپے فنڈ میں جمع کروائے اور پھر بوقت ضرورت ہر ممبر کے علاج کے موقع پر اسے مالی امداد مہیا کرے اس سے ممبر لوگوں کو بیماری کے وقت علاج کے لیے فنڈ سے پیسے مل جاتے تھے۔ اس طرح رفتہ رفتہ باہر کے لوگ بھی اس فنڈ میں پیسے جمع کروانے لگے' اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھانے لگے' اور آج پورے امریکہ میں یہ رواج یا انشورنس عام ہے' اور بڑے بڑے لوگ بغیر تنخواہ کے اس کاروبار کو چلا رہے ہیں۔ یہ ہے میڈیکل انشورنس' تجارتی طور پر کوئی اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا۔ اگر فنڈ میں سے زیادہ بیمار ممبروں پر صرف ہوتا ہے تو تمام ممبروں کے لیے فیس بڑھا دیتے ہیں اور اگر کم ہوتا ہے تو فیس کم کردیتے ہیں' اگر یہ صورت ناجائز ہے تو اس کا بدل کیا ہوسکتا ہے؟

جواب:...... میڈیکل انشورنس کی جو تفصیل سوال میں بیان کی گئی ہے' چونکہ اس کے کسی مرحلے میں سود یا قمار نہیں' اور بھی کوئی چیز خلاف شریعت نہیں' اس لیے امدادِ باہمی کی یہ صورت بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے۔ علمائے کرام کی طرف سے انشورنس اور امدادِ باہمی کی جو جائز صورتیں مختلف مواقع پر تجویز کی گئی ہیں' ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمان ملکوں میں اس طرف توجہ نہ دی گئی۔ کاش! ان کو بھی توفیق ہو کہ وہ انشورنس کی رائج الوقت حرام صورتوں کو چھوڑ کر جائز صورتیں اختیار کرلیں' واللہ اعلم!

عورت کو مرد ڈاکٹر سے پوشیدہ جگہوں کا علاج کروانا

سوال: میرے دوست کی بیوی جنسی علاج کی غرض سے سول ہسپتال گئی' وہاں پر اس نے دیکھا کہ مرد ڈاکٹر عورتوں کو برہنہ کر کے ان کا چیک اپ کرتے ہیں' جب اس عورت کو مرد ڈاکٹر نے برہنہ ہونے کو کہا تو اس نے اپنا علاج کرانے سے انکار کر دیا اور وہ گھر چلی آئی یہ عورت ابھی تک اس جنسی مرض میں مبتلا ہے۔ کیا شریعت میں اس بات کی گنجائش ہے کہ کوئی مرد علاج کی غرض سے کسی مسلمان خاتون کے پوشیدہ حصے کو اپنے ہاتھوں سے چھوئے؟ اگر نہیں تو آپ خود بتایئے کہ مسلمان خواتین کس طرح اپنے مذہب کے بتائے ہوئے اصولوں پر زندگی گزاریں؟ جبکہ علاج کرانا بھی ضروری ہو' جبکہ آج کل سرکاری زچہ خانوں میں سارے کام مرد ڈاکٹر کرتے ہیں اور شریعت میں تو پردے کی اتنی اہمیت ہے کہ عورت کا ناخن تک کوئی غیر مرد نہیں دیکھ سکتا۔ مولوی صاحب! میرا مقصد صرف مسئلہ معلوم کرنا نہیں' بلکہ آپ عالم دین کا یہ فرض ہے کہ آپ اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کو روکیں' ورنہ مستقبل میں ہمارے ملک میں ایسا حال ہوگا جیسا کہ آج کل یورپ کا ہے۔

جواب: ...... مسئلہ تو آپ نہیں پوچھنا چاہتے' اور اس بڑھتی ہوئی بے غیرتی کا انسداد میرے' آپ کے بس کا نہیں۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ خواتین کی اس بے حرمتی کا فوری انسداد کرے۔ شرم و حیا ہی انسانیت کا جوہر ہے' یہ نہ ہو تو انسان' انسان نہیں بلکہ آدمی نما جانور ہے' بدقسمتی سے یہ جدید تہذیب میں شرم و حیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صرف یورپ میں ہی نہیں بلکہ کراچی میں بھی عورتیں سر برہنہ بازاروں میں گشت کرتی ہیں' دفتروں میں اجنبی مردوں کے برابر بیٹھتی اور بے تکلفی میں ان سے ہاتھ ملاتی ہیں' درزیوں کو کپڑوں کا ناپ دیتی ہیں' ان سے اپنے بدن کی پیمائش کراتی ہیں اور یہ سب کچھ ترقی کے نام پر ہو رہا ہے جس معاشرے میں نہ اسلامی احکام کا لحاظ ہو' نہ خدا اور رسول سے شرم ہو' نہ عورتوں کو مردوں سے شرم ہو' نہ انہیں اپنی نسوانیت کا احساس ہو' وہاں اگر دائی جنائی کا کام بھی مردوں کے سپرد کر دیا جائے تو تہذیب جدید کے فلسفے کے عین مطابق ہے! یہی وجہ ہے کہ ہمارے بڑے گھرانوں کی بیگمات کو اس سانحے کا علم ہے'

نگران کی طرف سے کبھی اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی جہاں تک ناگزیر حالات میں اجنبی مرد سے علاج کرانے کا تعلق ہے' شریعت نے اس کی اجازت دی ہے' مگر اس کے ساتھ اس کے حدود بھی متعین کیے ہیں۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار ج: 6 ص: 371' کتاب الحظر والاباحۃ' فصل فی النظر والمس)

کیا بیمار مرد کی تیمارداری عورت کرسکتی ہے؟

سوال:...... میں مقامی بڑے ہسپتال میں بطور نرس کام کرتی ہوں اور یہی میرا ذریعہ معاش ہے' اور کوئی کفالت کرنے والا بھی نہیں' قرآن اور سنت کی روشنی میں بتائیں کہ ہم مسلمان لڑکیوں کو اس پیشے سے وابستگی رکھنی چاہئے؟ معاشرے میں لوگ مختلف خیال رکھتے ہیں' جبکہ ہم انسانیت کی خدمت کرتے ہیں' جہاں ماں باپ' عزیز رشتہ دار بھی پیچھے ہٹ جاتے ہیں' ہمارے ہاتھوں میں کئی لاوارث دم توڑتے ہیں' جن کو کوئی کلمہ پڑھانے والا نہیں ہوتا اور کئی لاوارث دعائیں دیتے ہیں کہ ہمیں شفاء اللہ نے دی' اس کے بعد آپ لوگوں کی دیکھ بھال' تیمارداری ہے۔ دماغ عجیب الجھن میں پڑا رہتا ہے' اس کا حل بتائیں' ہم نرسوں کا اسلام میں کیا مقام ہے؟ ہمیں یہ پیشہ اختیار رکھنا چاہیے یا ترک کردیں؟ اور بہنوں کو روکیں یا ترغیب دیں؟

جواب:...... بیمار کی تیمارداری تو بہت اچھی بات ہے' لیکن نامحرم مردوں سے بے حجابی اس سے بڑھ کر وبال ہے۔ عورتوں کے ذمہ خواتین کی تیمارداری کا کام ہونا چاہئے' مردوں کی تیمارداری کی خدمت عورتوں کے ذمہ صحیح نہیں۔ (عالمگیری ج: 5 ص: 327 کتاب الکراھیۃ' الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیہ)

لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہیے؟

سوال:...... میں ڈاکٹر ہوں' کیا میں اس طرح پردہ کرسکتی ہوں کہ گھر سے باہر تو چادر اس طرح اوڑھوں کہ پورا چہرہ ڈھک جائے اور مریضوں کے سامنے یا ہسپتال میں اس طرح کہ بال وغیرہ سب ڈھکے رہیں اور صرف چہرہ کھلا رہے؟

جواب:......کوئی ایسی نقاب پہن لی جائے کہ نامحرموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔(تفسیر مظہری ج:7ص:374)(الدر المختار مع الرد ج:1ص:402'باب شروط الصلاۃ)

کیا لڑکی کا ڈاکٹر بننا ضروری ہے؟

سوال: آپ نے اپنی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" میں ایک خاتون کے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ عورتوں کا ڈاکٹر بننا ضروری نہیں۔ میں اس مسئلے پر اختلاف بالکل نہیں کر رہی' آپ علم والے بندے ہیں' یقیناً بہتر جانتے ہیں' مگر میں اس کی ذرا تفصیل جاننا چاہوں گی' اس لیے نہیں کہ میں خود ڈاکٹر ہوں' بلکہ اس لیے کہ میری بچیاں ہیں اور ان کے تعلیم و تربیت کے نقطۂ نگاہ سے یہ سوال کر رہی ہوں۔

جواب: آج کل لڑکیوں کو ڈاکٹر بننے کیلئے بے پردہ ہونا پڑتا ہے' مردوں کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے' اور بہت سی قباحتیں ایسی ہیں جو شرعاً ناجائز ہیں' اس لیے میں نے لکھا تھا کہ ان کا ڈاکٹر بننا صحیح نہیں۔ اگر مخلوط تعلیم کے بغیر ڈاکٹری تعلیم ممکن ہو تو اس صورت میں شرعاً اجازت ہے۔

میڈیکل اور انجینئرنگ کالج میں تعلیم حاصل کرنا جبکہ ان میں مخلوط تعلیم ہو

سوال: میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز میں مخلوط تعلیم کا رواج ہے' کیا شرعاً ان اداروں میں تعلیم حاصل کرنا جائز ہے؟ جبکہ جتنے بھی میڈیکل' انجینئرنگ کالج اور یونیورسٹیاں ہیں وہاں مخلوط تعلیم ہی دی جاتی ہے' اگر جائز نہیں تو ڈاکٹر' انجینئر وغیرہ کیسے بنیں گے؟ واضح رہے کہ علماء و مشائخ بھی ڈاکٹر اور انجینئروں وغیرہ سے بوقت ضرورت فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ ایک صاحب اس تعلیم کے خلاف بہت واویلا کرتے ہیں' لہٰذا تفصیل سے جواب لکھئے۔

جواب: میڈیکل اور انجینئرنگ کالجز وغیرہ میں مخلوط تعلیم کا رواج شرعاً جائز نہیں' سخت گناہ و معصیت ہے۔ ذمہ دار افراد پر اس رواج کو ختم کرنا ضروری ہے۔ تاہم لڑکوں اور مردوں کے لیے ان اداروں میں مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ تعلیم حاصل کرنا درست ہے' یعنی شرعاً گنجائش ہے:

1۔ اس نظام کو بدلنے کی جتنی کوشش کر سکتے ہیں' ضرور بالضرور کریں' خصوصاً دعا

توہر ایک کر سکتا ہے۔

2۔ نامحرم لڑکیوں سے بالکل الگ تھلک رہیں' اگر کوئی از خود رابطہ پیدا کرنا چاہے تو اسے سختی سے منع کر دیں۔

3۔ حفاظت قلب و نظر کا اہتمام کریں' بدنظری سے بچیں۔

4۔ خصوصی استغفار اور دعائے حفاظت کا اہتمام کریں۔

5۔ کسی صاحب دل بزرگ کی مجلس میں جانے کا معمول بنائیں تا کہ صحبت نیکاں کے فوائد حاصل ہوں۔

6۔ کثرت استغفار سے کام لیں۔

اگر ان شرائط پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ کافی فوائد حاصل ہوں گے۔ جو صاحب موجود اداروں میں مخلوط تعلیم کو لڑکوں کے لیے بھی مطلقاً ناجائز کہہ رہے ہیں' ان کا عمل درست نہیں ہے' اس طرح لوگوں میں یہ تاثر پیدا ہوگا کہ دین دار بننے کے بعد ڈاکٹر وانجینئر وغیرہ بننا جائز نہیں رہے گا' لہٰذا لوگ دین ہی سے بیزار ہیں...... نعوذ باللہ!...... الغرض بے پردہ و مغرب زدہ لڑکیوں اور بے حس افسروں کی غلطی کی سزا دین دار طلبہ کو دینا کسی طرح بھی درست نہیں۔ راقم الحروف ایسے دین دار طلبہ کو جانتا ہے جو ان اداروں میں بھی مذکورہ شرائط کے ساتھ تعلیم حاصل کر کے ہر طرح کے گناہ و ابتلا سے محفوظ رہے ہیں۔

آخر میں' میں ذمہ دار افراد سے اپیل کروں گا کہ وہ اس مخلوط تعلیمی نظام کو ختم کرنے کی کوشش کریں' ورنہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب و عذاب سے بچ نہیں سکتے......!

کیا ناقابل علاج مریض کو مار دینا چاہیے؟

سوال:...... میں آپ کی توجہ روز نامہ ''جنگ'' کی 6 نومبر کی اشاعت میں شامل اس خبر کی طرف کروانا چاہتا ہوں جس کا عنوان یہ تھا: ''کیا ناقابل علاج مریضوں کو مار دینا چاہیے؟'' آپ برائے مہربانی اس کا مطالعہ فرما کر میرے ان سوالوں کا جواب قرآن و سنت کی روشنی میں بتا دیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ عرش عظیم کے بزرگ و برتر مالک

نے ایسے حالات کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

1۔ کیا واقعی ایسے حالات میں ان ناقابل علاج مریضوں کو مار دینا چاہیے؟

2۔ کیا ایسے مریض جیسے اس میں بیس سالہ ڈیبی کی کہانی درج ہے کہ وہ کس قدر اذیت ناک زندگی گزار رہی تھی' ایسی زندگی جس سے موت ہزار درجہ بہتر تھی' وہ اس معاشرے پر ایک بوجھ تھی' معاشرے کو اس کی اور اس کو معاشرے کی کوئی ضرورت نہ تھی' کیا ایسے حالات میں اس کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی زندگی کا خاتمہ اپنی مرضی سے کرے' تاکہ اس اذیت ناک زندگی سے چھٹکارا پا سکے؟

جواب: جو لوگ آخرت پر اور آخرت کی جزا و سزا پر ایمان نہیں رکھتے' وہ تو جو چاہیں کریں' لیکن جن لوگوں کا ایمان ہے کہ اس زندگی کے بعد بھی ایک زندگی ہے' جس میں جزا و سزا ہوگی' وہ اسکی اجازت نہیں دینگے۔ اسلام میں کسی بھی حالت میں نہ کسی کو مارنے کی اور نہ خودکشی کی اجازت ہے۔ (درمختار ج:2 ص:211' باب صلاۃ الجنازۃ) (مشکوۃ ص 17 باب الکبائر الفصل الاول)

عملیات سے علاج کروانا

سوال: ...... بیماری کی صورت میں اگر ڈاکٹری علاج سے فائدہ نہ ہو' تو عامل' مولانا وغیرہ سے علاج کروانا درست ہے یا گناہ ہے؟

جواب: ...... جو علاج جانتا ہو' اس سے علاج کرانا جائز ہے۔ (شامی ج 6 ص 363' کتاب الحظر و الاباحۃ' فصل فی اللبس)

مرگی کے علاج کیلئے بھیڑیے کا ناخن اور کونج کا معدہ استعمال کرنا

سوال: مولانا صاحب! آپ کی خدمت میں ایک عدد خط مورخہ 12-11-1992 کو بھیجا' جس میں' میں نے اپنے مرگی کے مرض کے بارے میں آپ کو آگاہ فرمایا کہ میرا یہ مرض کب اور کیسے اور کس وقت مجھے لاحق ہوا' جس کی مکمل تفصیل سے آپ جیسے گراں قدر ہستی کو آگاہ کیا' اور ساتھ کسی بزرگ کے بتائے ہوئے چند نسخے یعنی چیزیں (گیدڑ سنگھ' بھیڑیا کا ناخن' کونج کا معدہ) بطور دوا برائے علاج مرگی کے لیے استعمال کرنے کے

مشورے آپ سے طلب فرمائے تھے کہ آیا ہم ان اشیاء نسخوں کو استعمال کر سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ اور ہمارا دین اسلام ہمیں ان کی اجازت دیتا ہے یا کہ نہیں؟ مگر اب تک آپ کی طرف سے مجھے کوئی مشورہ اجازت نامہ وغیرہ موصول نہیں ہوا' نہ جانے کیا بات ہے؟

جواب: مجھے پہلا خط نہیں ملا۔ اگر نسخے میں کوئی ناپاک چیز نہ ہو تو استعمال کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ اور اگر ناپاک چیز شامل ہو اور ماہر طبیب یہ بتائے کہ اس بیماری کا علاج اس کے سوا نہیں' تو استعمال کر سکتے ہیں' ورنہ نہیں۔ بھیڑیے کا ناخن اور کونج کا معدہ استعمال کر سکتے ہیں۔

(شامی ج6 ص228 کتاب الحظر و الاباحۃ' مطلب فی التداوی بالمحرم' طبع ایچ ایم سعید) واللہ اعلم!

"ٹیسٹ ٹیوب بے بی" کا شرعی حکم

سوال: ...... میں شادی شدہ مگر بے اولاد ہوں' یہاں کے ہسپتال والوں کا کہنا ہے کہ شوہر کا جرثومہ اتنا کمزور ہے کہ خود انڈے تک نہیں پہنچ سکتا اور دواؤں سے بہتری بھی ممکن نہیں' اس لیے ٹیسٹ ٹیوب بے بی کروالیا جائے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ عورت کا انڈہ پیٹ کے ایک معمولی آپریشن کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے' اور مرد کا جرثومہ استمنا بالید کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے' پھر ان دونوں کو مصنوعی طریقے سے ملا کر عورت کی فرج کے راستے اس کے اندر رکھ دیا جاتا ہے' اور یہ سارا کام مرد ڈاکٹر کرتے ہیں' جس کے لیے اس کے سامنے اپنی انتہائی پوشیدہ جگہ بھی کھولنی پڑتی ہے۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل سوال ذہنوں میں آتے ہیں:

1۔ اگر جان کو خطرہ لاحق ہو جائے تو جان بچانے کے لیے نامحرم سے علاج کروایا جا سکتا ہے لیکن ایسی صورت میں جبکہ جان کو کوئی خطرہ نہیں' محض اولاد حاصل کرنے کے لیے کیا ڈاکٹر کے سامنے اپنی انتہائی پوشیدہ جگہ کو کھولا جا سکتا ہے؟

2۔ شرعاً ایسے بچے کی پیدائش کیسی ہے' جس کی ابتداء ایک ناپسندیدہ عمل یعنی استمنا بالید سے ہوگی؟ جبکہ نطفہ اور انڈہ شرعی میاں بیوی ہی کا ہے۔

جواب: ...... میری بہن! اولاد ایک نعمت ہے' اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو ہو جائے گی' اور اگر اللہ کو منظور نہ ہو' تو غلط طریقے سے اولاد حاصل کرنے کے بعد بھی اس کی کیا ضمانت

ہے کہ اولاد زندہ رہے گی؟ اس کام کے لیے نامحرم ڈاکٹر کے سامنے ستر کھولنا اور یہ عمل کروانا' مجھے تو اس کا نام سن کر تے آتی ہے' واللہ اعلم!

خواب آور گولیاں استعمال کرنا

سوال:...... خواب آور گولیاں ڈاکٹر کے مشورے یا نیند لانے کی خاطر استعمال کرنا' نشے میں شامل ہے؟

جواب:...... علاج کے لیے جائز ہے۔ (دیکھئے کفایۃ المفتی ج 7 ص 150)

سوال:...... اگر دوائی میں الکحل شامل ہو تو ایسی دوائی کا استعمال ممنوع ہوگا' چاہے وہ دوائی زخم پر لگانے کی ہو یا پینے کی؟

جواب:...... الکحل کی کئی قسمیں ہیں' جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ یہ ناپاک ہے' اس کے عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیں گے' لیکن پرہیز کرنا بہتر ہے۔

الکحل ملی اشیاء کا استعمال

سوال: بعض ادویات' مغربی خوشبویات جس میں الکحل شامل ہوتی ہے' بلا تحقیق کے استعمال جائز ہے کہ اس میں شامل الکحل پاک ہے یا ناپاک؟

جواب:...... اس الکحل کے ناپاک ہونے کا یقین نہیں' اس لیے استعمال کی گنجائش ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج 4 ص 210' احسن الفتاویٰ ج 8 ص 486 الیقین لا یزول بالشک۔ (الاشباہ والنظائر ج 1 ص 84' القاعدہ الثالثۃ' الفن الاول طبع ادارۃ القرآن)

دوائی میں شراب ملانا

سوال:...... کیا دوائی میں شراب ملانا جائز ہے؟

جواب:...... دوائی میں شراب ملانا جائز نہیں' (الدر المختار ج 6 ص 448 کتاب الاشربۃ) البتہ اگر بیماری ایسی ہو کہ اطباء کے نزدیک اس کا علاج شراب کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا تو جس طرح جان بچانے کے لیے مردار کھانے کی اجازت ہے' اس طرح اس

کی بھی ہوگی۔ (رد المحتار ج 6 ص 228باب مطلب فی التداوی بالمحرم) (شامی ج210مطلب فی التداوی بالمحرم)

(یہاں تک کے مسائل کتاب ''آپکے مسائل اوران کا حل جلد 8-7-3 سے لئے گئے ہیں)

نس بندی کیے ہوئے شخص کی امامت

نس بندی کے باوجود آدمی مرد ہی باقی رہتا ہے۔عورت یا مخنث کے حکم میں نہیں ہوجاتا۔اس لیے امامت کے مسئلہ میں بھی اس کے احکام مردوں کے ہیں۔اس کی امامت درست اور جائز ہے۔اگراس کی نس بندی جبراً کی گئی ہے تواب تواس کا قصور بھی نہیں اوراگر اس نے ازخود برضاورغبت کی ہوتو موجب فسق ہے۔توبہ اور ندامت کے بعد کراہت ختم ہو جائے گی جب تک تائب نہ ہو چونکہ نس بندی ناجائز اور خلق اللہ میں تبدیلی ہے۔اس لیے فاسق ہونے کے باعث اس کی امامت مکروہ ہوگی۔(جدید فقہی مسائل جلد اول ص ۹۳)

حسن کے لیے اعضاء کی سرجری

اسلام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جسم اللہ کی امانت اوراس کا پیکر اللہ کی تخلیق کا مظہر ہے۔جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر کوئی خودساختہ تبدیلی درست نہیں۔اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی طور پر بال لگانے خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے کوناجائز' قابل لعنت اوراللہ کی خلقت میں تغیر قرار دیا ہے۔اس لیے ظاہر ہے کہ محض زینت اور فیشن کی غرض سے اس قسم کا کوئی آپریشن اور جسم میں کوئی تغیر قطعاً درست نہ ہوگا جیسا کہ آج کل ناک' پستان وغیرہ کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے۔

''لعن الله الواشمات المستوشمات والمتنمصات''(بخاری کتاب اللباس' باب المستوشمه)

ترجمہ:''اللہ کی لعنت ہو گوندنے اور گوندوانے والی اور بالوں کو اکھاڑنے والیوں پر۔''

نیز حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
(نیز ملاحظہ ہو مسند احمد 4/35۔134 و 415/1)
"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دانتوں کو نوک دار بنانے سے منع فرمایا۔"
دانتوں کے درمیان تھوڑے فصل کو حسن سمجھا جاتا ہے۔
اسلام سے پہلے خواتین مصنوعی طور پر ایسا کیا کرتی تھیں، اس کی ممانعت کی گئی۔ روایت میں ہے۔

"لعن المتفلجات للحسن المغیرات خلق الله." (مسلم عن عبدالله 205/2 باب تحریم فعل الواصلة الخ)

ترجمہ: حسن و جمال کے لیے دانتوں کے درمیان مصنوعی فصل پیدا کرنے والی خدا کی تخلیق میں تغیر پیدا کرنے والی عورتوں پر لعنت ہو۔"
ہاں اگر عام فطرت کے خلاف کوئی عضو زیادہ ہو گیا۔
مثلاً پانچ کی بجائے چھ انگلیاں ہو گئیں تو آپریشن کے ذریعہ ان کو علیحدہ کیا جا سکتا ہے:

"اذا أراد الرجل أن یقطع اصبعاً زائدة أوشیئاً أخر...... ان کان الغالب علی من قطع مثل ذالک الهلاک فانه لایفعل وان کان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذالک" (الفتاویٰ الهندیه 360/5)

ترجمہ: "جب آدمی زائد انگلی یا کسی دوسری چیز کو کاٹ دینا چاہے تو اگر غالب امکان اس کے کاٹنے کی وجہ سے ہلاکت کا ہو تو ایسا نہ کرے اور اگر غالب امکان بچ جانے کا ہو تو اس کی گنجائش ہے۔" (جدید فقہی مسائل جلد اول ص ۲۰۸)

ایکسرے

ایکسرے جو جسم کے اندرونی حصہ کی تصویر ہوتی ہے اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے شریعت میں جس تصویر سے منع کیا گیا ہے اس سے مراد وہ تصویریں ہیں جن میں صاحب تصویر کی شناخت ہو جائے یہی وجہ ہے کہ ایسی تصویروں کی جن میں سر اور چہرے کی صورت محفوظ نہ رہے۔ ممانعت نہیں ہے (ابو داؤد عن ابی هریره رضی الله عنه

73/2باب لاتدخل الملائكة بيتافيه صورةاو كلب . ترمذی 108/2باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة او كلب)...... ظاہر ہے ایکسرے کی تصویر کا تعلق چوں کہ جسم کے اندرونی حصہ سے ہوتا ہے اس لیے وہ قابل شناخت نہیں رہتی دوسرے وہ ایک طبی ضرورت بھی ہے اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔(جدید فقہی مسائل جلد اول ص ۲۱۶)

خون چڑھانا

ایک انسان کا خون طبی ضرورت کی بناء پر دوسرے انسان کے جسم میں چڑھانا اصلاً ناجائز ہے اور فقہاء احناف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا اصل فتویٰ تو یہی ہے کہ جو چیزیں ناجائز اور حرام ہوں' ان سے علاج درست نہیں۔ پھر خون کے حرام ہونے کے لیے دو اسباب جمع ہوگئے ہیں۔ایک تو وہ ناپاک اور نجس ہے' دوسرے انسان کا جزو ہے جس سے فائدہ اٹھانا انسانیت کے احترام کے منافی ہے۔مگر چوں کہ اکثر فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے ضرورت کی بناء پر ازراہ علاج حرام اشیاء کے استعمال کو بھی درست قرار دیا ہے اور قرآن وحدیث کی بھی بعض تصریحات سے اجازت دی تھی۔(بخاری 848/2عن انس رضی الله تعالیٰ عنه باب الدواء بابوال الابل)......حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی ناک بنانے کا حکم دیا جو مردوں کے لیے حرام ہے اور اس کی شدید ممانعت مروی ہے (ترمذی 306/1 عن عبدالرحمان بن عرفجة باب ماجاء فی شد الاسنان بالذهب' نسائی عن عبدالرحمن بن عرفجه رضی الله تعالیٰ عنه 285/2 باب ماجاء من اصیب انفهٗ هل یتخذ انفا عن ذهب)......اور اضطرار ومجبوری کی حالت میں قرآن نے جان بچانے کی خاطر مردار اور سور کا گوشت کھانے کی اجازت دی ہے جس کا حرام ہونا صریح اور قطعی ہے (البقرة73 المائدہ3)......اور علاج کا بھی یہی مقصود ہے اس لیے بعد کو چل کر فقہاء احناف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے بھی حرام اشیاء سے علاج (تداوی بالحرام) کی اجازت دے دی ہے۔فقہاء متاخرین کی کتابوں میں اس کی بہت ساری نظیریں موجود ہیں۔
بالخصوص خون کے سلسلہ میں تو فقہاء کی صراحت موجود ہے۔چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ

"یجوز للعلیل شرب الدم والبول واکل المیتة للتداوی اذا اخبره طبیب مسلم أن شفائه فیه ولم یجد من المباح مایقوم مقامه وان قال الطبیب یتعجل شفاک فیه وجهان."(الفتاویٰ الھندیه 355/5)

ترجمہ: ''بیمار کو ازراہِ علاج مردار کھلانا اور خون و پیشاب پلانا جائز ہے بشرطیکہ کوئی مسلمان طبیب اطلاع دے کہ اس میں شفاء ہے اور وہ کوئی دوسری مباح چیز نہ پائے جو اس کے قائم مقام ہو...... اگر اس کی متبادل دوا تو موجود ہو لیکن طبیب کہے کہ اس میں جلد شفاء ہوگی تو اس میں دو رائیں ہیں، یعنی بعض نے جائز اور بعض نے ناجائز قرار دیا ہے۔''

لیکن اس مسئلہ کا دوسرا پہلو بھی غور طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا انسان کا خون اس مقصد کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے یا یہ کہ صرف دوسرے حیوانوں کے خون کے لیے یہ حکم خاص ہے۔ اس سلسلہ میں عام فقہی اصول تو یہی ہے کہ انسان کے جزو سے فائدہ اٹھانا درست نہیں ہے اور خون بھی انسان کا ایک جزو ہے لیکن کتب فقہ کی بعض تصریحات سے اندازہ ہوتا ہے کہ علاجاً بعض صورتوں میں اس کی اجازت ہے، مثلاً:

"ولا باس بان یسعط الرجل بلبن المرأة بشربه للدواء"(حوالہ سابق)

ترجمہ: ''اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ازراہ علاج آدمی کی ناک میں عورت کا دودھ ڈالا یا پلایا جائے۔''

دودھ خون کی قریبی نظیر ہے، لہٰذا ازراہ علاج ایک انسان کا خون دوسرے انسان کے جسم میں ڈالا جاسکتا ہے البتہ اس کے لیے درج ذیل شرطیں ہوں گی۔

1۔ خون کے علاوہ کوئی دوسری متبادل دوا نہ ہو جس سے مریض کی جان بچ سکے یا صحت یاب ہو سکے۔

2۔ کوئی ماہر طبیب خون کے استعمال کو ناگزیر قرار دے دے۔

3۔ محض قوت یا جسمانی حسن میں اضافہ مقصود نہ ہو کہ یہ ضرورت کے درجہ کی چیز نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کوئی ایسی دوا موجود ہے جس کے استعمال سے صحت کا امکان تو ہو مگر اس میں تاخیر کا اندیشہ ہو، اس صورت میں بھی بہتر ہے کہ خون کے استعمال سے

بچا جائے۔ کیوں کہ ایسی صورت میں حرام چیزوں سے علاج کے جائز ہونے اور نہ ہونے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ (حوالہ بالا)

الکحل

''الکحل'' آج کی زندگی کے لوازم میں ہوگیا ہے' ہومیو پیتھک دوائیں عام طور پر الکحل سے بنتی ہیں۔ ایلو پیتھک کی بھی بہت سی دواؤں میں الکحل شامل ہوتا ہے۔ عطریات اور بعض دوسرے فوائد کے حامل ''اسپرے'' میں بھی الکحل ڈالی جاتی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ الکحل بنیادی طور پر نشہ آور شئی ہے' بلکہ نشہ کی کیفیت اتنی شدید ہوتی ہے کہ اگر غیر متوازن مقدار میں اس کا استعمال کرلیا جائے تو ہلاکت کا قوی امکان ہے۔

اکثر فقہاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک تمام ہی نشہ آور چیزیں شراب یعنی ''خمر'' کا مصداق ہیں' یہی رائے فقہاء حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم میں امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے اور یہی دلائل کے اعتبار سے زیادہ قوی نقطہ نظر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اس رائے کے مطابق کوئی بھی نشہ آور شئی کم ہو یا زیادہ حرام بھی ہے اور نجاست غلیظہ بھی' نہ اس کا پینا درست ہے اور نہ خارجی استعمال لیکن امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار قسم کی شراب ''خمر کا مصداق ہیں۔ انگور کی کچی یا پکائی ہوئی شراب اور کھجور یا منقا کی شراب' یہ تو مطلق حرام ہے اور ان کا خارجی استعمال بھی جائز نہیں' لیکن ان کے علاوہ دوسری چیزوں کی شراب اس وقت حرام ہے جب اتنی مقدار میں پی جائے جو نشہ پیدا کردے' غرض عام فقہاء نے ''خمر'' کی حقیقت میں شراب کے اثر اور نتیجہ کو سامنے رکھا ہے اور ہر نشہ آور چیز کو ''خمر'' قرار دیا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ''خمر'' ہونے میں اصل اس کے اجزاء ہیں کہ وہ کن اجزاء سے مرکب ہے۔

موجودہ دور میں جو ابتلاء کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے' اس کے تحت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رائے سے فائدہ اٹھایا جائے اور الکحل کی حد تک اسی رائے پر فتویٰ دیا جائے۔ اس طرح انگور' کھجور اور منقا کے علاوہ جن نباتات یا کیمیائی اجزاء سے الکحل تیار کیا گیا ہو' اس کی معمولی مقدار (جو نشہ پیدا نہ کر پائے) جائز ہوگی اور ایسے

اسپرے جن میں الکحل کا استعمال کیا گیا ہو نجاست خفیفہ کے حکم میں ہوں گے کہ جس حصہ میں لگایا گیا ہو اگر چوتھائی حصہ سے کم ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔

دواؤں میں الکحل ملی ہوئی ہو تو اس کے استعمال کا جائز ہونا فقہاء کی ان عبارتوں سے بھی ظاہر ہے جن میں از راہ علاج شراب کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے۔

"شرب البنج للتداوی لا بأس به." (خلاصة الفتاوی 204/4)

ترجمہ: "از راہ علاج بھنگ پینے میں کوئی حرج نہیں۔"

"هل یجوز شرب القلیل من الخمر للتداوی اذالم یجد شیئا یقوم مقامه فیه وجهان" (هندیه 355/5)

ترجمہ: "جب شراب کا کوئی متبادل نہ ہو تو کیا تھوڑی سی شراب دوا کے بہ طور پی جا سکتی ہے؟ اس میں فقہاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی دو رائیں ہیں: بعض نے جائز اور بعض نے ناجائز قرار دیا ہے۔" (حوالہ بالا)

مصنوعی اعضاء

مصنوعی اعضاء۔ جیسے آنکھ دانت وغیرہ۔ لگوانے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ اس کا مقصد علاج ہو یا چہرہ کو بدنمائی سے بچانا حضرت عرفجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے چاندی کی ناک بنوائی مگر اس میں بو پیدا ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی ناک بنوانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (ترمذی: 306/1 باب ماجاء فی شد الاسنان بالذهب) اسی بناء پر فقہاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے سونے چاندی کے دانت لگانے یا دانتوں کی بندش میں اس کے تار استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ (بدائع الصنائع 132/5) ظاہر ہے کہ آج کل مصنوعی آنکھ اور دانت میں جو کیمیکل استعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کی بابت تو کوئی ممانعت بھی وارد نہیں ہے اور مردوں کے لیے سونا چاندی کے مطلق استعمال اور عورتوں کے لیے بھی سوائے زیورات کے اس کے استعمال کی ممانعت خود احادیث سے ثابت ہے تو جب باوجود ممانعت کے ان اشیاء کا مصنوعی عضو

جزو بدن بنایا جاسکتا ہے تو کیمیائی اجزاء سے مرکب اعضاء کا ان مقاصد کے لیے استعمال تو بدرجہ اولیٰ جائز و درست ہوگا۔ (حوالہ بالا)

آپریشن

انسان کا جسم اسلام میں ایک قابل احترام چیز ہے اور اس میں بے مقصد کاٹ چھانٹ گناہ ہے، لیکن اگر خود جسم انسانی کی حفاظت اور علاج کے لیے اس کی ضرورت پڑ جائے تو اجازت ہے:

"ولا بأس بقطع العضوان وقعت فيه الأ كلة لئلا تسرى ولا باس بشق المثانة اذا كانت فيها حصاة." (فتاویٰ عالمگیری 356/5)

ترجمہ: "اگر عضو میں سڑن پیدا ہو جائے تو اس کے نشو ونما کو روکنے کے لیے عضو کو کاٹ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور مثانہ میں کنکری ہو تو اس کو چیرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔"

محض حسن و جمال میں اضافہ کے لیے اعضاء کی سرجری درست نہ ہوگی اس لیے کہ یہ کوئی ضرورت نہیں ہے اور اسلام آرائش و زیبائش کے لیے ان تکلفات کی اجازت نہیں دیتا۔ ہاں اگر پیدائشی طور پر کوئی عضو زیادہ ہو گیا ہو اور اس کو الگ کر دینے میں کوئی خطرہ نہ ہو تو آپریشن کے ذریعہ اس کو الگ کیا جاسکتا ہے۔

"اذا أراد الرجل أن يقطع اصبعا زائدة أو شيئا اخران كان الغالب على من قطع مثل ذالک الهلاک فانه لا يفعل وان كان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذالک." (فتاویٰ عالمگیری 114/4)

ترجمہ: "جب آدمی اپنی زائد انگلی یا کوئی دوسرا حصہ کاٹنا چاہے تو اگر اس کی وجہ سے ہلاکت کا غالب اندیشہ ہو تو ایسا نہ کرے اور غالب امید نجات کی ہو تو اس کی گنجائش ہے۔" (حوالہ بالا)

پوسٹ مارٹم

پوسٹ مارٹم بھی اگر کسی ضرورت کے پیش نظر ناگزیر ہو جائے تو جائز ہے مثلاً مقدمہ کی تحقیق کے لیے موت کی وجہ معلوم کرنی ہو، یا کوئی شخص اپنا اندرونی عضو ہبہ کر دے

اور علماء اس کے جواز کا فتویٰ دے دیں اس لیے اس عضو کو نکالنا ہو وغیرہ...... چنانچہ فقہاء نے اس مردہ حاملہ عورت کا پیٹ چاک کرنے کی اجازت دی ہے' جس کے پیٹ کا بچہ ابھی زندہ ہے تاکہ اس طرح اس کو نکالا جاسکے۔(فتح القدیر 102/2)

میڈیکل تعلیم کی غرض سے پوسٹ مارٹم کا جواز قابلِ غور مسئلہ ہے۔ایک طرف یہ ضرورت بھی ہے کہ اس طرح اگر تجرباتی تعلیم نہ دی جائے تو طلبہ کے لیے انسانی جسم کی پیچیدہ ساخت کا سمجھنا مشکل ہو جائے گا اور دوسری طرف اسلام میں مردہ کا جو احترام اور انسانیت کی جو تکریم پیش نظر رکھی گئی ہے وہ اس کی اجازت نہیں دیتی اس لیے اس کے لیے پلاسٹک کے مصنوعی اعضاء اور جسم حیوانوں' مینڈک' بندر' بن مانس وغیرہ کے جسمانی تجزیہ سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

لیکن اگر یہ اس مقصد کے لیے کافی نہ ہو تو انسانی نعشوں کا پوسٹ مارٹم بھی درست ہے۔اس لیے کہ اس ایک نقصان سے بڑا اجتماعی اور قومی مفاد وابستہ ہے اور فقہ کا اصول ہے کہ جہاں دو میں سے کسی ایک نقصان سے دوچار ہونا ناگزیر ہو جائے وہاں اہم تر نقصان سے بچنے کے لیے کمتر نقصان کو گوارا کر لیا جائے گا۔

"لو كان احدهما اعظم ضررا من الآخر فان الاشد يزال بالاخف"

(الاشباہ والنظائر' مع الحموی 123/1) (حوالہ بالا)

دانتوں میں سمنٹ یا چاندی بھروانا

بعض کھوکھلے اور جراثیم خوردہ دانتوں میں سمنٹ اور چاندی وغیرہ بھروائی جاتی ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے چاندی اور سونے کے تاروں سے دانتوں کو باندھنے کی اجازت دی ہے۔

"ويشد الاسنان بالفضة ولا يشدها بالذهب وقال محمد لا باس به"

(خلاصۃ الفتاوی 370/4) یہ اس کے لیے واضح نظیر ہے۔(حوالہ بالا)

موت میں مددگار دوائیں

بیمار اور معذور افراد کو جن کی زندگی کی توقع نہیں جو ایک طرف خود اذیت میں گرفتار ہیں اور دوسری طرف اہل خانہ پر بوجھ ہیں' انہیں اذیت سے نجات دینے یا خاندان کو ان کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ایسی صورت اختیار کرنا کہ وہ جلد مرسکیں جائز ہوگا؟ مثلاً کینسر' طویل سکتہ فالج وغیرہ۔اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔

1۔ایسی دواؤں کا استعمال کرنا جو زندگی کو ختم کردیں۔

2۔زندگی کو طول دینے والی دواؤں اور معالجہ سے پرہیز۔

اسلام کا تصور یہ ہے کہ انسان اپنی اصل کے اعتبار سے کائنات کی کسی شئی کا یہاں تک کہ خود اپنا مالک بھی نہیں ہے' اس لیے جس طرح اس کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ کسی دوسرے کی زندگی کے درپے ہو اور اسے ہلاک کردے یا اس کے جسم کو جزوی نقصان پہنچائے۔اسی طرح یہ بات بھی روا نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کرلے اور کسی شرعی مصلحت کے بغیر اپنے کسی حصہ جسم ہی کو ضرر پہنچائے۔اس کا جسم دراصل اس کے ہاتھوں میں اللہ کی امانت ہے۔جس کی حفاظت اس کا فریضہ ہے اور جس کا استعمال اس کو حکم خداوندی کے مطابق کرنے کی اجازت ہے مگر اس نوعیت کا تصرف کسی طور پر جائز نہیں ہے۔

یہ طرز فکر بجائے خود اس بات کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ ایسی مہلک دواؤں کا استعمال جائز نہ ہوگا۔ چنانچہ روایت میں ہے۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے پہاڑ سے گرا کر اپنے آپ کو ہلاک کر لیا تو وہ دوزخ میں بھی ہمیشہ اسی طرح اپنے آپ کو گراتا رہے گا اور جس نے زہر پی کر اپنی جان دی تو دوزخ میں ہمیشہ اسی طرح پیتا رہے گا اور جس نے کسی دھاری دار ہتھیار سے خودکشی کی تو دوزخ میں بھی خود اپنے ہاتھ سے اپنے پیٹ پر وار کرتا رہے گا۔(بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چاہے قتل کے لیے کسی آلہ حادہ کا استعمال کیا جائے یا آتشیں اسلحہ کا یا کسی مشروب کا ہر ایک خودکشی کے زمرہ میں آئے گا۔اس طرح وہ دوائیں جو

جسم میں داخل ہو کر اعضاء کو کاٹ ڈالتی ہوں ''آلہ حادہ'' میں' کسی خاص عضو کو اپنی حدت سے جلا دیتی ہوں وہ آتشیں اسلحہ میں اور اس طرح کی تکلیف کے بغیر زہر بن کر ہلاک کر دیتی ہوں جیسے انجکشن اور دوائیں وغیرہ...... ''مشروب زہر'' میں شمار ہوں گی اور حرام ہوں گی۔

یہاں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ حدیث میں عام حالات میں خودکشی سے منع کیا گیا ہوگا' لیکن اگر ''شدت اذیت'' کی وجہ سے محض ایک واقعی تکلیف سے بچنے کا ارادہ ہو تو مصلحتاً اس کی اجازت ہوگی۔ مگر دوسری احادیث نے اس مسئلہ کو بھی واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تم سے پہلے کی قوموں میں ایک شخص کو زخم تھا' وہ شدت تکلیف سے گھبرا گیا' پھر چھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور خون تھم نہ سکا یہاں تک کہ موت آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندہ نے اپنی ذات کے معاملہ میں میرے فیصلہ پر سبقت کی کوشش کی۔

خود عہد رسالت کا واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس طرح منقول ہے:

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کے ایک آدمی کے ساتھ ہجرت کی' وہ شخص بیمار پڑ گئے اور شدت تکلیف سے گھبرا کر چاقو سے انگلیوں کے پور کاٹ ڈالے۔ ان کے ہاتھ سے بے تحاشا خون بہنے لگا۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے ان کو خواب میں اچھی حالت میں دیکھا۔ البتہ ان کے ہاتھ ڈھکے ہوئے تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ تمہارے رب نے کیا کیا' انہوں نے جواب دیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے کی طفیل مغفرت کر دی۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ ہاتھ ڈھکے کیوں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کہا گیا کہ ہم اس چیز کو درست نہیں کرتے جسے تم نے خود بگاڑ لیا ہے۔ حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ خداوندا ان کے ہاتھوں کو بھی بخش دے۔

یہ تصریحات بتاتی ہیں کہ غیر معمولی جسمانی اذیت اور کلفت سے بچنے کے لیے بھی ایسا طرز عمل اختیار کرنا حرام ہے۔ اس کو آپریشن یا علاجاً بعض اعضاء کی تراش خراش اور جسم

سے قطع و برید پر قیاس نہیں کرنا چاہئے اس لیے کہ کسی عضو کو علاجاً کاٹنے میں جسم کے دوسرے حصوں کو اس کے اثرات سے محفوظ رکھنا اور جان بچانا مقصود ہوتا ہے اور اس اہم تر شرعی اور جسمانی مصلحت کے پیش نظر کمتر نقصان کو گوارا کرلیا جاتا ہے جب کہ یہاں مقصود ہی ہلاک کرنا ہے۔ چنانچہ ایک غزوہ کے موقع پر ایک صحابی کا ہاتھ اس طرح کٹ گیا کہ چمڑا لگا ہوا تھا اور ہڈیاں لٹک رہی تھیں۔ نیز اس کی وجہ سے مقابلہ میں دشواری پیش آرہی تھی۔ انہوں نے اپنا ہاتھ کھینچ کر علیحدہ کردیا۔ (فتاویٰ عالمگیری 365/5)

اس عمل سے اپنے آپ کو ہلاک کرنا مقصود نہ تھا بلکہ اپنے آپ کو دفاع کے قابل بنانا تھا جس میں ان کی جان کی حفاظت مضمر تھی۔

یہ حکم جب کہ خودکشی کا ہے جس میں انسان خود اپنے جسم اور اعضاء میں تصرف کرتا ہے تو اس صورت میں تو بدرجہ اولیٰ ہوگا جب طبیب کسی دوسرے کے ساتھ ایسا طریقہ اختیار کرے۔ فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے تصریح کردی ہے کہ اطباء کو ان ہی حدود میں رہ کر علاج کی اجازت ہے جو مریض کو صحت مند کرے اور اس کو موت سے بچانے کی کوشش ہو۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

"فی الجراحات المخوفة القروح العظیمة والحصاة الواقعة فی المثانة و نحوها أن قیل قد ینجو وقد یموت اوینجو ولا یموت یعالج وان قیل لا ینجوا صلا لا یداوی بل یترک" (فتاویٰ هندیه 365/5)

ترجمہ: "سنگین اور کاری زخموں اور مثانہ میں ہونے والی پتھریوں اور اس کے مثل میں اگر اطباء کی رائے ہو کہ ممکن ہے بچ جائے اور ممکن ہے مرجائے یا یہ کہ بچ جائے گا مرے گا نہیں تو آلات جارحہ کے ذریعہ علاج کیا جائے گا او اگر کہا گیا کہ صحت کی کوئی امید نہیں تو ایسا علاج نہیں کرایا جائے گا بلکہ چھوڑ دیا جائے گا۔"

غرض کسی بھی مصلحت کے تحت مریض کی اپنی اجازت سے یا اس کے علم واطلاع کے بغیر ایسی مہلک دواؤں کا استعمال جائز نہیں اور جہاں تک یہ مصلحت ہے کہ اس کے متعلقین کو اس کی گرانباری سے نجات ملے تو یہ عمل غیر اسلامی ہونے کے ساتھ ساتھ غیر

انسانی بھی ہے۔ جس شریعت کا تصور یہ ہے کہ آدمی محض ذریعہ ہے رزق رساں دراصل خداوند قدوس ہے اور جس دین کا پیغمبر کہتا ہو کہ رزق معصوم بچوں' عورتوں اور معذوروں ہی کی وجہ سے ملتا ہے اس میں ایسے تصور کی کیا گنجائش؟

اس کا دوسرا جزو یہ ہے کہ اس کا علاج ہی نہ کیا جائے تا آنکہ موت از خود آجائے۔ میرا خیال ہے کہ یہ صورت بھی درست نہ ہوگی۔ آدمی کسی مجبوری سے علاج کرانے پر قادر نہ ہو تو اس کی نوعیت اور ہے اور قدرت کے باوجود اپنی لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے علاج نہ کرائے تو یہ بھی نادرست ہے کہ جسم اللہ کی امانت ہے اور اس کی حفاظت انسان کا فریضہ ہے اور اگر علاج نہ کرانے یا نہ کرنے کی نیت ہی یہ ہو کہ موت آجائے اور مریض ہلاک ہو جائے تو ظاہر ہے کہ یہ ناجائز ہوگا۔ اس لیے کہ گو عملاً اس نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی ہے جس پر قتل نفس کا اطلاق ہو لیکن اس کی نیت یہی ہے کہ ایک زندہ وجود ہلاک ہو جائے اور یہ بجائے خود ناجائز ہے۔ معالج تو کجا ایک عام انسان کا فریضہ بھی یہی ہے کہ دوسروں کو حتیٰ الوسع موت اور ہلاکت سے بچانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص نماز میں مصروف ہو اور کوئی نابینا کنویں میں گرنے کے قریب ہو تو نماز توڑ دینی واجب ہے۔ اسی طرف فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اگر کوئی شخص کشتی میں سوار ہو اور کشتی میں آگ لگ جائے اور اس کو امید ہے کہ دریا میں کود جائے تو اس کی جان بچ سکتی ہے تو اس پر کودنا واجب (فتاویٰ عالمگیری 31/5) ہوگا...... غرض اپنے آپ کو اور دوسروں کو موت و ہلاکت سے بچانے کی آخری حد تک تدبیر کرنا شرعی فریضہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیماریوں کا علاج کرایا کرو' بڑھاپے کے علاوہ ساری بیماریاں وہ ہیں جن کا علاج اللہ تعالیٰ نے پیدا فرما دیا ہے۔ (ترمذی عن اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ 24/2 باب ما جاء فی الدواء والحث علیہ) (حوالہ بالا)

حرام جانوروں کے روغن اور مرہم

بعض جانور (جن کا کھانا حرام ہے) یا کیڑے مکوڑے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی چربی یا کسی اور چیز کا روغن' مرہم' طلا وغیرہ بنا کر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں

اصولی طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جو اشیاء ''نجس بعینہ'' (پورے وجود سمیت ناپاک) ہیں' ان کو نہ کھانا درست ہے اور نہ ان کا خارجہ استعمال' یعنی جسم پر لگانا بھی جائز نہیں۔ جیسے خون' مردار کا گوشت جس میں بہتا ہوا خون بھی پایا جاتا ہو۔ سور' شراب' پیشاب' اور پائخانہ وغیرہ۔ بعض اشیاء وہ ہیں جن کو فقہاء ''نجس لغیرہ'' قرار دیتے ہیں جیسے سور کے علاوہ وہ جانور جن کا کھانا حلال نہیں ہے ایسے کیڑے مکوڑے جن میں بہتا ہوا خون (دم مسفوح) نہیں ہے' ان کا خارجی استعمال جائز ہے۔

لہٰذا اب ایسے تیلوں اور مرہموں کے احکام حسب ذیل ہوئے:

1۔ ایسے حشرات الارض جن میں بہتا ہوا خون نہ ہو' ان کو تیل وغیرہ میں پکا کر روغن یا مرہم بنایا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

2۔ سور اور کتے کے علاوہ جن جانوروں کا کھانا جائز نہیں' ان کو شرعی طور پر ذبح کر دیا جائے تو گوشت پاک ہو جائے گا۔ اس سے بھی مرہم' روغن بنا کر لگایا جا سکتا ہے۔

3۔ حشرات الارض یا ذبح کیے ہوئے جانوروں کے گوشت جلا کر راکھ کر دیئے جائیں تو حقیقت بدل جانے کی وجہ سے وہ اب پاک ہو گئے۔ ان کو کسی اور تیل میں ملا کر بنایا ہوا مرہم اور روغن بھی جائز ہے۔

4۔ سور' کتا' مردار' بہتے ہوئے خون والے حشرات الارض کو تیل میں پکا کر روغن بنایا جائے تو یہ ناپاک رہیں گے اور ان کا استعمال درست نہ ہوگا۔

یہ احکام عام حالات میں ہیں۔ بالکل اضطرار اور مجبوری کی صورت مستثنیٰ ہے۔ اس وقت تو شریعت ضرورت کے مطابق ناجائز چیزوں کے استعمال کی بھی اجازت دے دیتی ہے۔ (حوالہ بالا)

بلڈ بینک کا قیام

آج کل جگہ جگہ خون کے بینک قائم ہیں' جہاں باضابطہ خون کی خرید و فروخت کی جاتی ہے۔ علماء نے ضرورۃً علاج کے لیے خون چڑھانے کی اجازت دی ہے لیکن فروخت کرنے

کی اجازت نہیں دی ہے۔(جواہر الفقہ 36/2)

بلڈ بینک اس وقت ایک ضرورت ہے۔صورت حال یہ ہے کہ انسان کبھی بھی کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوسکتا ہےاور اسے خون کی ضرورت پڑسکتی ہے۔پھر ہر آدمی کا خون ہر آدمی کے جسم کے لیے موزوں نہیں ہوتا۔ بلکہ ضروری ہے کہ اجزاء کے لحاظ سے خون کا گروپ یکساں ہو'اس کے بغیر جسم دوسرے خون کوقبول نہیں کرتا۔بلڈ بینک پہلے سے مختلف نوعیت کے خون علیحدہ علیحدہ رکھتا ہے'جن سے بہ سہولت مریض کے مناسب حال خون لیا جا سکتا ہے' ہر مریض کے لیے بروقت رضا کارانہ خون دینے والے مہیا ہو جائیں اولاً تو یہی مشکل ہے اور اس سے زیادہ دشوار یہ ہے کہ ان کا خون مریض کے لیے موافق بھی ہو جائے۔ اس لیے ایسے بینک ایک طبی ضرورت بن گئے ہیں اور''الضرورات تبیح المحظورات'' کے تحت اس کی اجازت دی جانی چاہئے۔

جہاں تک خون خریدنے کی بات ہے تو وہ ازراہ حاجت جائز ہے مگر مسئلہ خون کی فروخت کا ہے' یہ جائز نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحت موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی بیع سے منع فرمایا ہے۔پس خون فروخت کرنے والا گناہ گار ہوگا او راس کی قیمت اس کے حق میں حرام ہوگی۔

''خون کا فروخت کرنا اور اس کا عوض لینا جائز نہیں' صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کو حرام فرماتے ہیں تو اس کی قیمت کو بھی حرام کردیتے ہیں' اسی طرح یہ بھی ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی بیع سے منع فرمایا' تاہم اگر طبی اغراض کے تحت خون چڑھانا ضروری ہوجائے اور بلاعوض حاصل نہ ہوسکے تو چوں کہ ضرورت کی وجہ سے بقدر ضرورت ناجائز چیزیں جائز ہوجاتی ہیں اس لیے ایسی صورت میں خریدار کا معاوضہ دے کر خون حاصل کرنا حلال ہے'اور گناہ معاوضہ لینے والے پر ہے'ہاں ازراہ ترغیب اس کار خیر میں حصہ لینے والے کو بطور انعام وتحفہ کے کچھ دے دیا جائے تو کوئی حرج نہیں کہ یہ تبرعات کے قبیل سے ہے نہ کہ معاوضات کے۔''(قرارت المجلس الفقہی 83)(حوالہ بالا)

جانوروں پر میڈیکل ریسرچ

مختلف دواؤں کے اثرات اور فائدہ کا تجربہ کرنے کے لیے بسا اوقات جانوروں کا استعمال کرنا پڑتا ہے پہلے ان کے جسم میں ایسے جراثیم داخل کیے جاتے ہیں جو اس بیماری کو پیدا کردیں۔ پھر ان ممکنہ دواؤں کو ان پر آزمایا جاتا ہے جو ان امراض کے لیے مفید ثابت ہوسکتی ہوں۔ یہ صورتیں جائز ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ اسلام نے جانوروں کو خواہ مخواہ اذیت دینے اور اس کے مشاہدہ کو اپنے لیے سامان تفریح بنانے کی اجازت نہیں دی ہے۔ لیکن دوسری طرف اس نے یہ تصور بھی پیش کیا ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء انسان کے لیے خادم ہیں' اسی لیے جانوروں کی سواری ان کے گوشت کو غذا' چمڑوں کو لباس اور کسی عضو انسانی کی صحت کے لیے اس کے جسم میں پیوندکاری کی اجازت دی گئی ہے مذکورہ صورتوں میں بھی چوں کہ تفریح اور بے مقصد اذیت رسانی نہیں ہے بلکہ انسان کی ایک واقعہ اور لازمی ضرورت کے لیے ان سے خدمت لینا اور استفادہ کرنا اصل منشاء ہے اس لیے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (حوالہ بالا)

ڈاکٹر کی فیس

ڈاکٹر بعض اوقات دوا نہیں دیتے ہیں' صرف مرض تشخیص کر کے دواؤں کا نسخہ لکھتے ہیں اور اس کی فیس لیتے ہیں' یا وکلاء قانونی مشورے دیتے ہیں اور اس کی فیس لیتے ہیں' شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں' ہر قسم کی خدمت پر بشرطیکہ حرام کی حد میں داخل نہ ہو...... کوئی اجرت متعین کرنا اور لینا درست ہے۔ مشورے دینا ہدایات دینا اور اس کے لیے اپنے دماغ اور علم کا استعمال کرنا بھی ایک خدمت ہے' اس لیے اس کی فیس مقرر کرنا بھی جائز ہوگا۔ (حوالہ بالا)

(یہاں تک کے مسائل کتاب ''جدید فقہی مسائل جلد اول دوم'' سے لئے گئے ہیں)

صحت تاج شاہی ہے

مشہور ہے کہ کسی بھی نعمت کی' قدر و منزلت کا احساس' اس وقت ہوتا ہے' جب کہ وہ لٹ پٹ جاتی ہے انسانی ہاتھوں سے چھن جاتی ہے! بالکل یہی حال بے چارے اس آدمی کا

ہوتا ہے کہ جب تک صحت وتوانائی کی چادراس کے جسم وجان پر پھیلی رہی نہ تو اس کی حفاظت کی فکراور نہ اس کو حقوق کی ادائیگی کا خیال رہا' لیکن جب صحت اور قوت وتوانائی جواب دے گئی تو حسرت بھری نگاہوں کے ساتھ صحت مندوں کواس طرح دیکھتا ہے جیسے کسی کے تاج شاہی کورشک حیرت سے دیکھ رہا ہو' جیسا کہ بعض اطباء نے کہا ہے:

ترجمہ''صحت و عافیت صحت مندوں کے سروں پر ایک تاج شاہی ہے جو بیماروں کو ہی نظر آتا ہے۔'' (طب نبوی للذھبی)

دعاءِ صحت کی ترغیب

صحت وعافیت کا فیصلہ بھی خدائی فیصلہ ہے' جس طرح ہم ہر ہر نعمت کے سراپا محتاج ہیں' صحت کے بھی سراسر محتاج ہیں اور جس طرح ہر نعمت کے لیے دست سوال دراز کرتے ہیں' اسی طرح تادم موت' بارگاہ ایزدی میں دست سوال کے ساتھ صحت وعافیت کی دعاء والتجا کرتے رہنا تقاضائے عبدیت ہے' ایک صحابی رسول سوال لے کر حاضر خدمت ہوئے' عرض کیا محبوب کبریا !نماز کے بعد ہمیں کیا مانگنا چاہئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سل اللہ العافیۃ یعنی خزانہ غیب سے صحت وعافیت مانگا کرو' امام نسائی نے اپنی مایہ ناز کتاب حدیث میں آپ کی وہ ہدایت نقل کی ہے جو امت کے ہر فرد کیلئے قابل عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدْرِ'' (المسند الجامع: 222/11)

ترجمہ:''اے اللہ میں آپ سے صحت وعفت' امانت داری حسن اخلاق اور رضا بالقدر مانگتا ہوں۔''

اسی طرح آپ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
ترجمہ:''اے عباس خدا سے عفوودرگزر اور دنیا اور آخرت میں عافیت وخیریت مانگا کرو۔''

ڈاکٹر کی ذمہ داری

اس دور میں نت نئے امراض پیدا ہو چکے ہیں دن بدن ہوش ربا بیماریاں جنم لے رہی

ہیں اس لیے اطباء کی ذمہ داری بہت اہم' نازک اور غیر معمولی ہے اور طبیب و ڈاکٹر پر لازم ہے کہ اپنے فن میں مہارت و بصیرت کا حامل ہو' مریض کے مرض کی حقیقت اس کے مزاج کی کیفیت اور دواؤں کی خاصیت' اس کے ایجابی اور سلبی پہلو (سائڈ ایفکٹ) سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہو نیز پوری ذمہ داری اور دیانت کے ساتھ علاج کا جذبہ رکھتا ہو ورنہ تو کبھی

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کا مصداق ہوتا ہے چنانچہ اس فن کی نزاکت اور ڈاکٹر کی جوابدہی کے احساس کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے۔

"ایما طبیب تطیب علیٰ قوم لا یعرف له تطبب قبل ذلک فاعنت فهو ضامن"

ترجمہ: ''جس طبیب نے لوگوں کا علاج کیا جبکہ اس کو علم طب کی معرفت اس سے پہلے حاصل نہیں اور اس سے نقصان پہنچا تو وہ ضامن ہوگا۔'' (ابوداود ج ۲ ص ۶۳۰)

ڈاکٹر دراصل کون؟

یوں تو کسی کے ساتھ بھی احسان و ہمدردی' نرمی و بہی خواہی' صبر و حلم اور خوش طبعی اور خوش روئی کے ساتھ پیش آنا' درد دکھ میں شریک ہونا اور حاجت روائی کرنا ہر قوم و سماج میں محمود و پسندیدہ ہے۔ تاہم اسلام نے اس کی اہمیت کی مزید تاکید کی ہے اور اس پر طرح طرح کی خیر و برکت اور ثواب کے وعدے سنائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پیشہ طب ایک جانب ایک اعلیٰ انسانی خدمت ہے تو دوسری جانب اجر و ثواب کا کام بھی ہے۔ اسی لیے اطباء کی نگاہ میں حکیم و طبیب دراصل وہ ہے جس میں خدمت خلق کا بھرپور جذبہ ہو اور مریض کے درد و کرب الم و بے چینی کو اپنا درد و کرب سمجھ کر علاج کرتا ہو۔

ڈاکٹر کا برتاؤ ہر ایک سے یکساں

اسلام کی یہ وسعت ظرفی ہے کہ اخلاقیات کی قبیل کی چیزوں کو بھی مسلمان کے ساتھ محدود و مخصوص نہیں کرتا بلکہ ''خلق خدا'' کے عنوان سے ہر ایک کے ساتھ اخلاق سے پیش

آنے کی تلقین کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرمان نبوی کے مطابق اس شخص کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا' جس کا پڑوسی بھوکا مر رہا ہو۔ (خواہ وہ پڑوسی یہودی ہو یا کوئی اور) اسی طرح علاج و معالجہ یہ ایک اعلیٰ انسانی خدمت ہے جس میں کسی قوم و نسل' ذات پات کا لحاظ کیے بغیر ہر کس و ناکس کا یکساں خوش طبعی اور خوش روئی کے ساتھ علاج کرنا چاہئے۔

ڈاکٹر کی نگاہ خدا پر

دنیا کے سبھی کام و کاج کا جوڑ' اسباب و تدبیر کے ساتھ تانا بانا کی طرح مربوط ہے اور انسان اسباب کا مکلف بھی ہے لیکن اس کے ساتھ بندہ مومن اس کا بھی مکلف ہے کہ مشیت الٰہی اور تقدیر خداوندی پر مکمل بھروسہ رکھے کہ ہر کام اور اسباب پر نتیجہ کا برآمد ہونا تقدیر الٰہی پر موقوف ہے۔ اگر تقدیر میں نہ ہوا تو ہزار کوشش بھی بیکار ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر کا یہ عقیدہ بہت مضبوط ہونا چاہئے کہ علاج و معالجہ ایک تدبیر اور سبب کے درجہ کی چیز ہے۔ اس سے مریض کی تقدیر نہیں بدل سکتی' ہم علاج کے مکلف ہیں خدا نے چاہا تو شفا ہوگی ورنہ نہیں' اس لیے ماہر اطباء اس عقیدہ کا استحضار رکھتے ہیں اور اپنے نسخہ پر "ھوالشافی" لکھا کرتے ہیں۔ حضرت ابوخزامہ کے والد نے دربار رسالت میں ایک سوال عرض کیا جس کو امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔

ترجمہ: "حضرت ابوخزامہ کے والد ماجد کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ کچھ منتر ہیں جن سے ہم جھاڑ پھونک کیا کرتے ہیں اور کچھ دوائیں ہیں جن سے علاج و معالجہ کرتے ہیں نیز کچھ پرہیز ہیں جنہیں اختیار کرتے ہیں تو کیا یہ چیزیں تقدیر الٰہی کو ٹال سکتی ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ علاج معالجہ بھی تقدیر میں داخل ہے۔"

مریض پر عموماً اضمحلال و پژمردگی کی کیفیت چھائی رہتی ہے ایسے موقع پر تسلی اور جلد از جلد صحت یابی کی امیدیں دلانا اس کے حق میں بہت مفید ہے لہٰذا ڈاکٹر ہوں یا عیادت کرنے والے' مریض کو شفا کی امید دلاتا رہے اور اس کے یاس و ناامیدی کو دور کرتا رہے۔ خود آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاکیزہ تعلیم و تربیت میں امید افزا اور تسلی بخش کلمات کہنے کی ہدایت فرمائی ہے کیونکہ اس سے مریض کی طبیعت کو فرحت و سکون

محسوس ہوتا ہے اور یہ چیز جلد صحتیابی کا ذریعہ بنتی ہے۔(ترمذی ج۲ص۲۷)

ابن ماجہ میں یہ روایت ان الفاظ میں ہے:

ترجمہ: ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس آؤ تو عمر کے متعلق اس کو خوش کرو اگرچہ یہ بات کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی تاہم مریض کے دل کو فرحت و سرور ضرور پہنچائے گی۔‘‘(ابن ماجہ)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زادالمعاد میں نقل فرمایا ہے کہ کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے‘ پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دعاء کرتے۔ اے اللہ شفا عطا فرما اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے پاس سے واپس لوٹتے تو فرماتے۔ کوئی فکر کی بات نہیں‘ ان شاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے یہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور معصیت سے پاکی کا ذریعہ بن جائے گی۔(زادالمعاد 490/1و497)

ڈاکٹر رازدار

شریعت اسلامی میں راز داری کی بہت زیادہ اہمیت و ترغیب ہے اور افشاء راز کی حد درجہ مذمت کی گئی ہے۔ ڈاکٹر اپنے مریض کا رازدار ہوتا ہے۔ اس کی شرعی‘ اخلاقی‘ قانونی اور فنی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اپنے زیر علاج مریضوں کا راز فاش نہ کرے جس سے اس مریض کو نقصان پہنچ سکتا ہو یا خاندان و سماج میں بدنامی کا ذریعہ ہو (الا یہ کہ راز فاش کرنا عین مصلحت بن جائے) فرمان نبوی اس طرح ہے۔

ترجمہ: ’’جس شخص نے کسی کے عیب کو چھپایا تو یہ ایسا ہوا جیسا کہ اس نے کسی زندہ درگور لڑکی کو دوبارہ زندگی عطا کر دی ہو۔‘‘(شعب الایمان للبیہقی)

ترجمہ: ’’جس شخص نے کسی کی پردہ پوشی کی تو کل قیامت میں اللہ پاک اس کے گناہوں اور عیوب پر پردہ پوشی کا معاملہ فرمائیں گے۔‘‘(شعب الایمان للبیہقی)

ڈاکٹر کے لیے راز ظاہر کرنا کب جائز ہے؟

جس طرح ہر انسان اپنے عیوب و راز کی پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے اور پردہ دری سے سخت کوفت محسوس کرتا ہے اسی طرح اسلام ہر کس و ناکس کے عیوب و راز کی پردہ پوشی کی تلقین کرتا ہے اور راز کو فاش کرنا ناجائز و حرام قرار دیتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسے مواقع پیش آتے ہیں جہاں راز کو راز رکھنا اور اس کی پردہ پوشی بہت سے خطرات و مضرات کا پیش خیمہ بنتی ہے ایسے موقعہ پر ناقابل تلافی نقصان سے بچانے کے لیے شریعت نے راز ظاہر کرنے کی اجازت بلکہ بسا اوقات اس کی تاکید کی ہے۔

مثال کے طور پر مریض کے اندر کوئی ایسا مہلک یا خطرناک مرض ہو کہ اس کو راز میں رکھنے اور چھپانے سے کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو یا اجتماعی مفاد خطرہ میں پڑ سکتا ہو تو اس وقت افشاء راز اخلاق طب کے خلاف نہیں بلکہ عین تقاضائے مصلحت کہلائے گا۔ (درمختار)

1۔ مثلاً کسی لڑکے میں کوئی عیب ہے تو پوشیدہ مگر وہ عیب ایسا ہے کہ اگر اس کے مخطوبہ (منگیتر) کو معلوم ہو جائے تو اس سے نکاح پر رضا مند نہ ہوگی جب کہ ڈاکٹر کو اس عیب کا علم ہے اب اگر وہ خاتون خود یا اس کے اولیاء ڈاکٹر سے رابطہ کر کے مرض کی تحقیق کریں تو اس پر ضروری ہوگا کہ اس کے عیب کی تفصیل بتا دے ہاں از خود بتانا ضروری نہیں۔ (حوالہ سابقہ)

2۔ اسی طرح لڑکے کی آنکھ بظاہر ہے تو ٹھیک لیکن اس میں بینائی اور روشنی بالکل نہیں اور یہ بات ڈاکٹر کو معلوم ہے۔ لہٰذا خاتون یا اس کے اولیاء اس سے معلوم کریں تو اس عیب کو چھپانا درست نہ ہوگا۔ (حوالہ سابقہ)

3۔ اسی طرح مرد و زن دونوں ڈاکٹر کے پاس رشتہ نکاح سے قبل آکر ریسرچ کرائیں اور ڈاکٹر کو تحقیق کے بعد یقین کامل ہو گیا کہ ان دونوں میں سے کسی میں ایسا مرض ہے کہ بچہ ناقص الخلقت پیدا ہوگا یا یہ کہ مادۂ منویہ درست نہیں ہے یا یہ کہ مرد نامرد ہے تو بوقت استفسار بلا کم و کاست بیان کرنا ضروری ہوگا۔ (ریاض الصالحین ص 581)

4۔ اسی طرح کوئی شخص کسی مہلک مرض مثلاً ایڈز وغیرہ میں مبتلا ہے اب اگر وہ مریض

تمام حفاظتی تدابیر اختیار کرتا ہے مثلاً خود زوجہ سے الگ رہتا ہے تب تو اس کے راز کے افشاء کی ضرورت نہیں لیکن جس ڈاکٹر کے وہ زیر علاج ہے اس کو یقین ہے کہ یہ مریض مکمل حفاظتی تدبیر پر کاربند نہیں تو اہل خانہ وغیرہ کے سامنے اس کے خطرہ سے بچانے کے لیے ظاہر کرنا نہ یہ کہ جائز ہے بلکہ عین تقاضہ مصلحت ہے۔ (الاشباہ والنظائر)

5۔ اسی طرح کوئی ڈرائیور نشہ کا حد درجہ عادی ہے اور وہ کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے ڈاکٹر کو اس کی دائمی عادت اور خوگر طبیعت کے پیش نظر یقین ہے کہ یہ نشہ میں کبھی مسافروں کیلئے خطرہ بن سکتا ہے تو ڈاکٹر کیلئے درست ہوگا کہ وہ اس کے محکمہ کو خبر کر دے۔ (حوالہ سابقہ)

6۔ اسی طرح ڈرائیور کی بینائی اس قدر کمزور ہے کہ اب اس کا گاڑی چلانا مسافروں کے حق میں خطرناک ہوسکتا ہے تو بھی ڈاکٹر کو چاہیے کہ اس کے متعلقہ محکمہ کو مطلع کرے اور لائسنس کے منسوخ کرنے کی درخواست دے دے۔ اس میں بظاہر اس کے اہل خانہ کے لیے معاش کی تنگی پیش آسکتی ہے لیکن یہ ضرر اس ضرر سے کمتر ہے جو نا معلوم کتنے انسانوں کو موت و ہلاکت تک پہنچا دے۔

7۔ اگر کوئی مریض کسی سنگین جرم کا مرتکب ہے اور اس کے بجائے کوئی بے گناہ انسان ماخوذ ہو رہا ہے تو اس بے گناہ شخص کی برأت کے لیے اظہار حقیقت کر دینا جائز ہوگا۔

8۔ کسی عورت نے اپنا ناجائز بچہ سڑک پر یا کہیں اور ڈال دیا جب کہ ڈاکٹر کو یہ حقیقت معلوم ہے تو اگر بچہ کی ماں کا نام ظاہر کیے بغیر بچہ کے متعلق اطلاع دینا اور اس کی جان بچانا ممکن ہو تب تو سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ کو مطلع کر دے جو ایسے بچوں کی ذمہ داری قبول کرتا ہو اور اگر اس بچہ کی پرورش اس کے بغیر ممکن نہیں کہ اس عورت کا راز فاش کیا جائے تو پھر اس کے بارے میں اظہار جائز ہے کیونکہ انسانی جان کا تحفظ بہر حال زیادہ اہم ہے۔

ڈاکٹر کے لیے ستر دیکھنا

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنہ تک ہے جب کہ عورت کا ستر مرد کے حق میں ہتھیلی اور پاؤں کے علاوہ پورا جسم ہے۔ بلا ضرورت شدید کسی کے سامنے ستر کھولنا جائز نہیں۔ لہٰذا

مریض کا علاج جسم کے کسی ایسے حصہ سے متعلق ہو جو ستر میں داخل ہے تو ایسی صورت میں حتی الامکان پردہ کا لحاظ رکھے اور محل تکلیف و مرض کے علاوہ دوسرے حصہ کو دیکھنے سے ہر ممکن اجتناب کرے اور اگر عورت کے علاج کا تعلق کسی محل خاص سے ہو تو اس صورت میں جہاں تک ممکن ہو سکے کسی معتمد لیڈی ڈاکٹر کے ذریعہ اس کا معائنہ کرالے خود نہ کرے۔

حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

1۔ طبیب کے لیے عورت کا علاج ضرورت کی بنا پر جائز ہے۔

2۔ اگر کوئی معالج عورت مل سکے تو اس سے علاج کرانا ضروری ہے۔

3۔ اگر کوئی عورت نہ مل سکے تو مرد کو چاہئے کہ اعضائے مستورہ خصوصاً شرمگاہ کا علاج کسی عورت کو بتادے خود علاج نہ کرے۔

4۔ اور اگر کسی عورت کو بتانا بھی ممکن نہ ہو اور مریضہ عورت کی ہلاکت یا ناقابل برداشت تکلیف کا اندیشہ ہو تو لازم ہے کہ تکلیف کی جگہ کے علاوہ تمام بدن ڈھک دیا جائے' اور معالج کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو زخم (مرض کی جگہ) کے علاوہ باقی بدن سے غض بصر کرے' یعنی نظر بچائے رکھے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد 8 صفحہ 54)

ترجمہ: ''اور عورت کا علاج تو ڈاکٹر اس کے مرض کی جگہ کو بقدر ضرورت دیکھے کیونکہ ضروری چیزیں بقدر ضرورت ہی محدود ہوتی ہیں اسی طرح دایہ اور ختنہ کرنے والے کا حکم ہے اور مناسب یہ ہے کہ عورت کو علاج و معالجہ سکھلا دیا جائے کیونکہ کسی جنس کا اپنے جنس کو دیکھنا زیادہ آسان ہے۔''

مرد سے عورتوں کا علاج کرانا کب جائز ہے؟

مردوں کے بہت سے مسائل الگ الگ ہیں اور اس سلسلہ میں ہر جگہ اسلامی تعلیمات موجود ہیں۔ مثلاً کسی اجنبی مرد کا اجنبی عورت کو بلا ضرورت دیکھنا جائز نہیں' لہٰذا اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود ہے جو اس کے مرض کا بہترین علاج کر سکتی ہے تو ایسے موقع پر مریضہ کو ڈاکٹر سے دکھانا درست نہیں۔

البتہ اگر ایسی لیڈی ڈاکٹر نہ ہو جس پر مریضہ کو یا اس کے اہل خانہ کو اعتماد ہو سکے یا وہ اس مرض میں مہارت نہ رکھتی ہو تو ایسی صورت میں کسی مرد ڈاکٹر سے جو اس میں ماہر ہو علاج کرانا جائز ہوگا۔ (حوالہ سابقہ)

ڈاکٹر پر پردہ کا احتیاط لازم

انسان کے دل میں کب اور کس وقت کس قسم کا وسوسہ و خیال پیدا ہو جائے کچھ کہنا مشکل ہے خاص کر جبکہ اس کے سامنے نوعمر و نوجوان خاتون موجود ہو۔ لہٰذا اگر کسی خاتون کے علاج کی نوبت آئے تو اس کے حالات اور کیفیات معلوم کرنے میں حتی الامکان نظر نیچی رکھے اور جب دیکھنا ہی ضروری ہو تو بقدر ضرورت دیکھ کر علاج تجویز کرے۔ ورنہ تو اس فن میں نفس و شیطان بہت سنگین دھوکہ اور فریب میں مبتلا کر دیتا ہے کہ ہم تو معالج ہیں دیکھنے میں کیا حرج ہے جبکہ اس کا نفس بدنگاہی میں مبتلا ہو کر نفسانیت کو تسکین پہنچاتا ہے اور ادھر ڈاکٹر بے چارہ خوش فہمی میں ہے کہ دیکھنا تو جائز ہے۔ (مشکوۃ 20/1)

ترجمہ: ''دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے' کانوں کا زنا سننا ہے' زبان کا زنا بات کرنا' ہاتھ کا زنا پکڑنا' پاؤں کا زنا چلنا اور قلب کا زنا مائل ہونا اور خواہش کرنا۔''

لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہئے

ہر دور میں عورتوں میں بھی فن طب اور ڈاکٹری سے کچھ نہ کچھ مناسبت رہی ہے' خود دور صحابہ میں ایسی صحابیات کا تذکرہ ملتا ہے جو اس دور کے لحاظ سے وقتی علاج کر لیا کرتی تھیں' شریعت نے عورتوں کو فن طب سے منع نہیں کیا ہے' البتہ عورتوں کے حق میں وہی حدود و قیود ہیں جو پردے سے متعلق ہیں' لہٰذا لیڈی ڈاکٹر اگر علاج و معالجہ کرتی ہے تو وہ بھی اس کی پابند ہے کہ پردہ کا پورا لحاظ رکھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی نقاب پہن لی جائے کہ نامحرموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد 8 صفحہ 66)

نرس کے لیے مرد کی تیمارداری

نرس پر بھی پردے کی پابندی ضروری ہے اور بغیر ضرورت شدیدہ مردوں کی خدمت درست نہیں، مسلمانوں کے ہسپتالوں میں خاص کر اس کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ عورتوں کی خدمت کے لیے نرس ہو اور مردوں کی خدمت کے لیے مرد متعین ہوں۔ مگر نئی تہذیب نے اس طرح سے توجہ بالکل ہٹا دی ہے، حضرت مولانا مفتی محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مردوں کی مرہم پٹی اور تیمارداری کے لیے مردوں کو مقرر کیا جائے، نامحرم عورتوں سے یہ خدمت لینا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد 8 صفحہ 79)

جاہل اور ماہر معالج کا معیار

شریعت میں بعض اہم مسائل وہ ہیں جن کا مدار طبیب حاذق کے مشورہ اور تجربہ پر مبنی ہوتے ہیں۔ نیز کبھی طبیب کا غلط علاج مریض کے لیے جان لیوا، مہلک اور پریشان کن مرض کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اس لیے علاج کا حق بھی شریعت نے طبیب حاذق کے ساتھ محدود کر دیا ہے۔ لہٰذا یہ بات حل طلب ہے کہ کون طبیب حاذق ہے اور کون غیر حاذق و غیر معتبر۔

فقہاء کرام نے اپنے اپنے زمانہ اور احوال کے مطابق یہ متعین کرنے کی کوشش کی ہے کہ کس معالج کو حاذق کہا جائے اور کس کو جاہل و غیر حاذق۔ فتویٰ کی مشہور کتاب فتاویٰ سراجیہ میں لکھا ہے کہ وہ معالج جاہل اور غیر حاذق سمجھا جائے جو زہر کو دوا سمجھ کر دے دیتا ہو۔ (السراجیہ۔ص 140)

علامہ بابرتی لکھتے ہیں کہ وہ معالج جو بیمار کو مہلک دوا پلا دے اور اس کے مہلک اور نقصان دہ ہونے کی اس کو معرفت اور پہچان نہ ہو۔ (عنایہ علی الھدایہ۔354/3)

بعض نے یہ لکھا ہے کہ جاہل معالج وہ ہے کہ اگر اس نے غلط دوا دیدی تو اس کے منفی اثر (ری ایکشن) کو دور کرنے کی صلاحیت و معرفت نہ رکھتا ہو۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ،449/5)

ان تینوں باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ جس معالج کو دواؤں کی صحیح پہچان نہ ہو محض تجربہ کی بناء پر دوا دیتا ہو اور ری ایکشن کو ختم کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو ایسے شخص کو طبیب جاہل قرار دیا

جائے گا۔ لیکن یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ متقدمین فقہاء کے زمانے میں فن معالجہ اس قدر پیچ در پیچ نہیں تھا اور نہ اس قدر پھیلے ہوئے طرح طرح کے امراض تھے اس لیے اس دور میں چند کتابوں کا پڑھ لینا اور کسی تجربہ کار معالج کے پاس رہ لینا فن طب کے لیے اور اس کے مستند ہونے کے لیے کافی سمجھا جاتا تھا اور اسے طبیب حاذق متصور کیا جاتا تھا' اسی لحاظ سے اوپر جاہل معالج کا معیار اور مدار نقل کیا گیا ہے۔ لیکن موجودہ دور میں فن طب ترقی کے بام عروج پر ہے نیز اس وقت بنیادی طور پر میڈیکل سائنس تین چیزوں سے بحث کرتی ہے۔

1۔ امراض کی علامت وشناخت

2۔ دوا اور اس کی ایجابی اور سلبی اثرات (ایکشن وری ایکشن)

3۔ مریض کے جسم میں دواؤں کے قبول کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں' ہے تو کس درجہ میں۔

ان تینوں پہلوؤں کے اعتبار سے اس دور میں علاج ومعالجہ کی عجیب عجیب شکلیں وجود میں آچکی ہیں اور اب اس فن میں ادنی غلطی موت کا سبب یا کسی عضو کے مثلاً بینائی کے بیکار ہو جانے کا ذریعہ بن جاتی ہے جیسا کہ اس دور میں ڈاکٹر کی ادنی بے توجہی اور کم علمی کی بناء پر مریضوں کے دردناک حالات وواقعات سننے میں آتے رہتے ہیں۔ اس لیے اس دور میں تعلیم وتعلم کے بغیر محض تجربہ کی بنا پر اس پیشہ میں کسی بھی معالج کو طبیب حاذق نہیں کہا جاسکتا بلکہ وہی شخص طبیب حاذق کہلانے کا مستحق ہوگا جس کو طبی کالج' محکمہ صحت کی طرف سے علاج ومعالجہ کی سند اور اجازت ہو۔ السامی۔

غیر سند یافتہ ڈاکٹر کے نقصان پر تاوان لازم

اگر کوئی شخص فن طب کے معیار کے مطابق ڈاکٹر نہیں بلکہ محض مطالعہ' کتب بینی اور کسی ڈاکٹر کے ساتھ رہنے سے کچھ معلومات حاصل کر کے ڈاکٹری کا پیشہ شروع کر دیتا ہے۔ ایسے شخص نے اگر کسی کا علاج کیا اور اس علاج کی بناء پر اس کو غیر معمولی نقصان پہنچا تو اس خود ساختہ ڈاکٹر پر تاوان حسب نقصان جرمانہ لازم آئے گا۔ فرمان نبوی ہے۔

ترجمہ: ''جس معالج نے لوگوں کا علاج کیا حالانکہ پہلے سے اس کو اس فن میں

معرفت نہیں تھی چنانچہ اس کا علاج باعث نقصان بنا تو وہ اس کا ضامن ہوگا یعنی بقدر نقصان جرمانہ اس کو دینا ہوگا۔" (ابوداؤد 630/2)

ایک دوسری حدیث ہے: ترجمہ: "جس نے علاج کیا اور وہ علاج کی صلاحیت رکھنے میں معروف نہ ہوا تو نقصان کا ضامن ہوگا۔"

انہی احادیث کے پیش نظر فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ نااہل معالج سے خطا ہو جائے تو اس پر تاوان لازم ہوگا۔ (بزازیہ 89/5)

علامہ ابن قیم نے زادالمعاد میں جعلی ڈاکٹر کے ضامن ہونے پر تفصیلی کلام کیا ہے کہ جو شخص اس کی لیاقت نہ رکھتا ہو اور مریض کو دھوکہ دے کر علاج کرتا ہو تو نقصان پہنچنے کی صورت میں اس پر تاوان لازم آئے گا۔ اسی طرح مریض نے اگر علاج کی اجازت اس بناء پر دی کہ اس نے اپنا فن اور خوب تعریف ظاہر کی اور پھر اس سے فائدہ کے بجائے نقصان پہنچا تو اس خودساختہ ڈاکٹر پر تاوان لازم آئے گا۔ (زادالمعاد 139/4)

جعلی ڈاکٹر جانتے ہوئے علاج کرانے پر تاوان لازم نہیں

اگر مریض کو یہ بات معلوم ہے کہ فلاں معالج نے باضابطہ فن طب پڑھا نہیں ہے بلکہ کتب بینی اور ڈاکٹروں کے ساتھ رہتے رہتے اسے کچھ تجربہ ہے۔ اس علم کے بعد اگر مریض نے علاج کرایا اور اسے نقصان پہنچا تو اس صورت میں خودساختہ ڈاکٹر پر کوئی تاوان اور جرمانہ لازم نہ آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں ڈاکٹر کی طرف سے دھوکہ دہی نہیں پائی گئی۔ البتہ حکومت کی طرف سے سزا اور تعزیر کا مستحق ضرور ہوگا۔ ہاں اگر کسی نے واقعتہً اس کو صحیح معالج جانا اور پھر علاج کرایا تو نقصان کی صورت میں تاوان لازم آئے گا۔ (زادالمعاد 140/4)

جعلی ڈگری لگا کر پریکٹس کرنا

جھوٹ فریب اور دھوکہ دے کر کوئی پیشہ اختیار کرنا ناجائز ہے اگر کوئی شخص جعلی ڈگری حاصل کرلے اور لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو ڈاکٹر ظاہر کرے، تو سراسر فریب ہے، اس طرح اس کے لیے ڈاکٹری کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت مولانا مفتی

محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر ڈاکٹری کا فن نہیں رکھتا' تو گناہ گار ہے اس کی آمدنی ناجائز ہے' اور اگر کوئی شخص اس کی غلط دوائی سے مر گیا تو اس پر تاوان ہے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل جلد 5 صفحہ 276)

ماہر ڈاکٹر سے نقصان پر تاوان کب؟

مستند ڈاکٹر اور ماہر فن طبیب نے علاج میں اپنی طرف سے کسی کوتاہی کا ارتکاب نہیں کیا لیکن پھر بھی کوئی نقصان پہنچا تو اس پر کوئی تاوان لازم نہیں ہوگا۔(زادالمعاد 139/4)

لیکن اگر مریض کے علاج کرنے میں اس نے فنی کوتاہی اور بے احتیاطی سے کام لیا اور اس کی وجہ سے مریض کو ضرر پہنچ گیا تو ڈاکٹر پر تاوان لازم ہوگا۔ چنانچہ فقہاء کرام فرماتے ہیں۔ معالج نے ختنہ کرنے' دانت نکالنے اور علاج کرنے میں کوتاہی کی تو اس صورت میں تاوان وجرمانہ لازم آئے گا۔(شرح الصغیر 47/4)

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر ایک اصولی بات لکھی ہے کہ علاج و معالجہ میں اگر دوشرطیں پائی جائیں پھر بھی نقصان ہو تو ڈاکٹر ضامن نہ ہوگا اور اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو ڈاکٹر کو تاوان دینا ہوگا۔

(الف) یہ کہ معالج اپنے فن طب میں بصیرت اور مہارت رکھتا ہو۔

(ب) اس نے علاج میں کوتاہی سے کام نہ کیا ہو۔ گویا بے بصیرتی کے ساتھ علاج کرنا بھی جائز نہیں اور مہارت کے باوجود کوتاہی بھی ناقابل معافی ہے۔(المغنی 312/5)

کسی مریض کو اپنا گردہ یا کوئی عضو دینا

اگر کوئی تندرست انسان ماہر اور تجربہ کار سرجن ڈاکٹر رائے میں اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اگر اس کے دو گردوں میں سے ایک نکال دیا جائے تو بظاہر اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جبکہ دوسرا کوئی مریض اس حالت میں ہے کہ اگر اس کا وہ گردہ یا کوئی بھی خراب عضو نہیں بدلا گیا تو اس کی موت یقینی ہے تو کیا ایسی نازک حالت میں وہ تندرست انسان اپنا وہ عضو' گردہ پھیپھڑہ' دل وغیرہ بلا قیمت دینا چاہے تو دے سکتا ہے یا نہیں؟

اس سلسلہ میں اکابر مفتیان کرام حضرات نے صراحت فرمائی ہے کہ کوئی بھی شخص ایثار وہمدردی کے جذبہ سے کسی مریض کو اپنا کوئی عضو دینا چاہے تو نہیں دے سکتا۔

حضرت سید مفتی عبدالرحیم صاحب زید مجدہ تحریر فرماتے ہیں:

انسان اپنے بدن یا کسی عضو کا مالک نہیں کہ اس میں آزادانہ تصرف کر سکے۔ اسی بناء پر اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنا کوئی عضو کسی دوسرے شخص کو قیمتاً یا بلا قیمت دے دے اور اس کی بہت سی نظائر (مثالیں) کتب فقہ میں ہیں۔

ترجمہ: ''یعنی کوئی بھوک سے بے چین و مضطر انسان ہو اور مردار بھی کھانے کے لیے میسر نہ ہو جب کہ بھوک کی بنا پر ہلاکت کا اندیشہ ہو اس حالت میں کسی شخص نے پیش کش کی کہ تم میرا ہاتھ کاٹ کر کھالو یا یوں کہا کہ کسی جگہ سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر کھالو تو اس مضطر کے لیے ہاتھ یا گوشت کاٹ کر کھانا جائز نہیں اور کسی شخص کو اس طرح کی پیش کش کرنا بھی صحیح نہیں جس طرح خود مضطر کے لیے جائز نہیں ہے کہ اپنے بدن میں سے گوشت کاٹ کر کھائے۔'' (فتاویٰ قاضی خان صفحہ 365)

مزید لکھتے ہیں آجکل کی تحقیق کے اعتبار سے نفع ہوتا ہو تو اس سے انکار نہیں مگر **اثمهما اکبر من نفعهما** کے اصول پر ناجائز ہی ہوگا۔ نیز اس طریقہ میں انسانیت کی توہین بھی ہے کہ اگر یہ طریقہ چل پڑا تو انسانی اعضاء ''بکری کا مال'' بن جائیں گے اور یہ بات بھی ملحوظ رہنی چاہئے کہ جس کا گردہ لیا جائے گا اس کی صحت اور زندگی خطرہ میں پڑے گی اور جس کو گردہ دیا جائے گا اس کی صحت بھی یقینی نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد 6 صفحہ 286 تا صفحہ 288 و صفحہ 285)

حضرت مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سابق صدر مفتی دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ ہو:

سوال: کیا کسی مسلم یا غیر مسلم کا کوئی عضو بوقت ضرورت منسلک کرنا جائز ہے۔

جواب: یہ چیز قطعاً ناجائز اور حرام ہے کوئی عضو خواہ مسلمان ہی کا ہو کٹ کر جسم سے الگ ہونے کے بعد جیفہ و مردار ہو کر نجس اور ناپاک ہو جاتا ہے اور پھر کسی جسم میں لگانے

سے خواہ مسلمان ہی کے جسم میں لگایا جائے مردار وجیفہ ہونے سے خارج نہ ہوگا' اور نہ تو پاک وطاہر ہی ہوگا لہٰذا اتنا حصہ جسم ہمیشہ مردار وناپاک ہی رہے گا اور وہ شخص کبھی نماز بھی نہ پڑھ سکے گا اور نہ کبھی طاہر ہی ہو سکے گا۔ (نظام الفتاویٰ صفحہ 460)

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کوئی شخص اپنے کسی عضو کا مالک نہیں ہوتا بلکہ صرف نگران اور محافظ ہوتا ہے اور حکم شرعی کے خلاف اس میں کسی تصرف کا بھی حق کسی کو نہیں ہوتا ہے لہٰذا کسی عضو کا زندگی میں فروخت کرنا یا کسی کو دینا یا مرنے کے بعد دینے کی وصیت کرنا کچھ بھی جائز نہ ہوگا۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ صفحہ 357)

اس سلسلہ میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے بہت سیر حاصل بحث فرمائی ہے' تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو جواہر الفقہ حصہ دوم۔ حضرت مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی اعظم دار العلوم دیوبند نے بھی ناجائز تحریر فرمایا ہے۔ (ملاحظہ ہو فتاویٰ محمودیہ جلد 14 صفحہ 429)

دل' گردہ آنکھ دوسرے کو دینے کی وصیت کرنا

انسان خود اپنے وجود کا مالک نہیں اور نہ ہی منشاء الٰہی کے خلاف اس میں تصرف کرنے کا اس کو کوئی حق ہے یہی وجہ ہے کہ خودکشی کر لینا سنگین جرم ہے۔ نیز وہ اپنے کسی عضو کو ہلاک وبرباد بھی نہیں کر سکتا اور نہ کسی گوشہ جسم کو فروخت کر سکتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نے وصیت کر دی کہ میرے مرنے کے بعد میرے فلاں فلاں اعضاء کسی کو یا ہاسپٹل کو دے دیئے جائیں تو اس طرح کی وصیت صحیح نہ ہوگی اور نہ ہی وارثوں پر اس وصیت کے مطابق عمل کرنا جائز ہوگا۔ کیونکہ میت کو پورے وجود سمیت دفن کرنا فرض کفایہ اور اسلامی شعار ہے۔ بالفرض اس کی اجازت دی بھی جائے تو چور دروازے سے اعضاء انسانی ذریعہ تجارت وآمدنی بن جائیں گے۔ (منتخب نظام جلد صفحہ 357) (مجمع الانہر ص 716' محمودیہ 433/16)

جنسی تبدیلی کے بعد کیا احکام جاری ہوں گے؟

ہر چند کہ جنسی تبدیلی (عورت سے مرد بننا' یا مرد سے عورت بننا) حرام اور موجب

لعنت ہے۔ لیکن اگر کسی نے ایسا کیا اور اس کی جنس تبدیل ہوگئی اور واقعتاً عورت سے مرد بن گیا تو مردوں کے احکام اس پر جاری ہوں گے اور اگر مرد سے عورت بن جائے تو اس تبدیلی کے بعد عورت کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔ (آپکے مسائل اوران کا حل جلد 8 ص 404)

عورت سے مرد بننا

ترقی کے اس دور میں سائنس ہر وہ کچھ کرنا چاہتی ہے جس کا اگلوں نے تصور بھی نہیں کیا تھا۔ ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ اٹلی شہر میں ایک عورت نے اپنا سیکس تبدیل کرا لیا۔ یعنی آپریشن کے ذریعہ عورت سے مرد بن گئی اس کے بعد اس نے کسی عورت سے شادی کی اور اس خود ساختہ مرد کے نطفہ سے اس عورت کو حمل قرار پایا اور بچہ بھی ہوا۔

جب کہ خالق کائنات نے مرد وزن کی فطرت اور صفات میں خاص فرق رکھا ہے اور اسی فطری فرق کے مطابق زندگی گزارنے پر پابند کیا ہے اور ہر ایک کو اپنی پیدائشی وضع کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تاکید کی ہے اور اس کے خلاف رہنے کو باغیانہ جرم سے تعبیر کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کو مرد کی مشابہت اور ہیئت یا مرد کو عورت کی مشابہت اختیار کرنے پر غیض وغضب کے انداز میں لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی ہے۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ ان مردوں پر لعنت کرے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اسی طرح ان عورتوں پر بھی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔'' (بخاری' مشکوٰۃ 380/2)

تو جب مرد وزن کے لیے اپنے پیدائشی وضع وقطع کے خلاف رہنا سہنا' لباس پہننا جائز نہیں بلکہ موجب لعنت ہے تو پھر اپنی خلقت وصنف کو تبدیل کرنا یعنی مذکر سے مونث بننا یا مونث سے مذکر بننا کیونکر جائز ہوگا۔ قرآن حکیم نے خدائی تخلیق کو بدلنے کو حرام قرار دیا ہے اور یہ بھی تو خدائی تخلیق کو بدلنا ہے اس لیے حرام ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد 5 صفحہ 163)

لاعلاج مریض کو موت کا انجکشن

کوئی بچہ ناقص الخلقت پیدا ہوا کہ اس میں کسی قسم کی قوت ولیاقت پیدا نہیں ہوسکتی یا کوئی صحت مند انسان کسی ایسے لاعلاج مہلک مرض میں مبتلا ہوگیا کہ معالجین کی نظر میں اسکی صحت کی

کوئی توقع نہیں بلکہ تاحیات وہ اپنی سبھی ضروریات میں کسی نہ کسی کا محتاج رہے گا تو کیا ایسے لاعلاج مریض کو زہریلا انجکشن دے کر مار دینا جائز ہوگا؟ یا ایسے مریض کا علاج ومعالجہ نہ کرنا جائز ہوگا۔

اس سلسلہ میں شرعی رہنمائی یہ ہے کہ کائنات کا یہ اشرف مخلوق خالق کائنات کی امانت ہے اور اس کی حفاظت خود اس کا اور اس کے آس پاس بسنے والے انسان کا شرعی' اخلاقی' سماجی فریضہ ہے اور کسی بھی حال میں کوئی ایسا عمل یا تدبیر کہ اس سے موت واقع ہو جائے یہ امانت خداوندی میں خیانت ہے جو سراسر حرام وناجائز ہے جس کو نہ تو انسانیت وہمدردی کی دنیا جائز رکھ سکتی ہے اور نہ ہی خالق کائنات کے غضب سے بچ سکے گا۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو قتل کا گناہ ہوگا۔ البتہ علاج ومعالجہ ترک کر دیا اور موت واقع ہوگئی تو قتل کا گناہ نہ ہوگا۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو منتخبات نظام الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 391 تا 392)

اپنا خون فروخت کرنا

مریض کو کب اور کس وقت خون کی شدید ضرورت محسوس ہو کہنا مشکل ہے جیسا کہ ایکسیڈنٹ وغیرہ میں تو ایسے موقع پر ڈاکٹر کے لیے کسی سے فوری طور پر خون لینا اور پھر دونوں کے خون کے گروپ کا ایک ہونا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اس الجھن سے بچنے کے لیے بعض ادارے قائم ہیں جو تندرست لوگوں سے خون لیتے ہیں اور ان کو مناسب معاوضہ دیتے ہیں اس طرح جمع شدہ خون ایک مضطر انسان کی جان بچانے میں کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں مزاج شریعت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جذبہ ایثار وہمدردی کے ساتھ دے دے تب تو بہتر لیکن قیمتاً دینا جائز نہیں ہوگا۔ کیونکہ شریعت کا قانون تجارت یہ ہے کہ ایسی چیز کی قیمت لینا جائز ہے جو کہ پاک ہو۔ خون سراسر ناپاک ونجس ہے لہٰذا قیمت لے کر خون دینا کسی طرح درست نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی نے قیمت لے لی تو واپسی ضروری ہوگی۔ (ہدایہ صفحہ 33)

فری خون نہ ملے تو خریدنا جائز

مریض کو خون کی سخت ضرورت پیش آئی اور تبرعاً فری خون نہ مل سکا تو مجبوراً قیمت دے کر حاصل کرنا جائز ہوگا مگر خون دینے والے کے لیے قیمت لینا درست نہیں۔ (عنایہ)

معاشی بہتری' چھوٹے خاندان کے تصور سے منع حمل

موجودہ دور میں منع حمل کی تدبیر' امراض و تکالیف کی بناء پر کم اختیار کی جاتی ہے البتہ یورپی رجحانات اور بڑھتے ہوئے دنیاوی خیالات اور فیشن کے طور پر زیادہ اختیار کی جاتی ہے۔

1۔ مثلاً ابھی ابھی شادی ہوئی اس لیے کچھ عرصہ تک استقرار نہ ہو اور ماں باپ بننے یا حمل کے جھمیلوں سے بچے رہیں اس لیے منع حمل کی تدابیر اختیار کی جاتی ہے۔

2۔ کبھی اس حرکت کا سبب چھوٹے خاندان کا تصور ہوتا ہے کہ چھوٹا خاندان چین سکون اور سکھ کا ضامن ہے جب کہ اسلام کی نظر میں بڑا خاندان مرغوب و پسندیدہ ہے۔ اور چین' سکون اور سکھی ہونا من جانب اللہ ایک تقدیری فیصلہ ہے جس کا معیار خاندان کے چھوٹے بڑے ہونے پر نہیں' اس لیے اس کی اجازت نہیں۔

3۔ حمل سے بچنے کا جذبہ کبھی اس بنا پر ہوتا ہے کہ معاش و آمدنی کی کمی کا زمانہ ہے اس لیے ہر بچہ کا مستقبل روشن اور بہتر ہو' معاشی حالت اعلیٰ رہے۔

یہ تصور در حقیقت خدا کی رزاقیت پر عدم اعتماد کا نتیجہ ہے جب کہ خداوند قدوس نے ہر انسان بلکہ ہر جاندار کے معاش اور مستقبل کی ذمہ داری خود لے رکھی ہے۔ قرآن میں جا بجا اس عقیدہ کو راسخ کرنے کے لیے آیتیں موجود ہیں الغرض یہ تینوں صورتیں اسلامی مزاج کے سراسر خلاف ناپسندیدہ اور ناجائز ہیں۔ (مستفاد منتخب نظام الفتاویٰ جلد 1 ص 378)

دوا میں زکوٰۃ کی رقم

خداوند قدوس نے جس طرح بندوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے اسی طرح اس کے مصرف اور محل استعمال کی تحدید بھی کر دی ہے کہ کن کن افراد کو دے سکتے ہیں۔

ان مصارف کے علاوہ کسی اور جگہ خرچ کرنے میں چاہے ہمیں زیادہ بہتر کیوں نہ معلوم ہوتے ہوں مختار نہیں' بلکہ انہی مصارف کے مکلف ہیں' ورنہ یہ ایک قسم کی بغاوت ہوگی' ان مستحقین میں غریب و مسکین بھی ہے۔ شریعت کی نگاہ میں کون غریب مستحق زکوٰۃ ہے؟ اس کی وضاحت مفسرین اور فقہاء نے اس طرح کی ہے کہ ہر وہ شخص جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا 87 گرام 480 ملی گرام یا ساڑھے باون تولہ چاندی' 612 گرام

یا360 ملی گرام یا اتنی چاندی کے برابر رقم ہو وہ مستحق زکوٰۃ نہیں۔لہٰذا ایسا شخص مصرف زکوٰۃ نہیں' نہ اس کو دینا درست اور نہ ہی اس کا لینا جائز۔اس لیے ایسے شخص کو علاج معالجہ کے لیے زکوٰۃ کی رقم یا زکوٰۃ کی رقم سے دوا دینا جائز نہیں۔

البتہ وہ افراد جو غریب ہوں' یعنی جن کے پاس بقدر نصاب مال نہیں ان کے علاج و معالجہ میں بقدر ضرورت زکوٰۃ کی رقم دینا یا زکوٰۃ کی رقم سے دوا خرید کر دے دینا جائز ہے۔

اسی طرح وہ شخص جو ہے تو برسر روزگار مگر اس کی آمدنی بہت زیادہ نہیں اور اس نے کسی طرح اتنی رقم جمع کر رکھی ہے جو نصاب تک پہنچ جاتی ہے مگر ایک ایسے مرض میں وہ خود یا اس کے گھر کا کوئی فرد مبتلا ہو گیا جس میں اتنی جمع شدہ رقم ناکافی ہو گی بلکہ اس سے کئی گنا زائد کا خرچہ بقول ڈاکٹر یقینی ہے تو ایسی صورت میں زکوٰۃ کی رقم دینا اور لینا جائز ہو گا۔

اسباب وتدابیر کے شرعی درجے

انسان اپنی حفاظت و بقا اور امراض و پریشانی سے بچنے کے لیے جن اسباب و تدابیر کو اختیار کرتا ہے اس کے دو درجے ہیں۔ایک اس کا نافع ہونا' دوسرے اس کا جائز ہونا' اس تدبیر کے نافع اور مفید ہونے کی دو صورت ہو گی۔ایک تو یہ کہ وہ تقدیر کے موافق ہو گی' تو مفید ہو گی' دوسرے یہ کہ وہ تقدیر کے موافق نہ ہو گی' تو وہ تدبیر مفید و کارآمد نہ ہو گی' پھر اس تدبیر کا دوسرا پہلو اور درجہ یہ ہے کہ شرعاً اس تدبیر کا کیا حکم ہے؟ تو ہر تدبیر کے دو درجے ہیں' ایک تو اعتقادی ہے یعنی اسباب (ظاہری تدابیر) کو مستقل بالتاثیر سمجھا جائے' کہ اس تدبیر میں یہ ذاتی تاثیر ہے کہ یہ ہو کر رہے گا' یہ اعتقاد شرعاً حرام و باطل ہو گا' اور اس اعتقاد سے کوئی بھی تدبیر (خواہ بظاہر نافع کیوں نہ ہو) جائز نہ ہو گی۔

اس تدبیر کا دوسرا درجہ عمل کا ہے' یعنی بغیر موثر بالذات سمجھے ہوئے مقاصد کے لیے اسباب اختیار کیے جائیں' اس کا حکم یہ ہے کہ اس مقصد کو دیکھنا چاہیے' کہ اس کا مقصد کیسا ہے' تو اس میں تین احتمال ہیں' یا تو وہ مقصد دینی ہو گا' یا دنیاوی' پھر وہ دنیاوی مقصد مباح ہو گا یا ناجائز' اب اگر وہ دنیاوی مقصد ناجائز اور حرام ہے' (مثلاً ناجائز محبت کے لیے تعویذ کرنا)

تو اس کے لیے اسباب وتدابیر اختیار کرنا اور اس میں تعاون کرنا' جائز نہ ہوگا اور اگر وہ دنیاوی مقصد مباح ہے تو دیکھنا چاہئے کہ وہ دنیاوی مباح' ضروری ہے یا غیر ضروری' اگر دنیاوی مقصد ضروری ہو تو اس کے لیے اختیار کیے جانے والے اسباب کو دیکھنا چاہئے کہ ان پر مقصد کا حاصل ہونا یقینی ہے' مثلاً کھانا' یا غیر یقینی ہے' اگر یقینی ہے تو اس کے اسباب کا اختیار کرنا واجب ہوگا' اور اگر جس سبب سے مقصد حاصل ہوتا ہو' وہ غیر یقینی ہے یعنی اکثر ظاہر ہوتا ہے مگر کبھی اس سے تخلف بھی ہوتا ہے' تو ضعیفوں کمزوروں کیلئے اسباب اختیار کرنا ضروری ہے' اور اقویاء کیلئے گو جائز ہے مگر ترک افضل ہے' اور اگر وہ دنیاوی مقصد مباح ہو مگر غیر ضروری ہو تو اگر اس کے اسباب کا اختیار کرنا کسی اور جہت سے دین کیلئے مضر ہو تو ناجائز ہے ورنہ جائز ہے' جیسے تعویذ مگر ترک افضل ہوگا۔ (آپکے مسائل اوران کا حل جلد 1 ص 352)

کیا تعویذ سے کوئی بیمار ہوسکتا ہے؟

تعویذ گنڈے کا اثر اور فائدہ محسوس ومشاہد ہے' مگر اس کی تاثیر خدائی مشیت وارادہ پر مبنی ہوتی ہے' اور جس طرح غلط دواؤں کے استعمال سے نقصان پہنچتا ہے اسی طرح اگر ناجائز مقصد کے لیے' مثلاً کسی کو بیمار کرنے' طرح طرح کے امراض وپریشانی میں مبتلا کرنے کی نیت بد سے غلط تعویذ کی جائے تو اس کا اثر ظاہر ہوسکتا ہے' اور انسان مرض وپریشانی میں گھر سکتا ہے' اور یہ ایسا ہی ہے کہ کسی انسان پر نجاست پھینکنا ظلم اور حرام ہے' لیکن اگر کسی نے پھینک دیا تو اس کے کپڑے وغیرہ ناپاک ہو جائیں گے۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودیہ عورت نے جادو کیا تھا جس کا اثر آپ پر بھی ظاہر ہوا۔ (بخاری ص 857' مسلم ج 2 ص 221)

الغرض غلط تعویذ وغیرہ سے انسان بیمار ہوسکتا ہے۔ (آپکے مسائل اوران کا حل 350/1)

عامل کیسا ہونا چاہئے؟

ڈاکٹر کے مقابلہ میں عامل کے ساتھ ایک گونہ اعتقاد ہوتا ہے اس لیے عامل کو اپنی زندگی شریعت کے مطابق رکھنی چاہئے اور ہر معاملہ میں اتباع سنت کو ملحوظ رکھنا چاہئے'

کیونکہ یہی وہ سرمایہ ہے جو عامل کو بھی ہر موڑ پر اعتقادی خرابی خود پسندی حرص وطمع اور ناجائز امور کے ارتکاب سے محفوظ رکھ سکتا ہے' بلکہ اس کی عملی زندگی مریض کے حق میں نصیحت کا ذریعہ بنے گی اور اگر اپنے مریض کو شریعت کی پابندی کی تلقین کرے' ممنوع چیزوں سے بچنے کی تاکید کرے تو دوسروں کے مقابلہ میں اس کی بات زیادہ موثر ثابت ہوگی' نیز بدعت و خرافات اور رسم ورواج میں مبتلا افراد سنت کے پابند ہوجائیں گے۔

عامل کی بڑی ذمہ داریاں

1۔ تعویذ لینے والوں میں عامۃً کم پڑھا لکھا طبقہ ہوتا ہے بسا اوقات ان کے عقیدے بڑے کمزور ہوتے ہیں' کبھی تو عامل کو ہی سب کچھ سمجھنے لگتے ہیں کہ اس نے ایسا کردیا اور کبھی تعویذ کو ہی موثر حقیقی تصور کرلیتے ہیں اس لیے عامل پر یہ ضروری ہے کہ اس قسم کے لوگوں کے سامنے تعویذ دیتے وقت یہ وضاحت کردے کہ تعویذ تو دوا کی طرح ایک تدبیر ہے' اصل نفع اور صحت وشفا دینے والا خدائے پاک کی ذات ہے' اس کی مشیت اور ارادے کے بعد ہی ان شاء اللہ نفع ہوگا' اس کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا' اس طرح کے جملہ کہنے سے مرض فساد عقیدہ سے محفوظ رہے گا۔

2۔ تعویذ کا اثر اور فائدہ ارادۂ خداوندی پر موقوف ہے' اگر کبھی مشیت خداوندی کے مطابق اس کا فائدہ ظاہر نہیں ہوتا تو جاہلوں کی بدگمانی ہونے لگتی ہے' کہ فائدہ کیوں نہیں ہوا لگتا ہے نام خدا اور کلام خدا میں کوئی اثر نہیں اور کبھی تو نعوذ باللہ قرآن وحدیث کے وعدوں کے سچے ہونے میں شبہ گزرنے لگتا ہے ظاہر ہے کہ اس قسم کی باتوں سے بچنا اور بچانا دونوں واجب ہے' لہٰذا ایسے لوگوں کو تعویذ نہ دی جائے اور اگر اس کی نوبت ہی آجائے تو فساد عقیدہ سے بچانے کے لیے ضرور یہ وضاحت کردے کہ یہ عملیات بھی طبی دواؤں کی طرف ہیں' موثر حقیقی نہیں' اور نہ اس پر مرتب ہونے کا اللہ اور رسول اللہ کی طرف سے حتمی وعدہ ہے' اور نہ اللہ کے نام اور کلام کا یہ اصلی اثر ہے لہٰذا فائدہ ہوجائے تو بہتر اور دوا کی طرح فائدہ نہ ہو تو من جانب اللہ سمجھنا چاہیے۔ (عملیات وتعویذات صفحہ 81)

عامل کے لیے اجنبیہ کے ساتھ خلوت جائز نہیں

عورتوں کا دل نرم اور کسی کی بھی ہمدردی پر بہت جلد مائل ہو جاتا ہے ان کو براہ راست تعویذ دینے میں بہت سے مفاسد اور فتنے رونما ہوتے ہیں پھر بلا عذر شدید کے غیر محرم سے گفتگو اور خلوت و تنہائی کی نوبت آتی ہے اس لیے عام حالات میں عورتوں کو براہ راست تعویذ نہ دینی چاہیئے بلکہ سختی کے ساتھ منع کر کے کسی محرم مرد کے واسطہ سے منگوانے کی ہدایت کردی جائے۔

البتہ کوئی حاجت شدیدہ اور سخت مجبوری ہو یعنی عورت کو کوئی ایسا مرض لاحق ہو کہ اس کو جانچنے کے لیے دیکھنا یا چھونا یا اس کے سامنے عمل کرنا ناگزیر ہو تو پھر محرم کی موجودگی میں بتقاضائے علاج و معالجہ اس کی گنجائش ہوگی، لیکن خلوت کسی طرح جائز نہ ہوگی۔ (محمودیہ جلد 14 صفحہ 39 و جلد 15 ص 283)

نجومی جوتشی سے علاج

نجومی اور جوتشی جو سیارے کو موثر بالذات سمجھتے ہیں اور ان کے منازل کے مطابق دنیا میں پیش آنے والے حالات بتلاتے ہیں بلکہ انہی سیاروں کو ان احوال کے لیے موثر بالذات سمجھتے ہیں یعنی دنیا میں پیدا ہونے والے حالات نفع و نقصان انہی سیاروں کی ذاتی و قوت تاثیر سے پیدا ہوتے ہیں نیز ان سیاروں کو دیکھ کر مستقبل میں ہونے والے واقعات کی خبر دے کر اپنے آپ کو عالم الغیب باور کراتے ہیں ظاہر ہے یہ دونوں چیزیں حرام سراسر حرام ہیں اور عقائد اسلام کے سراسر خلاف ہیں، لہٰذا نجومیوں سے جو سیارے کو موثر بالذات سمجھتے ہیں اور ان سے مدد طلب کرتے ہیں ایسے نجومیوں سے بذریعہ جھاڑ پھونک یا تعویذ علاج و معالجہ کرانا ناجائز اور حرام ہے بصورت علاج مریض پر توبہ و استغفار لازم و ضروری ہوگا، اور اگر اس کو غیب جاننے والا تصور کر کے علاج کرایا کہ اس کو مستقبل کی خبریں معلوم ہوتی ہیں تو پھر اس شخص کا ایمان خطرہ میں ہے اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا ہوگا، توبہ بھی لازم ہوگا۔

(یہاں تک کے مضامین کتاب ''علاج و معالجے کے شرعی احکام'' سے لئے گئے ہیں)

خواتین کوڈاکٹری تعلیم دلانا

خواتین کوڈاکٹری تعلیم دلانے کا کیا حکم ہوگا۔ جبکہ میڈیکل کالجوں میں مخلوط طریقہ تعلیم رائج ہے اور پڑھانے والے مرد اساتذہ ہوتے ہیں؟ اس بارے میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم فرماتے ہیں۔

شریعت کا اصل حکم تو یہ ہے کہ نامحرم مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے پرہیز کیا جائے' خاص طور پر ایسا مستقل مشغلہ اختیار کرنا' جس میں نامحرم خواتین کے ساتھ مستقل میل جول ہو' بغیر ضرورت کے جائز نہیں' لہٰذا حکومت اور مسلم معاشرہ کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مخلوط تعلیم کی بجائے لڑکوں کے لیے الگ اور لڑکیوں کے لیے الگ تعلیمی ادارے قائم کریں لیکن جب تک ایسا انتظام نہ ہو تو چونکہ میڈیکل تعلیم حاصل کرنا ایک ضرورت ہے اور اس میدان میں متدین افراد کی کمی ہے جسے دور کرنے کا یہی راستہ ہے کہ متدین افراد میڈیکل تعلیم حاصل کریں' اس لیے اگر اس تعلیم کے حصول کا وہ راستہ نہ ہو جو اوپر بیان کیا گیا تو اس شرط کے ساتھ تعلیم کے حصول کی گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ حتی الامکان اپنے آپ کو بے پردہ نامحرم خواتین سے دور رکھیں اور جہاں کہیں ایسی خواتین کا سامنا ہو وہاں نگاہ نیچی رکھیں' اور اپنی نگاہ اور دل کی حفاظت کریں۔

خواتین کے لیے بھی میڈیکل تعلیم کا حصول اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ پردہ کا مکمل اہتمام کریں' اور مردوں کے قریب نہ بیٹھیں عورتوں کے لیے تعلیم کی غرض سے مردوں کو دیکھنے کی گنجائش ہے مگر یہ گنجائش ضرورت کی حد تک ہی محدود رہنی چاہیے۔ (ماخوذ از فتاوی عثمانی: 192/1)

حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا عورت کے لیے عصر حاضر کے میڈیکل کالجوں میں تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں خواہ طریقہ تعلیم مخلوط ہو یا غیر مخلوط۔ کیونکہ پڑھانے والے دونوں صورتوں میں مرد اساتذہ ہوتے ہیں۔ عورتوں کے لیے طبی تعلیم کی صحیح صورت یہ ہے کہ مردوں سے علیحدہ انتظام ہو اور پڑھانے والی بھی خواتین ہوں۔

نیز مردوں کی چیر پھاڑ بھی حرام ہے عملی مشق کے لیے انسانی ڈھانچوں کی بجائے حیوانات کے ڈھانچے استعمال کیے جائیں۔ ممالک اسلامیہ میں مسلمان خواتین ڈاکٹروں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ لڑکیوں کے لیے علیحدہ میڈیکل کالجوں اور ہسپتالوں کا انتظام بسہولت کیا جاسکتا ہے۔ (ماخوذ از احسن الفتاویٰ: 34/8)

بالوں کو ڈیزائن سے سنوارنا

خواتین کے لیے سر کے بالوں کو کاٹے بغیر مختلف ڈیزائن اور فیشن سے سنوارنا جائز ہے البتہ اس میں مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھنا بہرحال ضروری ہے۔

اس سے کافر اور فاسقہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا مقصود نہ ہو۔

محض اپنا یا اپنے شوہر کا دل خوش کرنے کے لیے ایسا کرلیا جائے۔

اتنا وقت اس میں ضائع نہ ہو جس سے دوسرے ضروری امور میں خلل پڑتا ہو۔

(خواتین کیلئے جدید مسائل ص ۵۷)

افزائش کے لیے بال کٹوانا

بعض خواتین کے بالوں کی چوٹیوں کے اختتام پر بال دو اور تین حصوں میں سروں کی نوکوں سے منقسم ہو جاتے ہیں، پھر بالوں کی افزائش بند ہو جاتی ہے، اگر ان بالوں کے سروں کو کاٹ دیا جائے تو پھر بال بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں، تو ایسی صورت میں بالوں کی افزائش کے لیے بالوں کے سرے معمولی طور پر کاٹنا بلاشبہ جائز ہے۔ اگر معتد بہ مقدار تک بال بڑھ چکے ہیں تو مزید بڑھانے کے لیے بال کاٹنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ 120/1)

بیماری اور درد کی وجہ سے بال کٹوانا

اگر کسی عورت کے سر میں کوئی بیماری یا درد وغیرہ پیدا ہو جائے اور اس کے سبب بالوں کا ازالہ ناگزیر ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں بوجہ مجبوری یعنی شرعی عذر کی بنا پر بالوں کا کاٹنا جائز ہے لیکن جیسے ہی یہ عذر ختم ہو جائے اجازت بھی ختم ہو جائے گی یعنی عذر ختم ہونے کے بعد بالوں کا کاٹنا جائز نہ ہوگا۔ (الاشباہ والنظائر 170/2) (عالمگیریہ 438/5 کتاب الکراہیۃ)

کس عمر تک بال کٹوانا جائز ہے

بالغ یا قریب البلوغ لڑکیوں کے بال کٹوانا تو جائز نہیں جیسا کہ اوپر تفصیل سے لکھا گیا ہے البتہ ایسی بچیاں جو چھوٹی ہوں اور قریب البلوغ نہ ہوں یعنی جن کی عمر نو سال سے کم ہو تو' خوبصورتی یا کسی اور جائز مقصد کے لیے ان کے بال کٹوانا جائز ہے' تاہم کافروں اور فاسقوں کے ساتھ ارادی طور پر مشابہت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ شریعت میں ان جیسوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ لڑکیوں کی عمر نو سال پورے ہونے کے بعد بلا ضرورت شدیدہ ان کے بال کٹوانا' منڈوانا ممنوع ہے کیونکہ نو سال کی لڑکی کو فقہا نے بالاتفاق مشتہاۃ قرار دیا ہے۔ اس پر نو سال کی عمر سے پردہ وغیرہ کے احکام کی پابندی لازم ہے' تو اسی عمر سے بال کٹوانے سے بھی ممانعت کردی جائے گی۔ (ردالمحتار 566/3 کتاب الحظر)

(یہاں تک کے مسائل ''خواتین کیلئے جدید مسائل'' سے ماخوذ ہیں)

پوسٹ مارٹم سے متعلق شرعی حکم

سوال: آج کل ہسپتالوں میں جس بے دردی سے لاشوں کا پوسٹمارٹم کیا جاتا ہے وہ تو آپ کے علم میں ہے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالیے کیا اسلام میں اس کی گنجائش ہے؟

جواب: پوسٹ مارٹم کا عمل درج ذیل مفاسد کی بناء پر ناجائز ہے۔

1۔ اس میں مردہ انسان کے جسم کی چیر پھاڑ کی جاتی ہے جو ظاہر ہے احترام آدمیت کے خلاف ہے۔ اس میں انسانی نعش کی توہین و ہتک ہے۔ کوئی بھی انسان اپنی ذات یا اپنے مرحوم عزیز کے ساتھ یہ سلوک کسی قیمت پر گوارا نہ کرے گا۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ مرنے کے بعد بھی اس کی عزت و تکریم ایسے ہی واجب ہے جیسے زندگی میں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کسر عظم المیت ککسرہ حیا میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ انسان کی ہڈی توڑنا (رواہ مالک وابوداؤد وابن ماجہ' مشکوۃ المصابیح 149)

ایک صحابی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر سے ٹیک لگائے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''لا

تؤذ صاحب هذا القبر "اس قبر کی میت کو ایذاء مت دو۔(رواہ احمد۔مشکوٰۃ ص 149)

مزید حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔اذی المؤمن في موته كا ذاه في حياته مسلمان کو مردہ حالت میں ایذاء پہنچانا ایسے ہی ہے جیسے اسے زندگی میں ایذاء پہنچانا۔(مصنف ابن ابی شیبہ ص 245 ج 3)

2۔ پوسٹ مارٹم میں عموماً جسم کی چیر پھاڑ اور اعضاء کی قطع و برید کر کے جسم کو مثلہ کیا جاتا ہے۔(یعنی شکل و ہیئت بگاڑ دی جاتی ہے) حدیث کی رو سے یہ عمل کسی کافر کے ساتھ بھی جائز نہیں۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کو امیر جہاد مقرر فرماتے اسے ہدایات دیتے: اغزوا ولا تغلوا ولا تغدروا ولا تمثلوا ولا تقتلوا وليدا. الحديث. دشمن سے لڑو مال غنیمت میں خیانت نہ کرو' بد عہدی نہ کرو' لاشوں کا مثلہ نہ کرو' نہ کسی بچے کو قتل کرو۔(ابوداؤد' نسائی مسلم بلفظہ)

3۔ پوسٹ مارٹم میں عموماً میت کا بدن برہنہ کر دیا جاتا ہے۔حالانکہ جیسے زندہ شخص کے مخفی اعضا کو دیکھنا جائز نہیں' ایسے ہی مردہ کے مخفی اعضا کو دیکھنا بھی جائز نہیں۔قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تبرز فخذك ولا تنظرن الىٰ فخذ حيّ ولا ميت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی ران ظاہر نہ کرو اور کسی زندہ یا مردہ انسان کی ران ہرگز نہ دیکھو۔(رواہ ابوداؤد)

ان وجوہ کے سبب پوسٹمارٹم کا مروجہ طریقہ ناجائز ہے البتہ اضطراری و مجبوری کی صورت میں ایک حد تک اس کی گنجائش ہے۔مثلاً حاملہ عورت فوت ہوگئی اور بچہ پیٹ میں حرکت کر رہا ہے یا مرنے والے نے کسی کا قیمتی مال (سونا' ہیرا وغیرہ) نگل لیا تو پیٹ چاک کر کے بچہ اور مال نکال لیا جائے۔اسی طرح قتل کا سبب معلوم کرنے کے لیے بھی پوسٹمارٹم جائز ہے۔بشرطیکہ ضرورت و مجبوری کی حد تک کیا جائے اور ستر عورت کا پورا اہتمام کیا جائے۔(خواتین کے دینی مسائل جلد اول ص ۴۴۳)

عورتوں کے لیے نرسنگ کا پیشہ

سوال: کیا نرسنگ کا پیشہ جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو کن شرائط سے؟

جواب: عورتوں کے لیے نرسنگ کی تعلیم حاصل کرنا اور اس کا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے بشرطیکہ عورتوں کی تعلیم گاہیں الگ ہوں' عورتوں کو عورتیں ہی تعلیم دیں' مردوں سے کوئی اختلاط نہ ہو نہ کہیں بے پردگی کی نوبت آئے۔

عورت کے لیے ڈاکٹری کی تعلیم

سوال: آپ نے ایک سوال کے جواب میں لکھا تھا کہ عورت کے لیے ڈاکٹری کی تعلیم جائز ہے مگر پردے کے ساتھ اور اس شرط سے کہ خواتین کے لیے تعلیمی ادارے ہوں' پاکستان میں تو ایسا نہیں ہے کیا اس صورت میں ڈاکٹری کی تعلیم جائز نہیں؟ (ایضا)

جواب: ڈاکٹری کی تعلیم ہو یا کوئی سا ہنر اور پیشہ' عورت کے لیے اس کا جواز مشروط ہے پردہ کے ساتھ۔ پردہ کے بغیر عورت کی جان محفوظ ہے نہ ہی عزت و آبرو' اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ تعلیم کے بہانے اجنبی مردوں سے اختلاط نہ ہو اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ خواتین کے لیے تعلیمی ادارے الگ سے قائم کیے جائیں' اگر پاکستان میں ایسا نہیں ہے تو یہ کوئی ایسا عذر نہیں جس کے سبب مرد و عورت کے اختلاط ایسی بے حیائی کو انگیز لیا جائے۔ ملک میں زیر تعلیم لڑکیوں کی تعداد لاکھوں میں ہے' کیا یہ ان کا بنیادی حق نہیں کہ ان کے لیے الگ ادارے قائم کیے جائیں؟ اگر لڑکیوں کے والدین اور سرپرستوں میں اس کا احساس بیدار ہو اور وہ عوامی سطح پر یہ مسئلہ اٹھائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آزاد خیال بے دین حکمران بھی یہ مطالبہ ماننے پر مجبور ہو جائیں۔

عورت کا مرد ڈاکٹر سے علاج کروانا

سوال: تین برس پہلے کا واقعہ ہے کہ میرا چند ماہ کا حمل ضائع ہو گیا' کسی معالج نے مشورہ دیا کہ ایسے موقع پر رحم کی صفائی ضروری ہے۔ میرے خاوند چونکہ فوج میں ہیں اس لیے وہ مجھے فوجی ہسپتال لے گئے۔ لیکن وہاں ایک عورت کی زبانی معلوم ہوا کہ یہاں صفائی آپریشن وغیرہ مرد ڈاکٹر کرتے ہیں۔ میں نے خاوند کی منت کی کہ کسی دوسرے ہسپتال میں

لے جا کر لیڈی ڈاکٹر سے میرا علاج کرائیں' مگر یہ کہہ کر انہوں نے ٹال دیا کہ وہاں اخراجات زیادہ ہوں گے۔ وہ چھوڑ کر چلے گئے' میں روتی رہی' اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی رہی۔ انہوں نے مجھے بیہوش کر دیا پھر صفائی کی' اب تک اس گناہ کو یاد کر کے روتی ہوں' کچھ عرصہ بعد بیٹے کی پیدائش ہوئی' اس موقع پر بھی میں نے خاوند کو سمجھایا کہ گھر دایہ کا انتظام کر دیں مگر وہ نہ مانے اور ایک ہسپتال لے گئے' وہاں کئی لیڈی ڈاکٹر اور نرسیں تھیں انہوں نے مجھے بالکل برہنہ لٹا دیا اور لاپروائی سے ادھر ادھر گھومتی رہیں۔ بچے کی پیدائش کے بعد گھر آ گئی' اس پر بھی میں روتی ہوں' بتایئے ان گناہوں کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: آپ کے خاوند نے دونوں موقعوں پر سخت غلطی کی' مرد ڈاکٹر سے علاج صرف اس صورت میں جائز ہے جب لیڈی ڈاکٹر سے علاج کرانا ممکن نہ ہو۔ پہلی صورت میں یہ کام ممکن تھا۔ صرف پیسہ بچانے کے لیے مرد ڈاکٹر کی طرف رجوع کیا گیا جو قطعی ناجائز تھا۔ دوسری صورت میں بھی جب گھر پر دایہ سے علاج ممکن تھا تو ہسپتال لے جا کر یوں بے دین اور بے درد نرسوں کے حوالہ کرنا جائز نہ تھا (بلا اضطرار و مجبوری عورت کا عورت کے سامنے بھی ستر کھولنا حرام ہے) خاوند کو چاہیئے کہ اپنی ان کوتاہیوں پر صدق دل سے توبہ کرے اور آئندہ کے لیے احتیاط کرے' آپ ایک تو خاوند کے ہاتھوں مجبور تھیں' دوسرے اس قدر گریہ وزاری کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ چکی ہیں تو امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھیں' مایوس نہ ہوں۔ (حوالہ بالا ص ۸۹)

اسقاط حمل کے بعد جو خون آئے وہ نفاس ہے یا استحاضہ؟

میرے حمل کو چوتھا مہینہ تھا کہ خون آنا شروع ہوا۔ الٹرا ساؤنڈ کرایا تو لیڈی ڈاکٹر نے کہا بچہ اڑھائی ماہ کے بعد سوکھ گیا اب یہ بڑھے گا نہیں لہٰذا صفائی کروالیں۔ خون بھی زیادہ آنا شروع ہو گیا۔ صفائی کروا دی گئی' اس کے بعد کئی دن خون چلتا رہا۔ یہ خون نفاس تھا یا بیماری کا خون؟ اس میں اگر نمازیں چھوڑ دی ہیں تو ان کا کیا حکم ہے؟ یہ مسئلہ بھی بتا دیجئے کہ کبھی حمل پورے مہینوں کا ہوتا ہے مگر بچے کی ولادت سے دس بارہ دن پہلے خون آنا شروع

ہو جاتا ہے۔اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: جب چار ماہ پورے ہونے سے پہلے صفائی کروائی گئی تو یہ خون نفاس نہیں' جتنے دن حیض کی عادت ہے اتنے دن حیض شمار کیے جائیں اور بقیہ تمام دن استحاضہ (بیماری) شمار کیے جائیں' اگر لاعلمی کے سبب ایام استحاضہ میں نمازیں ترک کیں تو ان کی قضاء پڑھیں اور اس پر استغفار بھی کریں۔حالت حمل میں جتنے دن بھی خون چلتا رہے (خواہ حمل کی ابتداء ہو یا انتہاء) استحاضہ کا خون ہے اس خون سے احکام میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مستحاضہ کا حکم وہی ہے جو عام صحت مند عورتوں کا الا یہ کہ معذور ہو تو اس کے لیے بعض احکام طہارت میں تخفیف و رعایت ہے۔ (حوالہ بالا ص ۹۹)

حاملہ کا الٹرا ساؤنڈ کرانا

سوال: عموماً حاملہ عورتیں وضع حمل سے دو تین ماہ پیشتر الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم کرا لیتی ہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ اگر لڑکا ہو تو خوشی مناتے اور لڑکی ہو تو رنج و صدمہ ظاہر کرتے ہیں' کیا پیشگی معلوم کرنا جائز ہے؟ (عابدہ رفیق رحیم یار خان)

جواب: بسا اوقات ڈاکٹر مشورہ دیتے ہیں کہ آخری مہینوں میں الٹرا ساؤنڈ کروا لیا جائے تاکہ بچے کی کیفیت معلوم ہو جائے' اگر بچہ یا زچہ کے لیے کوئی خطرہ محسوس ہو تو اس کے ازالہ کے لیے مناسب تدبیر اختیار کی جائے اور آپریشن کی نوبت نہ آنے پائے' کسی خطرہ کی پیش بندی کے لیے الٹرا ساؤنڈ کرا لیا جائے تو جائز ہے۔لیکن صرف یہ معلوم کرنے کے لیے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟ الٹرا ساؤنڈ کرانا جائز نہیں اور ڈاکٹروں کی بتائی بات یقینی بھی نہیں ہوتی' بارہا غلط ثابت ہوئی ہے۔ایک دوست نے بتایا کہ ان کے کسی عزیز نے امریکہ میں الٹرا ساؤنڈ کرایا' وہاں کے ڈاکٹروں نے رپورٹ دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے' لیکن لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر لڑکے کی خبر سن کر جشن منانا اور لڑکی پر ماتم کرنا بھی حد درجہ قبیح اور جاہلانہ فعل ہے۔ جو کفار مکہ کی یاد دلاتا ہے' اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس پست ذہنیت سے نجات دے۔ (حوالہ بالا ص ۲۳۲)

نرسنگ کا پیشہ

سوال: میں نرسنگ کے پیشے سے منسلک ہوں۔خواتین کا اسلام پڑھنے کے بعد احساس ہوا

کہ بے پردگی کتنا بڑا گناہ ہے؟ میری مجبوری ہے کہ اس پیشے کو چھوڑ بھی نہیں سکتی' میری رہنمائی کیجئے کہ اسلام میں اس پیشے کی گنجائش ہے یا نہیں؟ اور اس کی آمدن حلال یا حرام ہے؟ (ایک مسلمان بیٹی)

جواب: نرسنگ کا پیشہ اسلام میں جائز اور اس کی آمدن حلال ہے۔ بلکہ اخلاص و نیک نیتی سے یہ پیشہ اختیار کیا جائے تو خلق خدا کی خدمت و نفع رسانی کا بہترین ذریعہ ہے لیکن ہر کام میں شرعی حدود کی رعایت ضروری ہے' بحیثیت ایک مسلمان نرس آپ کے لیے بھی ضروری ہے کہ شرعی پردہ کا مکمل اہتمام کریں' یہ کام کسب مال کی بجائے خدمت خلق کے جذبے سے کریں' مریضوں کے ساتھ شفقت و نرمی کا معاملہ کریں۔ (حوالہ بالا ص ۳۴۱)

انجکشن لگوانے کے لیے ہاتھ کھولنا

سوال: بیماری میں کبھی ڈاکٹر سے انجکشن لگوانا پڑتا ہے' جس میں آستین کہنی سے اوپر تک چڑھانی پڑتی ہے کیا یہ طریقہ جائز ہے؟

جواب: یہ ہاتھ کھولنا مریضہ کی مجبوری ہے اس لیے جائز ہے لیکن پورا بازو کھول کر رکھنا جائز نہیں۔ صرف وہ حصہ کھول کر رکھیں جہاں انجکشن لگنا ہے۔ باقی ہاتھ پر کپڑا ڈال دیں۔ (خواتین کے دینی مسائل جلد دوم ص ۲۵)

جانوروں پر سائنسی تجربات

سوال: سائنس کی لیبارٹریوں میں تجربات کے لیے جانوروں کو بے ہوش کر کے ان کی چیر پھاڑ کی جاتی ہے' پھر اسی بے ہوشی کی حالت میں انہیں پھینک دیا جاتا ہے۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: اگر اس چیر پھاڑ کے بعد ان کے ہوش میں آنے اور زندہ رہنے کی امید ہو تو اس طرح پھینک دینا جائز نہیں۔ اگر زندہ رہنے کی امید نہ ہو تو بھی یوں پھینکنے کی بجائے مار دینا چاہیے۔ (حوالہ بالا ص ۲۹۷)

عورت کا مرد ڈاکٹر سے علاج

سوال: مریضہ اگر مجبوری کے تحت مرد ڈاکٹر کے پاس جائے اور ڈاکٹر منہ کھولنے کا کہے تو پردہ اٹھا کر منہ کھول سکتی ہے؟ جبکہ وہ شرعی پردہ کی پابند ہے۔ موقع

پر دوسرے مریض مرد بھی موجود ہیں۔

جواب: اگر اس علاقہ میں کوئی لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں تو مرد ڈاکٹر کے پاس جاسکتی ہے۔ اگر وہ کہے تو منہ کھول کر بھی دکھا سکتی ہے لیکن چادر یا برقع اوڑھ کر اور اس احتیاط کے ساتھ کہ کسی دوسرے مرد کی نظر نہ پڑے، کسی مرد کو بھی اس کی طرف دیکھنا جائز نہیں۔ (حوالہ بالا ص ۳۵۲)

ٹیڑھا دانت سیدھا کرنا

سوال: سنا ہے دانت رگڑوانے اور گھسوانے کی ممانعت ہے، لیکن کوئی دانت ٹیڑھا ہو، دوسرے دانتوں سے آگے یا پیچھے ہو تو اسے سیدھا کرنے کے لیے تار لگوانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ٹیڑھے دانت کو سیدھا کرنے کے لیے تار لگوانا جائز ہے۔ یہ اس وعید میں شامل نہیں جس میں دانتوں میں فاصلہ ڈالنے والی عورتوں پر لعنت وارد ہوئی ہے۔ (حوالہ بالا ۳۹۴)

بچوں میں وقفہ

سوال: میرے بچوں کی پیدائش میں وقفہ کم ہے۔ چھ سال میں چار بچے ہوگئے، چوتھے بچے کی پیدائش پر ڈاکٹر صاحبہ نے کہا ہے کہ اب اگر جلدی بچہ ہوگیا تو رحم کو شدید خطرہ ہے۔ یہ سن کر میں نے وقفہ کرالیا۔ لیکن اب ڈرتی ہوں کہیں اللہ میاں ناراض نہ ہوں۔ ڈاکٹر کی بات جانے صحیح تھی یا غلط؟ چھوٹے بچے کی عمر پونے دو سال ہے۔

جواب: اگر لیڈی ڈاکٹر مسلمان اور اپنے پیشے میں ماہر ہے تو اس کی بات پر عمل کرنا جائز ہے ورنہ کسی دوسری لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ کیجئے۔ دو اڑھائی سال کا وقفہ شریعت کی نظر میں بھی کوئی گناہ نہیں۔ ضرورت کی بنا پر اس سے زیادہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ (حوالہ بالا ص ۴۱۹)

(یہاں تک کے مسائل کتاب "خواتین کے دینی مسائل جلد اول دوم" سے لئے گئے ہیں)

حاملہ طبی معائنہ کرائے تو روزے کا حکم

سوال: روزہ دار حاملہ عورت کا دائی معائنہ کرتی ہے جیسا کہ ان کا طریقہ کار ہے یعنی فرج کے اندر ہاتھ داخل کرنا وغیرہ۔ اس صورت میں روزہ باقی رہے گا یا نہیں؟ قضاء لازم ہے یا کفارہ؟

جواب: روزہ میں اس سے احتیاط کی جائے اور اگر انگلی کو پانی یا تیل لگا ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا شامی میں ہے۔ لو ادخل اصبعۃ...... (درمختار علی الشامیہ ص 99 ج 2) (خواتین کے مسائل اور ان کا حل جلد اول ص ۳۶۱)

زچہ خانے کا خرچہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال: بچہ کی پیدائش پر جو مصارف زچہ خانے (میٹرنٹی ہوم) میں آتے ہیں وہ کس کے ذمے ہیں؟

جواب: یہ مصارف شوہر کے ذمہ واجب ہیں۔ (مفتی عزیز الرحمٰن) (خواتین کے مسائل اور ان کا حل جلد دوم ص ۲۸۷)

لیڈی ڈاکٹر کو ہسپتال میں کتنا پردہ کرنا چاہیے

سوال: میں ڈاکٹر ہوں کیا میں اس طرح پردہ کر سکتی ہوں کہ گھر سے باہر تو چادر اس طرح اوڑھوں کہ پورا چہرہ ڈھک جائے اور مریضوں کے سامنے یا ہسپتال میں اس طرح کہ بال وغیرہ سب ڈھکے رہیں اور صرف چہرہ کھلا رہے۔

جواب: کوئی ایسی نقاب پہن لی جائے کہ نامحرموں کو چہرہ نظر نہ آئے۔

(مفتی محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ) (بحوالہ خواتین کے مسائل اور ان کا حل جلد دوم ص ۵۰۴)

صحت کی اہمیت

ازڈاکٹر مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مدظلہ

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعمتان مغبون فيهما كثير من الناس الصحة والفراغ. (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں رہتے ہیں (وہ ہیں) صحت و فراغت۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن محصن انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے صبح کی اس حال میں کہ اس کو جسمانی عافیت اور اپنے بارے میں امن اور اس دن کی خوراک حاصل ہو تو گویا اس کے لیے پوری دنیا جمع کر دی گئی۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ ہیں کہ کہا جائے گا کیا ہم نے تیرے جسم کو صحیح و تندرست نہ کیا تھا اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہ کیا تھا؟ (احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے عباس اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کیا کیجئے۔ (زادالمعاد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا کہ پانچ نمازوں کے بعد میں اللہ سے کس چیز کا سوال کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے عافیت طلب کیا کرو۔ اس نے

دوبارہ سوال کیا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی جواب دیا) تیسری مرتبہ کے سوال میں آپ نے فرمایا دنیا و آخرت میں عافیت کی طلب اللہ سے کیا کرو۔

خطرناک امراض سے بچاؤ کی مسنون دعائیں از حصن حصین

اللهم انی اعوذ بک من البرص والجنون والجذام و سیئ الاسقام.

اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں برص سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور تمام بری (اور موذی) بیماریوں سے۔

اللهم انی اعوذ بک من منکرات الاخلاق والاعمال والاهواء والادواء

اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں برص سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور تمام بری (اور موذی) بیماریوں سے۔

اللهم انی اعوذ بک من الهدم واعوذ بک من التردی واعوذ بک من الغرق و الحرق والهرم واعوذ بک ان یتخبطنی الشیطان عند الموت واعوذ بک من ان اموت فی سبیلک مدبرا و اعوذ بک من أن اموت لدیغا.

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی عمارت وغیرہ کے نیچے) دب کر مرنے سے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی اونچی جگہ سے) گر کر مرنے سے اور پناہ مانگتا ہوں ڈوب کر مرنے سے جل کر مرنے سے اور حد سے زیادہ بڑھاپے سے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان مرتے وقت میرے ہوش وحواس خبط کر دے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے راہ میں (جنگ سے) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مروں اور اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ سانپ بچھو کے کاٹنے سے مروں۔

واعوذ بک من الصمم والبکم والجنون والجذام وسیئ الاسقام وضلع الدین

اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بہرہ پن سے گونگے پن سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور بدترین (موذی) بیماری سے اور قرض کے غلبہ سے۔

علاج معالجہ

تکلیف وضرر دور کرنے والے اسباب تین قسم کے ہیں۔

1۔ قطعی اور یقینی

جیسے پیاس کی تکلیف دور کرنے کے لیے پانی اور بھوک کی تکلیف دور کرنے کے لیے روٹی اور سردی کے اثرات دور کرنے کے لیے گرم کپڑے وغیرہ۔اس سبب کو ترک کرنا توکل میں شمار نہیں ہوتا بلکہ موت کا خوف ہوتو اس کو ترک کرنا حرام ہے۔

2۔ ظنی

مثلاً طب میں علاج معالجہ کے لیے اختیار کیے جانے والے ظاہری اسباب اور دوائیں کہ ظن غالب ہوتا ہے کہ ان کے استعمال سے شفا حاصل ہوگی۔ یہی حکم اس دم اور تعویذ کا ہے جو کلام الٰہی یا اللہ تعالیٰ کے نام پر مشتمل ہو اور شرک سے خالی ہو۔

ان کو اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔ لیکن ان کو ترک کرنا ممنوع بھی نہیں ہے بلکہ بعض لوگوں کے حق میں بعض حالات میں انکا ترک کرنا افضل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے۔ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار (یعنی کثیر تعداد) افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں۔آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو (ناجائز اور وہمی اسباب سے تو بچتے ہی ہیں ساتھ میں جائز اسباب جو ظنی کے درجہ میں ہیں ان سے بھی پرہیز کرتے ہیں یعنی) نہ دم کراتے ہیں اور نہ فال و شگون لیتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور (بس) اپنے رب (کے مسبب الاسباب اور مؤثر حقیقی ہونے کا استحضار کرتے ہوئے اس) پر توکل کرتے ہیں۔

3۔ وہمی

مثلاً مختلف قسم کے کڑے منکے اور پتھر وغیرہ پہننا یا باندھنا جن سے شفا حاصل ہونے کا ظن غالب نہیں ہوتا بلکہ موہوم امید ہوتی ہے کہ شاید شفا حاصل ہو۔

توکل کے لیے ان کا ترک شرط ہے۔

مسئلہ: کسی شخص کو کوئی بیماری لاحق ہوئی اور اس نے اس کا علاج نہیں کیا یہاں

تک کہ مرگیا تو گناہگار نہ ہوگا۔

مسئلہ: جب یہ اعتقاد ہو کہ شفا دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور انہوں نے دوا کو سبب بنایا ہے تو علاج معالجہ میں مشغول ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ خود دوا ہی شفا دینے والی ہے تو یہ اعتقاد بھی غلط ہے اور اس کے تحت علاج کرنا بھی ناجائز ہے۔

بیماری میں ابتلاء کی حکمت

گناہوں سے مغفرت

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو جو بھی زخم و تکلیف اور فکر و حزن و غم پہنچے یہاں تک کہ کوئی کانٹا بھی اس کو چبھے تو اس کے بدلے میں اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو ان کی حالت دیکھ کر ان سے پوچھا تم کپکپا کیوں رہی ہو۔ انہوں نے جواب دیا بخار (کی وجہ سے) اللہ اس میں برکت نہ رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیونکہ یہ اولاد آدم کے گناہ اسی طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔ (مسلم)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے کو جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کے سبب سے پہنچتی ہے اور جن گناہوں سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتے ہیں وہ زیادہ ہوتے ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں۔ اس کو دنیا ہی میں سزا دے لیتے ہیں اور جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کا بدلہ اس سے روک لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو (اس کے گناہوں کی) پوری سزا دیتے ہیں۔ (ترمذی)

رفع درجات

خالد سلمی رحمہ اللہ کے والد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کے لیے اللہ کی جانب سے بلند مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن اس کے عمل اتنے نہیں ہوتے کہ اس تک پہنچ سکے تو اللہ تعالی اس کو اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ پھر اس کو اس آزمائش میں صبر عطا فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ کی جانب سے لکھے ہوئے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑا انعام بڑی آزمائش کے ساتھ ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اصلاح واحوال واعمال

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مومن جب بیمار ہوتا ہے پھر اللہ عزوجل اس کو صحت عطا فرماتے ہیں تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کے لیے نصیحت بنتی ہے۔ اس کے برعکس منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر تندرست ہوتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے کہ اس کو اس کے مالک نے باندھ دیا ہو پھر کھول دیا ہو اور اونٹ کو کچھ سمجھ نہیں ہوتی کہ اس کو کیوں باندھا تھا اور کیوں کھول دیا۔ (ابوداؤد)

مریض کو فائدہ رضا بالقضا میں ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل جب کچھ لوگوں کو پسند کرنا چاہتے ہیں تو ان کو تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں تو جو تکلیف پر راضی ہوئے ہیں ان سے اللہ راضی ہوتے ہیں اور جو اللہ کی قضا پر راضی نہیں ہوتے اللہ ان سے ناراض ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت صنابحی رضی اللہ عنہ ایک بیمار شخص کی عیادت کے لیے اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ صبح کس حال میں کی؟ اس نے

جواب دیا کہ بڑی نعمت یعنی اللہ کی قضاء پر رضا و تسلیم کے ساتھ کی۔ اس پر حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں گناہوں کے کفاروں اور خطاؤں کے مٹنے کی خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو دکھ و تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلا پر میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر علالت سے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک و صاف اٹھے گا جس دن کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کو بیماری میں مبتلا کیا اور اس کی آزمائش کی تو (اے فرشتو) تم اس کے لیے وہی اجر لکھو جو اس کے لیے صحت کی حالت میں لکھتے تھے۔ (احمد)

بیماری پر اجر تکلیف کے بقدر ملتا ہے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے سخت مصیبت و تکلیف کس کو پیش آتی ہے۔ آپ نے فرمایا انبیاء کو پھر جو ان کے مشابہ ہیں اور اس کے بعد جو ان کے مشابہ ہیں۔ آدمی کی آزمائش اس کی دینداری کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ دین میں پختہ ہے تو اس کی آزمائش و تکلیف بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ دین میں کمزور ہے تو اس کی تکلیف و آزمائش ہلکی ہوتی ہے یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس پر کچھ گناہ باقی نہیں رہتا۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کو بخار تھا میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو تو سخت بخار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں مجھے بخار کی حرارت اتنی شدید ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ ایسا اس لیے ہے کہ آپ کو دوگنا اجر ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ (بخاری)

عورتوں کے دودھ کے بینک (Milk Bank)

مسئلہ: آج کل مغربی ممالک میں عورتوں کے دودھ کے بینک قائم کیے جا رہے ہیں

جس میں دو امکان ہیں یا تو جن عورتوں سے دودھ حاصل کیا ان کے دودھ کے ساتھ ان کے نام و پتے بھی درج ہوں یا ان کے نام و پتے درج نہ ہوں بلکہ وہ نامعلوم ہوں۔ چونکہ مغرب کے طور طریقے آہستہ آہستہ سب جگہ پھیل جاتے ہیں لہٰذا چند اصولی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

1۔ بلا ضرورت کسی عورت کا دودھ دوسرے بچے کو پلانا صحیح نہیں۔ عالمگیری میں ہے کہ عورتوں پر واجب ہے کہ وہ بلا ضرورت ہر بچے کو دودھ نہ پلائیں۔

2۔ کوئی عورت اگر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلائے تو اس بات کو خوب یاد رکھے یا لکھ لے بلکہ اس کو چاہیے کہ اور لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کر دے۔ (عالمگیری ص 345 ج 1)

اس لیے اگر ایسا بینک کہیں قائم ہو ہی جائے تو جو دودھ جمع کیا جائے اس پر خوب احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ دودھ والی عورت کا نام و پتہ چسپاں ہو اور جہاں تک ممکن ہو کم سے کم عورتوں کا دودھ ایک بچے کو پلایا جائے۔ بہتر ہوگا کہ ایک ہی عورت سے اتنا دودھ حاصل کر لیا جائے کہ ایک بچے کی فوری ضروریات کے لیے کافی ہو جائے۔ بچے کے لواحقین کو ان تمام عورتوں کی فہرست مہیا کی جائے جن کا دودھ اسے پلایا گیا ہو۔

3۔ ایک علاقہ کی اکثر عورتوں سے دودھ حاصل کیا گیا لیکن اس کی شناخت نہیں کی گئی پھر ان میں سے ایک عورت کا دودھ کسی لڑکی کو پلا دیا اور کچھ معلوم نہیں کہ کس عورت کا دودھ پلایا گیا تو اس علاقہ کے مردوں کے لیے اس لڑکی سے نکاح کرنے کی گنجائش ہوگی اگرچہ پرہیز بہتر ہے۔ (درمختار ص 439 ج 2)

4۔ انسانی دودھ کی بیع و شراء جائز نہیں ہے۔

5۔ فاسق و فاجر یا کافر عورت کا دودھ کسی مسلمان بچے کو پلانا ناجائز تو ہے لیکن پسندیدہ نہیں کیونکہ اس طرح عام طور پر بچے کے اخلاق اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لیے ایسی عورت کے دودھ سے جہاں تک ہو سکے پرہیز کرنا چاہیے۔

مذکورہ بالا کچھ اصولی اور رہنما امور ذکر کر دیئے گئے ہیں ورنہ تو ماں کو آمادہ کیا جائے کہ اپنے بچے کو خود دودھ پلائے اور اگر کسی بیماری کی وجہ سے یا دودھ کی کمی کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ماں دودھ نہ پلا سکتی ہو تو دودھ پلانے کیلئے کسی انا کو

اجرت پر رکھ لیا جائے اس طرح ایک عورت کا روزگار بھی لگ جائے گا اور محض دودھ حاصل کرنے میں بیع و شراء کا جو عنصر لامحالہ داخل ہوگا اس کا سدباب بھی ہوسکتا ہے۔

ٹیسٹ ٹیوب بارآوری

(Test tube fertilisation)

مصنوعی تخم ریزی کے مسائل سے چند اصولی باتیں معلوم ہوئی تھیں جو یہ ہیں۔

1۔نسب کے ثابت ہونے میں جس مرد کا نطفہ ہو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے بشرطیکہ زنا یا قصداً حرام تخم ریزی نہ ہو۔

2۔جس عورت کے نطفہ کے ساتھ مرد کے نطفہ کا اختلاط ہوا ہے وہ یا تو اس مرد کی زوجہ ہوگی یا غیر زوجہ ہوگی لیکن غیر زوجہ ہونے کی صورت میں اختلاط غلطی اور شبہ سے ہوگیا ہو۔اور اگر ان دونوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہو تو نطفہ والے مرد سے نسب ثابت نہیں ہوگا۔

لہٰذا ٹیسٹ ٹیوب بارآوری کی مختلف صورتوں میں احکام یہ ہوں گے۔

i۔شوہر و بیوی کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو بعد ازاں اس کی بیوی کے رحم میں ٹھہرا دیا گیا ہو۔اس صورت میں بچہ شوہر کا ہوگا۔بیوی بچے کی ماں ہوگی۔

ii۔ بیوی اور غیر شوہر کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو بعد ازاں اس کو بیوی کے رحم میں ٹھہرا دیا گیا ہو۔

(الف) اگر اختلاط اور رحم میں ٹھہرانا شبہ و غلطی سے ہوا ہو تو بچہ نطفہ والے کا ہوگا اور عورت کو وضع حمل تک عدت گزارنی ہوگی جس میں شوہر بیوی سے صحبت نہیں کرسکتا۔

(ب) اگر اختلاط عمداً کیا گیا ہو تو بچہ شوہر کا ہوگا الا یہ کہ شوہر بچے کا اپنے سے ہونے کا انکار کرے۔اور ان دونوں صورتوں میں عورت بچے کی ماں شمار ہوگی۔

ٹیسٹ ٹیوب بارآوری کے چار مراحل ہیں۔

(1) شوہر کی منی حاصل کرنا۔

(2) بیوی کا نطفہ (ovum) حاصل کرنا۔

(3) ٹیسٹ ٹیوب بیوی کے نطفہ کو شوہر کے نطفہ سے بارآور کرنا۔

(4) بارآور شدہ نطفہ (جواب علقہ ہے) کو بیوی کے رحم میں منتقل کرنا' یہ تمام مراحل علاج عقم کے طور پر جائز ہیں۔ لہٰذا اگر بعض عوارض کی بنا پر کوئی جوڑا اس طریقہ کو اختیار کر کے اولاد کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو جائز ہے۔

تنبیہ نمبر 1۔ ٹیسٹ ٹیوب طریقہ کا جواز صرف اسی صورت میں ہے جب میاں بیوی کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو اور بیوی کے رحم ہی میں جنین نے بعد میں پرورش پائی ہو۔ اس کے علاوہ باقی کی تمام صورتیں اختیار کرنا ناجائز ہے۔

تنبیہ نمبر 2۔ یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ ہر مرحلے میں ستر اور حجاب کا لحاظ رکھا جائے اور عورت سے متعلق مراحل کوئی لیڈی ڈاکٹر کرائے)۔

ٹیسٹ ٹیوب عمل کے دوران خاوند کی وفات یا اس کی طرف سے طلاق کی صورت میں کیا ہوگا۔

اس بارے میں تین احتمالات ہیں۔

(1) جرثوموں کے ٹیسٹ ٹیوب میں اتصال و بارآوری سے پیشتر خاوند کی وفات یا اس کی طرف سے طلاق بائن و مغلظہ واقع ہوئی ہو۔ اس صورت میں عمل کو جاری رکھنا سراسر ناجائز ہے کیونکہ نکاح ختم ہو چکا ہے اور بیوی اجنبی ہو چکی ہے۔ اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو محض بیوی کی خواہش پر اس عمل کو جاری رکھنا جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر شوہر بھی چاہتا ہو تو یہ عمل اس کی جانب سے رجعت پر دلیل بنے گا۔ احتیاطاً شوہر پر واجب ہوگا کہ وہ زبان سے بھی رجوع کرنے کا کہہ لے۔

(2) اگر شوہر کی وفات یا اس کی جانب سے کسی بھی نوع کی طلاق بارآور شدہ بیضہ انثی (یعنی علقہ) کے بیوی کے رحم میں استقرار کے بعد واقع ہوئی ہو تو اس کے وہی احکام ہیں جو عام حاملہ میں ان کے وقوع پر ہوتے ہیں۔

(3) خاوند کی وفات یا اس کی جانب سے طلاق بائن و مغلظہ اتصال و بار

آوری کے بعد لیکن استقرار فی الرحم سے پیشتر واقع ہوئی ہو۔ اس صورت میں واجب ہے کہ اس عمل کو ترک کر دیا جائے اور اگر شوہر نے طلاق رجعی دی تھی تو شوہر کے مطالبے پر استقرار فی الرحم کروانے پر رجعت کا حکم لگایا جائے گا البتہ احتیاطاً شوہر پر واجب ہوگا کہ زبان سے بھی رجوع کر لے۔

پوسٹ مارٹم معائنہ (Post mortem)
یعنی بعد از مرگ معائنہ

مروجہ پوسٹ مارٹم مندرجہ ذیل اغراض کے لیے کیا جاتا ہے۔

1۔ غیر معلوم نعش کی شناخت کرنا۔ 2۔ موت کے سبب اور موت کے بعد کی مدت کی تعیین کرنا۔

3۔ نومولود میں اس امر کی تحقیق کرنا کہ پیدائش کے وقت وہ زندہ تھا اور اس میں زندہ رہنے کی قابلیت تھی یا نہیں۔

اصول

مروجہ پوسٹ مارٹم کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ پوسٹ مارٹم معائنہ مفصل اور مکمل ہو۔ جسم کے تینوں جوف (Cavities) یعنی سینہ پیٹ اور کھوپڑی کو کھول کر معائنہ کرنا چاہیئے اگر چہ موت کا سبب کسی ایک جوف میں دریافت بھی ہو گیا کیونکہ معائنہ کرنے والے میڈیکل افسر کو صرف اتنا ہی درج نہیں کرنا کہ فلاں فلاں اعضاء کو زخم پہنچا ہے بلکہ اس بات کو بھی واضح کرنا ہے کہ بقیہ اعضاء درست پائے گئے ہیں۔

طریقہ کار

مروجہ پوسٹ مارٹم معائنہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

ظاہری معائنہ (External Examination) اور اندرونی معائنہ (Internal Examination) ان دونوں معائنوں کی تفصیلات طب قانونی کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہاں ہماری غرض پوسٹ مارٹم کو شریعت کی رو سے جانچنا ہے۔

شرعی اصول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے لشکر روانہ کرتے تھے تو ان سے فرماتے تھے کہ نہ تو عہد توڑنا اور نہ مثلہ کرنا۔ (احمد)

1۔ جیسے کسی زندہ کے جسم کو ایذاء پہنچانا حرام ہے اسی طرح موت کے بعد اس کے جسم کو توڑ پھوڑ اور کانٹ چھانٹ سے محفوظ رکھنا واجب ہے اور اس میں مسلم اور غیر مسلم برابر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اگر یہودیوں کی قبروں سے ان کی ہڈیاں دستیاب ہوں تو ان کو توڑنا بھی منع ہے۔

2۔ کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے مثلاً کسی زندہ کی حرمت کی حفاظت کے لیے اور کسی آدمی کے حق کی خاطر بھی میت کا حق (حرمت) باطل ہو جاتا ہے۔

3۔ جس امر کا جواز کسی ضرورت کی بنا پر ہو وہ فقط ضرورت کے بقدر ہو گا اس سے زیادہ جائز نہیں۔

4۔ ستر کا چھپانا جس طرح زندگی میں فرض ہے اسی طرح موت کے بعد بھی فرض ہے۔ اسی طرح پردے کے احکام بھی ایسے ہی باقی رہتے ہیں بلکہ شوہر کے لیے تو اس حد تک بدل جاتے ہیں کہ وہ مردہ بیوی کے ننگے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اور نہ ہی چہرہ ہاتھ وغیرہ کے علاوہ باقی جسم کو دیکھ سکتا ہے۔

مذکورہ شرعی اصول کا حاصل یہ ہے کہ

i۔ میت کے بیرونی معائنہ میں ستر اور پردے کے احکام کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

ii۔ میت کے جسم کو پھاڑنا چیرنا جیسا کہ پوسٹ مارٹم کے اندرونی معائنہ میں کیا جاتا ہے۔ اس کے احترام کے منافی ہے اور جب تک کوئی ایسی قوی وجہ نہ ہو کہ اس کے سامنے اس کی بے حرمتی کو نظر انداز کیا جا سکے چیر پھاڑ جائز نہیں ہو سکتی۔

مروجہ پوسٹ مارٹم کا جو اصول اوپر ذکر کیا گیا ہے اس کے تحت پوسٹ مارٹم معائنہ سے

حاصل شدہ معلومات علمی دلچسپی (Academic Interest) کی چیز تو زیادہ ہو سکتی ہے لیکن بہت سے واقعات میں ان کا حصول نعش کی چیر پھاڑ کے لیے قوی وجہ نہیں بن سکتا کیونکہ پوسٹ مارٹم معائنہ کے لیے لائی جانے والی نعشوں میں سے بہت سی ایسی ہوتی ہیں جن کے ظاہری معائنہ سے موت کا سبب مثلاً قتل وغیرہ کا علم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زہر خوری کے باعث ہلاک ہونے والے بہت سے افراد میں ظاہری معائنہ ہی سے زہر خوری کے موت کا سبب ہونے کا علم ہو جاتا ہے۔ بعض افراد میں قوی ضرورت ہوگی تو فقط ان سے غذا کے اجزا حاصل کر کے معائنہ کرنے سے کافی معلومات اکٹھی ہو جائیں گی۔ بہت ہی کم ایسے Cases ہوں گے جن میں کسی اندرونی عضو کے معائنہ کی ضرورت پیش آئے۔

پوسٹ مارٹم معائنہ سے اصل غرض یہ ہونی چاہئے کہ موت کا کوئی ایسا سبب معلوم ہو جائے کہ یقینی طور پر یا غالب گمان کے طور پر میت میں موت کی نسبت اس کی طرف کی جا سکے۔ اگر وہ ظاہری معائنہ ہی سے معلوم ہو جائے تو بس اس پر اکتفا کیا جائے اس سے تجاوز کر کے نعش کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر فی الواقع ظاہری معائنہ کافی نہ ہو اور کسی انتہائی قوی ضرورت کی بنا پر اندرونی معائنہ کرنا پڑے تو فقط اتنا حصہ کھولا جائے جو تحقیق کے لیے واقعی ضروری ہو۔ اس سے تجاوز کرنا قطعاً جائز نہیں۔

مروجہ پوسٹ مارٹم میں مذکورہ بالا اصولوں کے توڑنے کو ایک مثال سے سمجھیں۔

Medico-Legal Case کے طور پر ایک بائیس سالہ نوجوان کی نعش لائی گئی جس کو خنجر کا وار کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ اس کو بیضوی شکل کا بھونکا ہوا زخم 3 سم لمبا اور ڈیڑھ سم چوڑا کمر پر لگا۔ یہ زخم دائیں کمر پر درمیان سے ساڑھے چار سم باہر کی جانب اور دائیں Scapula کے 7 سم نیچے اور اندر کی جانب واقع تھا۔ ماہرین کا اندازہ تھا کہ زخمی ہونے کے بعد ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ مر گیا تھا۔ کمر کی جانب قمیص خون سے بھری ہوئی تھی اور بہت سا خون ضائع ہو چکا تھا۔

اس Case میں ظاہری معائنہ سے موت کا ایسا سبب سامنے ہے جس کی طرف

موت کی نسبت یقینی طور پر بلا کسی تردد کے کی جاسکتی ہے۔ شرعی اصولوں کی روشنی میں اب ایسی کوئی قوی وجہ موجود نہیں کہ نعش کا ستر کھولا جائے اور اس کی چیر پھاڑ کی جائے۔

تشریح الابدان کی تعلیم کے لیے نعش کی کانٹ چھانٹ (Body Dissection)

1۔ پوسٹ مارٹم معائنہ کی بحث میں نعش کی حرمت واحترام کا ذکر ہو چکا ہے۔

2۔ مردے کو نہلانا اور اس کی تجہیز وتکفین کرنا اور اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اس کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ کسی کے بھی نہ کرنے سے اس مردہ کے بارے میں تمام باخبر مسلمان گناہ گار ہوتے ہیں۔

3۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ (جب وہ) بیمار (ہو جائے تو اس) کی عیادت کرنا۔ (اس کے) جنازہ کے ساتھ چلنا (جب) وہ (مدد کے لیے) بلائے تو اس کی مدد کرنا اور جب اس سے ملے تو اس کو سلام کہے اور جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا۔ اور اس کی خیر خواہی کرنا خواہ وہ سامنے ہو یا پیٹھ پیچھے ہو۔ (نسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ باتیں مسلمان میت کا دوسرے مسلمانوں پر حق ہیں۔

نعش کی کانٹ چھانٹ (Dissection) میں مندرجہ ذیل قباحتیں لازم آتی ہیں۔

1۔ نعش کی ہتک حرمت ہوتی ہے۔

2۔ میت اپنے حق سے محروم رہتی ہے۔

3۔ اس سے باخبر تمام مسلمان فرض کفایہ کے ترک اور مسلمان کے حقوق کے ضائع کرنے کی بنا پر گناہ گار ہوتے ہیں کیونکہ (Dissection) میں کام آنے والی نعش اگر نماز جنازہ سے نہیں تو تکفین وتدفین سے محروم رہتی ہے۔

4۔ یہ شرعی حکم گزر چکا ہے کہ لاش کا مثلہ نہ کرو۔ اس حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے لشکر روانہ کرتے تھے تو ان سے فرماتے تھے کہ نہ تو نقض عہد کرنا اور نہ مثلہ کرنا۔ (احمد)

5۔ میت کے ستر چھپانے کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔

اب ہمیں دیکھنا ہوگا کہ نعش کی (Dissection) کرنے میں یہ پانچ بڑی بڑی قباحتیں لازم آتی ہیں تو کیا اس کا متبادل طریقہ کوئی ہے؟

موجودہ دور میں مصنوعی ڈھانچے اور مصنوعی اجسام (Dummies) تیار کیے جا رہے ہیں اور ان سے استفادہ بھی کیا جا رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تشریح الابدان کے علم کی تحصیل میں ان پر اکتفا نہ کیا جائے۔

غرض ان قباحتوں کا تحمل کرنے کی کوئی قوی وجہ موجود نہیں ہے اور اس لیے انسانی میت کی (Dissection) کسی طور پر جائز نہیں ہے۔

تنبیہ: (Dissection) کے جائز نہ ہونے پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں سرکاری کالجوں میں اور بہت سے پرائیویٹ کالجوں میں بھی (Dissection) کو میڈیکل یعنی انگریزی طبی تعلیم کا ایک لازمی جزو ہے تو کیا طبی تعلیم حاصل کرنا بھی ناجائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے مقاصد میں سے ایک حفاظت جان بھی ہے جو کہ طبی تعلیم پر موقوف ہے لہٰذا طبی تعلیم کو تو ترک نہیں کیا جائے گا اگرچہ اصحاب اختیار پر لازم ہے کہ وہ اصلاح احوال کریں اور طبی تعلیم کے غیر شرعی حصوں کو تبدیل کریں۔ جب تک حالات شریعت کے مطابق نہیں بنتے تعلیم تو حاصل کی جائے البتہ (Dissection) میں عملی دلچسپی نہ لی جائے صرف مشاہدہ پر اکتفا کیا جائے' دل میں اس کو غلط اور برا سمجھا جائے اور یہ عزم رکھا جائے کہ اصلاح احوال کی سنجیدگی سے کوشش کریں گے۔

دوا کے نمونہ جات (Samples) اور ہدایا (Gifts) کے احکام

مسئلہ: دواؤں کی کمپنیوں کی جانب سے نمونہ جات (Samples) یا ہدیے

ڈاکٹروں کو دیئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے لیے ان کو لینا اور ان کو اپنے استعمال میں لانا یا دوسروں کو مفت استعمال کے لیے دینا جائز ہے۔

مسئلہ: وہ ڈاکٹر جو سرکاری ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں ان کو بھی کمپنیوں کے نمائندے (Representatives) دواؤں کے نمونہ جات ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے دیتے ہیں سرکاری ملازم کی حیثیت سے نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ ڈاکٹر ملازمت چھوڑ کر اپنا نجی مطب کھول لے تب بھی یہ نمائندے اس کے پاس آتے ہیں اور نمونہ جات وہدیے دیتے ہیں۔

البتہ اگر کوئی ڈاکٹر سرکاری ملازمت میں ایسی حیثیت میں ہو کہ اس کو کمپنیوں سے دوائیں خریدنے کا اختیار ہو اور کمپنیوں کے نمائندے اس کو نمونہ جات دیتے ہوں تو یہ نمونہ جات سرکاری ملکیت ہوں گے اور ڈاکٹر کے ذمہ واجب ہوگا کہ وہ ان کو ہسپتال کے سٹور میں جمع کرائے اور جائز مصرف میں خرچ کرے۔ اسی حیثیت میں جو ہدیے ملیں وہ بھی سرکاری ملکیت ہوں گے۔ ڈاکٹر کی ذاتی ملکیت شمار نہیں ہوں گے۔ ہدیے اگر ہسپتال کے استعمال میں آسکیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو فروخت کر کے دوائیں یا ہسپتال کی ضرورت کی دیگر اشیاء خرید لی جائیں۔

تنبیہ: مذکورہ اختیار والا سرکاری ڈاکٹر اگر علاج و معالجہ بھی کرتا ہو اور مریضوں کو نسخہ جات تجویز کرتا ہو تو اگرچہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس کو معالج کی حیثیت سے نمونہ جات وہدیے دیے گئے ہوں لیکن چونکہ کاروباری نقطہ نظر سے سرکاری اختیار کی حیثیت غالب ہوتی ہے اور احتیاط بھی اسی پہلو کو اختیار کرنے میں ہے لہٰذا اس ڈاکٹر کو ملنے والے تمام نمونہ جات وہدایا خواہ ہسپتال میں دیئے گئے ہوں یا نجی مطب میں دیئے گئے ہوں سرکاری ملکیت شمار ہوں گے۔

2۔ کسی غیر سرکاری ادارے کے تحت چلنے والے ہسپتال میں ایسے با اختیار ڈاکٹر کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: کمپنیاں ڈاکٹروں کو جو نمونے دیتی ہیں اس شرط کے ساتھ دیتی ہیں کہ ان کو فروخت نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ کمپنیوں کا ہبہ مطلق نہیں ہوتا بلکہ اس غرض سے ہوتا ہے کہ ڈاکٹر ان کے نمونوں (Samples) کو خود استعمال کر کے یا دوسروں کو استعمال کرا کے ان کے

اثرات کا تجربہ ومشاہدہ کریں اور مفید پاکر مریضوں کو تجویز کریں۔اور چونکہ یہ غرض اسی وقت پوری ہوسکتی ہے جب ڈاکٹر ان کو فروخت نہ کریں بلکہ ان کو خود استعمال کریں یا خود دوسروں کو استعمال کرائیں لہٰذا کمپنیوں کی جانب سے یہ شرط فاسد نہیں ہے بلکہ غرض کے مناسب ہے اور **المسلمون عند شروطهم** کے تحت اس شرط کی پابندی و پاسداری ضروری ہے۔

غرض شرط کی پابندی کرتے ہوئے ڈاکٹروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ نمونہ جات کو فروخت کریں۔لیکن اگر کوئی ان کو فروخت کر دے تو اصل ہبہ کے اعتبار سے بیع صحیح ہو جائے گی البتہ ڈاکٹر پر لازم ہوگا کہ وہ ان کی قیمت کو اپنے استعمال میں نہ لائے بلکہ اس رقم سے وہی دوا یا اگر وہ دوا اس کے دائرہ استعمال میں نہ آتی ہو تو کوئی اور دوا خرید کر لوگوں کو مفت استعمال کے لیے دیدے۔اور اگر کسی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اس رقم کو صدقہ کر دے۔

اگر ڈاکٹر نمونہ جات کو فروخت کر کے حاصل شدہ رقم اپنے استعمال میں لائے گا تو اگر چہ وہ رقم اور اس سے خرید کردہ شے ڈاکٹر کے حق میں حرام نہیں ہوتی لیکن شرط کے خلاف کرنے پر ڈاکٹر گناہ گار ہوگا۔

تنبیہ: کسی کو یہ خیال ہو کہ تجربہ ومشاہدہ تو ایک دو مرتبہ کے استعمال سے ہو جاتا ہے جبکہ کمپنیوں والے نمونہ جات بار بار دے جاتے ہیں۔لہٰذا بار بار دینے میں کمپنی کی وہ غرض باقی نہیں رہتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کمپنی والے تکرار کے ساتھ نمونہ (Sample) کہہ کر اور لکھ کر دیتے ہیں۔اسی طرح شرط بھی لکھی ہوتی ہے۔اور دوا میں نمونہ (Sample) سے غرض وہی ہوتی ہے جو اوپر مذکور ہوئی جبکہ بار بار تجربہ ومشاہدہ کرنا بے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ مفید ہی ہوتا ہے کیونکہ مختلف مریضوں میں ایک دوا کے مختلف مفید ومضر اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ لہٰذا غرض معدوم نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے۔

مسئلہ: آج کل نمونہ جات (Samples) میں رشوت کا عنصر شامل ہوتا جا رہا ہے۔ کمپنیاں زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے مابین مقابلہ بھی زیادہ ہوگیا ہے اور کمپنی کے نمائندے اپنی ملازمت کو مستقل کرانے کی خاطر یا مزید ترقی کی خاطر ان ڈاکٹروں کو زیادہ نمونہ جات

دیتے ہیں جو ان کی کمپنی کی مصنوعات زیادہ لکھتے ہیں یا زیادہ لکھنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ اس وجہ سے ڈاکٹروں پر لازم ہے کہ وہ کمپنیوں سے نمونہ جات اور ہدیے لینے میں استغناء کو اختیار کریں اور کمپنی کے نمائندوں کی خاطر ضابطہ اخلاق وقانون شریعت کو نہ توڑیں۔

مسئلہ: کمپنی کے نمائندہ کی خاطر یا ان سے مزید نمونہ جات (Samples) یا دیگر ہدایا اور مفادات حاصل کرنے کی خاطر بلا ضرورت دوائیں تجویز کرنا یا کم استطاعت والے مریضوں کو متبادل مؤثر اور سستی ادویہ کے ہوتے ہوئے مہنگی ادویہ تجویز کرنا ظلم وخیانت ہے اور نا جائز ہے۔

مسئلہ: نمونہ (Sample) کی دوائیں اگر کسی میڈیکل سٹور پر فروخت ہو رہی ہوں تو بہتر ہے کہ ان کو نہ خریدا جائے۔ اگر خرید ہی لیا تو دوا حلال ہو گی لیکن کراہت تنزیہی کے ساتھ۔ یہ حکم اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ سٹور میں دوا کس ذریعہ سے آئی۔

البتہ اگر معلوم ہو کہ کمپنی کے نمائندوں نے مال چوری کر کے سٹور کو دیا ہے یا ڈاکٹروں میں تقسیم کرنے کے بجائے سٹور کو فروخت کر دیا ہے۔ تو چونکہ وہ غصب اور چوری کا مال ہے لہٰذا اس کو خریدنا نا جائز ہے۔

دواؤں کی کمپنیوں کی زیر سرپرستی طبی کانفرنسیں

کمپنیاں ازخود یا ڈاکٹروں کی تحریک ودرخواست پر طبی کانفرنسیں کرواتی ہیں۔ یہ کانفرنسیں چھوٹے بڑے پیمانے پر ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کانفرنس کا کل خرچ صرف ایک یا ایک سے زائد کمپنیاں برداشت کرتی ہیں۔ اس میں شرکاء کانفرنس کے اعلیٰ ہوٹل میں قیام و طعام کا خرچہ اور بعض خصوصی شرکاء اور مہمانوں کے سفری اخراجات بھی شامل ہوتے ہیں۔

مسئلہ: کمپنی ازخود اپنی تحریک پر ایسی کوئی کانفرنس کرے تو بظاہر کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ اس سے کمپنی کا مقصود اپنی مصنوعات کی ترویج ہوتا ہے اور ترویج کا ذریعہ ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ڈاکٹر کا کمپنی کی ایسی کسی پیشکش سے فائدہ اٹھانا جس سے وہ کسی بھی حد تک اس

کمپنی کی مصنوعات کی ترویج کا پابند ہو جائے یا اپنے آپ کو پابند محسوس کرے نا جائز ہے اور رشوت ہے۔اس میں اعلیٰ ہوٹل میں قیام وطعام بھی شامل ہے اور سفری خرچہ بھی۔

مسئلہ: جب خود ڈاکٹروں کی درخواست ومطالبہ پر کوئی کمپنی کسی طبی کانفرنس کی سرپرستی کرے تو اس صورت میں ڈاکٹروں کو بہت زیادہ احتیاط اور استغناء کی ضرورت ہے۔کوئی ایسا فائدہ اٹھانا خواہ وہ سفری ٹکٹ کا ہو یا ہوٹل میں قیام وطعام کا ہو جس کے بعد ڈاکٹر کمپنی کے کسی درجہ میں پابند ہو جائیں یا پابندی محسوس کریں جائز نہیں۔

مسئلہ: خاص کانفرنس کے انتظام کی مجبوری ہو یا کسی خاص ناگزیر مہمان کو باہر سے بلانا ہو تو یہ کمپنی کے سپرد کیا جا سکتا ہے۔البتہ دیگر منتظمین ڈاکٹر اور شرکاء کے قیام وطعام کے اور سفر کے اخراجات خود ان کے اپنے ذمے ہوں۔کمپنی کے انتظام کرنے سے کمپنی کو اپنی مطلوبہ تشہیر حاصل ہو جائے گی اور قیام وطعام اور سفر کے اخراجات خود برداشت کرنے سے ڈاکٹر کمپنی کے پابند بھی نہیں رہیں گے۔

مسئلہ: مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں ضروری ہے کہ اسراف وتبذیر سے بچا جائے اور مادی آسائشوں کے بجائے علمی معیار کو ترجیح دی جائے۔

جیلاٹن (Gelatin) کیپسول

جیلاٹن کے بارے میں لکھا ہے۔

A product obtained the partial gydrolysis of collagen derived from the skin, white connective tissues, and bones of animals.

(Seventeenth edition)

غرض جیلاٹن جانوروں کی کھال، ہڈیوں او جوڑنے والی سفید بافتوں میں موجود چپچپے مادے سے حاصل کیا جاتا ہے۔اس کے لیے تیزاب اور شورے سے مدد لی جاتی ہے۔

پھر اس جیلاٹن سے جہاں دوا کے خالی کیپسول بنائے جاتے ہیں وہیں گولیوں پر اس

کی تہہ چڑھائی جاتی ہے اور اس کو مقعد میں رکھنے والی دوا میں بھی ملایا جاتا ہے۔

پاکستان میں تیار کیا جانے والا جیلاٹن اور اس سے بنائے جانے والے کیپسول کے بارے میں تو پریشانی کی بات نہیں ہے کیونکہ عام طور سے ذبح شدہ جانوروں سے خام مال حاصل کیا جاتا ہے لیکن خود پاکستان میں درآمد شدہ کیپسول کی بہت بڑی مقدار استعمال ہوتی ہے حالانکہ جن ملکوں سے وہ درآمد کیے جاتے ہیں وہاں خنزیر اور غیر مذبوحہ جانوروں ہی کی کھالوں اور ہڈیوں اور بافتوں سے جیلاٹن حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر امریکہ اور یورپ میں حلال کیپسول کا تو کوئی تصور ہی نہیں حالانکہ وہاں مسلمان بھی کثیر تعداد میں رہتے ہیں اور مشرق وسطی میں اکثر و بیشتر دوائیں یورپ اور امریکہ سے پیک شدہ حالت میں آتی ہیں۔

ایک طرف کیپسول کا استعمال اتنا عام ہے اور دوسری طرف اس سے اجتناب بھی تقریباً ناممکن ہے۔ کیپسول کو تبدیل کرنا بھی آسان نہیں کیونکہ حلال کیپسول ہر جگہ دستیاب نہیں پھر ہر ایک کے بس کی بات نہیں اور اس میں سے دوا نکال کر کھانا بھی انتہائی مشکل ہے۔

چونکہ انسان اور خنزیر کے علاوہ کسی بھی جانور کی کھال دباغت یعنی Tanning سے پاک ہو جاتی ہے اور کھال کے کولاجن (collagen) سے جیلاٹن بنتا ہے اس لیے بعض حضرات کا خیال ہے کہ پانی اور تیزاب کے ذریعہ کولاجن جس کیمیائی عمل Chemical Process) سے گزرتا ہے اس سے کولاجن کی دباغت یا قلب ماہیت ہو جاتی ہے اور نتیجہ میں حاصل ہونے والا جیلاٹن پاک اور حلال ہوتا ہے۔ لیکن یہ رائے قابل تسلیم نہیں کیونکہ کولاجن پر ہونے والا عمل جزوی Hydrolysis ہے جس سے کولاجن پانی کی موجودگی میں کولاجن جیسے چپچپے مادے سے نسبتاً سادہ جزو جیلاٹن حاصل ہوتا ہے۔ اس عمل کو دباغت کہنا یا قلب ماہیت کہنا دونوں درست نہیں۔

یہ عمل دباغت نہیں کیونکہ دباغت میں کھال وغیرہ میں جو رطوبتیں ہوتی ہیں ان کو دور کیا جاتا ہے جب کہ جیلاٹن بنانے کے عمل میں پانی کے استعمال کی وجہ سے کسی مرحلہ میں بھی رطوبتوں کو دور نہیں کیا جاتا بلکہ جیلاٹن تو خود کولاجن کی طرح کی چپچپی رطوبت ہی ہوتی ہے جس کو کیپسول کی شکل میں سکھایا جاتا ہے اور کیپسول کے تر ہوتے ہی چپچپاہٹ نمایاں ہو

جاتی ہے۔علاوہ ازیں کولاجن اگر خنزیر کی کھال سے حاصل کیا ہوتو وہ تو عمل دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتا۔اس عمل کو قلب ماہیت بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ حرام شے کی حلال شے کی طرف قلب ماہیت میں یہ بات ضروری ہے کہ شے کے سابقہ خواص ختم ہو کر نئے خواص پیدا ہو گئے ہوں جیسا کہ مردار کے نمک میں اور چربی کے صابن میں اور شراب کے سرکہ میں تبدیل ہونے کی صورت میں دیکھا جاتا ہے جب کہ کولاجن سے جب جیلاٹن حاصل ہوتا ہے تو اس کی اصل خاصیت مثلاً چپچپاہٹ اسی طرح برقرار رہتی ہے۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قلب ماہیت کا عمل نہیں ہوا ہے۔علاوہ ازیں دباغت سے مردار اور حرام کھال وغیرہ پاک تو ہو جاتی ہے لیکن حلال اور کھانے کے قابل پھر بھی نہیں بنتی۔لہٰذا کیپسول کے بارے میں دباغت کی توجیہ ویسے ہی بے فائدہ ہے۔(ردالمحتار ص149 ج1)

کیپسول کے استعمال کے جواز کی کسی درجے میں صرف یہی توجیہ کی جا سکتی ہے کہ چونکہ دوا کی ضرورت ہوتی ہے اور کیپسول کو تبدیل کرنا یا اس میں سے دوا نکال کر کھانا انتہائی دشوار ہے اس لیے اس کو دوا کا جزو سمجھا جائے اور مجبوری میں تداوی بالحرام جائز ہے۔حاصل یہ ہے کہ:

1۔جہاں تک ہو سکے حرام کیپسول کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔

2۔مجبوری ہو تو اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔

3۔حلال کیپسول کے استعمال کے پھیلاؤ کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے۔

انتقال خون (Blood Transfusion)

1۔خون انسان کا جزو ہے اور جب بدن سے نکال لیا جائے تو وہ نجس اور ناپاک بھی ہے اس کا اصل تقاضا یہ ہے کہ عام حالات میں ایک انسان کا خون دوسرے کے بدن میں داخل کرنا حرام ہے۔اجزائے انسانی کی تکریم بھی اس کا تقاضا کرتی ہے اور اس کا نجاست غلیظہ ہونا بھی حرمت ہی کا تقاضا کرتا ہے۔

لیکن اضطراری حالات اور عام معالجات اور دوا میں شریعت اسلام کی دی ہوئی

سہولتوں میں غور کرنے سے امور ذیل سامنے آتے ہیں۔

اول یہ کہ خون کے استعمال کی حرمت دو وجہ سے ہو سکتی ہے۔ایک یہ کہ خون انسان کا جزو ہے اور جزو انسان کا استعمال جائز نہیں۔

دوم یہ کہ خون نجس اور حرام ہے۔

جہاں تک پہلی وجہ یعنی اس کے جزو انسان ہونے کا تعلق ہے اس میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خون اگر چہ جزو انسانی ہے مگر اس کو دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنے کے لیے اعضاء انسانی میں کانٹ چھانٹ کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ انجکشن کے ذریعہ خون نکال کر دوسرے بدن میں ڈالا جاتا ہے اس لیے اس حیثیت سے اس کی مثال انسانی دودھ کی سی ہوگئی جو بدن انسان سے بغیر کسی کانٹ چھانٹ کے نکلتا ہے اور دوسرے انسان کے بدن کا جزو بنتا ہے اور شریعت اسلام نے بچہ کی ضرورت کے پیش نظر انسانی دودھ ہی کو اس کی غذا قرار دیا ہے۔

بچوں کے علاوہ بڑوں کے لیے بھی دوا علاج کے لیے عورت کے دودھ کو فقہا نے جائز قرار دیا ہے۔عالمگیری میں ہے۔

ولا باس بان یسعط الرجل بلبن المرأة ویشربه للدواء

اس لیے جزو انسانی ہونے کی حیثیت سے اگر خون کو دودھ پر قیاس کیا جائے تو کچھ بعید قیاس نہیں لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح شریعت اسلام نے عورت کے دودھ کو جزو انسانی ہونے کے باوجود ضرورت کی بنا پر بچوں کے لیے جائز کر دیا ہے اسی طرح ضرورت کی بنا پر خون دینا بھی جائز ہو۔

خون کا استعمال حرام ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ خون ناپاک ہے۔اب یہ تداوی بالحرام میں داخل ہوگا اور اس کی بنا پر مریض کو خون دینے کے حکم میں یہ تفصیل ہے۔

1۔جب خون دینے کی مجبوری ہو یعنی کسی مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہو اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں اس کی جان بچنے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہ ہو تو خون دینا جائز ہے۔

2۔جب ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے کی حاجت ہو یعنی مریض کی ہلاکت کا خطرہ تو

نہ ہولیکن ڈاکٹر کی نظر میں خون دیئے بغیر صحت کا امکان نہ ہو اس وقت بھی خون دینا جائز ہے۔

3۔ جب خون نہ دینے کی گنجائش ہو تو اس سے اجتناب بہتر ہے۔

لمافی الهندیه و ان قال طبیب یتعجل شفاء ک فیه وجهان.

4۔ جب خون دینے سے محض منفعت یا زینت مقصود ہو یعنی جب ہلاکت یا مرض کی طوالت کا اندیشہ نہ ہو بلکہ محض قوت بڑھانا یا حسن میں اضافہ کرنا مقصود ہو تو ایسی صورت میں خون دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

انسانی خون کی خرید و فروخت

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت (یعنی اس کی خرید و فروخت) سے منع فرمایا۔ (بخاری)

خون کی بیع تو جائز نہیں' لیکن مجبوری اور حاجت کے حالات میں جب مریض کو خون دینا جائز ہے تو ان حالات میں اگر کسی کو خون بلا قیمت نہ ملے تو اس کے لیے قیمت دے کر خون حاصل کرنا بھی جائز ہے مگر خون دینے والے کے لیے اس کی قیمت لینا درست نہیں ہے۔

کافر یا فاسق کا خون کسی دیندار مسلمان کو لگانا

جائز تو ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ کافر یا فاسق فاجر انسان کے خون میں جو اثرات خبیثہ ہیں ان کے منتقل ہونے اور اخلاق پر اثر انداز ہونے کا خطرہ قوی ہے۔ اسی لیے امت کے صلحاء نے جائز ہونے کے باوجود فاسق فاجر عورت کا دودھ پلوانا بھی پسند نہیں کیا' اس وجہ سے اگر متبادل خون مہیا ہو تو کافر اور فاسق فاجر انسان کے خون سے اجتناب بہتر ہے۔

انتقال خون سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

مسئلہ: شوہر کا خون بیوی کے بدن میں یا بیوی کا خون شوہر کے بدن میں داخل کرنے سے نکاح پر شرعاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نکاح بدستور قائم رہتا ہے' کیونکہ شریعت اسلام نے حرمت کو نسب' مصاہرت اور رضاعت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

مریض کے علاج اور تیمارداری میں پردے کا اہتمام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پچھنے لگوانے (cupping) کی اجازت طلب کی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطیبہ کو حکم دیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پچھنے لگا دیں۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوطیبہ سے جو سینگی لگوائی تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے سلسلے میں بھی پردے کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر معالج کے سامنے بے پردہ ہو کر آ جانے میں کچھ حرج نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کہنا نہ پڑتا کہ ابوطیبہ رضی اللہ عنہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے۔

مسئلہ: مرد معالج کو تو پردے کا خیال ہو لیکن مریض عورتیں اگر نقاب کے بغیر یا پردے میں کوتاہی کرتے ہوئے اس کے پاس علاج کے لیے آئیں اور معالج ان کو پردے کی پابندی کے ساتھ آنے پر مجبور نہیں کر سکتا تو مرد معالج کو چاہیے کہ وہ جہاں تک ہو سکے اپنی نظروں کی حفاظت کرے اور دل کو قابو میں رکھے۔

مسئلہ: عورت کو زنانہ امراض سے ہٹ کر کوئی آپریشن کرانا ہے لیکن کوئی خاتون سرجن ایسی نہیں کہ جس کی مہارت پر تسلی ہو تو مرد سے آپریشن کرا سکتی ہے۔

اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے لیے جس میں ستر کھولنا پڑے محرم کو تلاش کرنا چاہیے۔ اگر کوئی ماہر معالج محرم نہ ملے تو غیر محرم سے بھی علاج کرا سکتے ہیں لیکن اس میں شریعت کے ایک اہم اصول **الضرورۃ تتقدر بقدر الضرورۃ** کا خیال رکھنا لازم ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہو معالج بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے۔ مثلاً علاج کے لیے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہے تو اس سے زیادہ دیکھنے اور ہاتھ لگانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر بازو میں یا پاؤں میں زخم ہے تو جتنی جگہ بدرجہ مجبوری

دیکھنے کی ضرورت ہو بس اسی قدر معالج دیکھ سکتا ہے۔ اگر علاج کی مجبوری کے لیے آنکھ ناک' دانت دیکھنا ہے تو اس صورت میں بھی پورا چہرہ کھولنا جائز نہیں جس قدر دیکھنے سے کام چل سکتا ہو بس اسی قدر دکھا سکتے ہیں۔ بلکہ ایسے معالج کے متعلق بھی یہی تفصیل ہے جو عورت کا محرم ہو جس کی وجہ یہ ہے کہ محرم کے لیے بھی اپنی محرم عورت کا پورا بدن دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ عورت کو اپنے محرم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ اور ران کھولنا منع ہے۔ پس اگر پیٹ میں یا پیٹھ میں زخم ہو تو حکیم' ڈاکٹر خواہ محرم ہو یا نامحرم صرف زخم کی جگہ دیکھ سکتا ہے اس سے زیادہ دکھانا گناہ ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پرانا کپڑا پہن کر زخم کی جگہ سے اس کو کاٹ دیا جائے تاکہ پیٹ کے بقیہ حصے پر اس کی نظر نہ پڑے اور چونکہ عورت کو ناف سے لے کر گھٹنے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا ناجائز ہے اس لیے اگر لیڈی ڈاکٹر کو مثلاً ران یا سرین کا پھوڑا وغیرہ دکھانا ہو تو اس صورت میں بھی کپڑا کاٹ کر صرف پھوڑے کی جگہ دکھائی جائے۔

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ضرورت کے لیے حکیم' ڈاکٹر کو وہ جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و قریبی موجود ہوں ان کو اس جگہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں اگر حاضرین میں سے کوئی ایسا شخص ہے جسے شرعاً اس جگہ کا دیکھنا جائز ہے تو وہ اس پابندی سے خارج ہے مثلاً اگر پنڈلی میں زخم ہے اور وہ ڈاکٹر یا جراح کو دکھانا ہے اور عورت کا باپ یا حقیقی بھائی بھی وہاں موجود ہے اس نے اگر دیکھ لیا تو گناہ نہ ہوگا کیونکہ پنڈلی کا کھولنا محرم کے سامنے درست ہے۔

تنبیہ: یہ تفصیل جو ابھی ذکر کی گئی ہے مرد کے علاج کے سلسلے میں بھی ہے کیونکہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مرد کا بھی پردہ ہے۔ اگر ران یا سرین کا زخم کسی ڈاکٹر کو دکھانا ہے یا کولھے میں انجکشن لگوانا ہے تو صرف بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے۔ دوسرے لوگوں کا دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے کے بدن کو کھولنا درست نہیں ہے کوئی کپڑا وغیرہ ڈال لینا چاہیے بلا ضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر لڑکا بڑا ہو تو ختنہ کراتے وقت صرف ختنہ کرنے والے کو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے دوسرے لوگوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے وقت دائی اور نرس کو صرف بقدر ضرورت پیدائش کی جگہ دیکھنا جائز ہے اس سے زیادہ منع ہے۔ اور آس پاس جو عورتیں موجود ہوں اگر چہ ماں بہنیں ہی ہوں ان کو بھی دیکھنا منع ہے اس وجہ سے کہ ان کا دیکھنا بلا ضرورت ہے۔

مسئلہ: اگر غیر مسلم دائی یا نرس بچہ پیدا کرانے کے لیے بلائی جائے تو اس کے سامنے سر کھولنا حرام ہوگا کیونکہ کافر عورت کے سامنے مسلمان عورت صرف چہرہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے تک دونوں پیر کھول سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں ہے۔ غیر مسلم عورتیں مثلاً بھنگن، دھوبن، مالن، نرس، لیڈی ڈاکٹر جو بھی ہوں ان سب کے متعلق یہی حکم ہے۔

مسئلہ: بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ بجائے دائیوں کے مرد ڈاکٹروں سے بچے جنواتے ہیں جبکہ ہم جنس کو اپنی جنس کے ستر کی طرف بھی بلا ضرورت نظر ڈالنا جائز نہیں تو غیر جنس (Opposite sex) کو کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور غیر جنس میں بھی جتنا بعد ہوتا جائے گا اتنا ہی ممانعت اور حرمت میں تشدد بڑھتا جائے گا۔ مسلمان عورت کی ہم جنس قریب مسلمان عورت ہے۔ اول بوقت ضرورت اس کو اختیار کیا جائے۔ اگر وہ دستیاب نہ ہو تو اس کے بعد کافر عورت ہے جو اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔ اس کے بعد مرد ڈاکٹر کی اگر ضرورت ہی آ پڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے اگر وہ دستیاب نہ ہو تو اس کے بعد کافر کی طرف رجوع کیا جائے نہ کہ اول ہی قدم میں کافر مرد کی طرف پہنچ جائیں۔

مسئلہ: علاج کے سلسلے میں بھی بے احتیاطی نہیں ہونی چاہیے مریض کا ستر کھل جائے تو فوراً اس کو ڈھانپ دینا چاہیے۔ یہ شرعاً حرام ہے۔

جب الٹرا ساؤنڈ کرنے کے لیے ماہر لیڈی ڈاکٹر موجود ہو اور مریض خاتون اس کے اخراجات برداشت کر سکتی ہو تو اس کو چھوڑ کر مریض خاتون کا کسی مرد ڈاکٹر سے الٹرا ساؤنڈ کرانا جائز نہیں۔ البتہ اگر مریض خاتون میں استطاعت نہ ہو یا ماہر لیڈی ڈاکٹر دستیاب نہ ہو تو مجبوری میں مرد سے کروا سکتی ہے۔ لیکن مرد ڈاکٹر پر بھی ضروری ہے کہ وہ عورتوں کا الٹرا ساؤنڈ کرنے میں کسی نرس کی مدد حاصل کرے جو مریض عورت کے جسم پر آلہ خود پھیرے۔

تنبیہ: جو اصول اوپر ذکر کیے گئے ہیں ان کا لحاظ مختلف قسم کے دیگر اپریشنوں (عملیات جراحی) میں بھی رکھنا ضروری ہے۔ (از مریض و معالج کے اسلامی احکام)

حجامہ علاج بھی.... سنت بھی

طب نبوی کیا ہے؟ طب نبوی چار چیزوں کا مجموعہ ہے۔

1۔ وہ غذائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف امراض کے علاج کے لیے تجویز فرمائیں۔

2۔ وہ دوائیں یعنی جڑی بوٹیاں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور علاج ثابت ہیں۔ 3۔ حجامہ یعنی فاسد خون نکلوانے کا عمل۔ 4۔ وہ دعائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتاً فوقتاً مختلف جسمانی وروحانی امراض کے علاج کے لیے تلقین فرمائیں۔

معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرشتوں کے ہر گروہ نے عرض کیا کہ آپ اپنی امت کو حجامہ سے علاج کا حکم فرمائیں۔ (ترمذی)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ امثل ماتدا ویتم به الحجامه۔

ترجمہ: سب سے بہترین دوا جس سے تم علاج کرو وہ حجامہ لگوانا ہے۔ (بخاری 5797)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جس طرح ہمیں دین کے احکام ملے ہیں اسی طرح طب میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔ موجودہ دور میں مغربیت کی یلغار کی وجہ سے جہاں اور شعبوں میں مسلمانوں نے غیروں کی روش اختیار کی وہاں طب کا انتہائی اہم شعبہ بھی متاثر ہوا اور ہم علاج کے سلسلہ میں بھی مغربیت کی تقلید کی وجہ سے اپنا قیمتی وقت اور پیسہ ضائع کرنے کے باوجود حقیقی شفا سے محروم رہتے ہیں۔

حجامہ ایک سنت علاج ہے جس میں مختلف مقامات پر کٹ لگا کر جلد کی پہلی جھلی سے

فاسد خون نکال کر کھانسی سے لے کر کینسر تک تقریباً تمام بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے جسم میں فاسد مادوں کے جمع ہونے کی وجوہات میں دھواں' پانی' مشروبات میں موجود زہریلے کیمیائی مادے' مکانات کے قریب فیکٹریوں کا فضلہ' تمباکو والی اشیاء بازاری کھانے' ذہنی دباؤ' غصہ گھبراہٹ وغیرہ ہیں۔ ان فاسد مادوں کی وجہ سے قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے اور انسان مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

حدیث نبوی کے مطابق ''حجامہ'' مردوں عورتوں کی 70 سے زائد بیماریوں کا موثر علاج ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سچے فرمانِ عالیشان کے مطابق قدیم و جدید امراض مثلاً بلڈ پریشر / اٹھرا' شوگر / درد گردہ' موٹاپا / قبض' ٹینشن / خرابی خون' فالج / لقوہ' جوڑوں کا درد' ہمہ قسم درد' بے اولادی' مائیگرین / بواسیر' دمہ / لیکوریا' الرجی / خارش' مرگی / امراض معدہ' ہیپاٹائٹس' کینسر / ٹی بی وغیرہ جیسے موذی اور خطرناک امراض میں مبتلا ہزاروں مریض اس مبارک طریقہ علاج سے بحمد اللہ! شفایاب ہو چکے ہیں۔ مردانہ اور زنانہ پوشیدہ امراض کے لیے بھی یہ بے حد مفید ہے۔ صحتمند لوگ بھی اتباع سنت کی نیت سے حجامہ لگوا سکتے ہیں کیونکہ اس میں سو شہیدوں کے ثواب کے علاوہ بیماریوں سے روک بھی ہے اور اس سے طبیعت میں نشاط اور چستی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ علاج ایسے فوری اثر کرتا ہے جیسے پھوڑے میں سے پیپ نکلتے ہی راحت ملتی ہے۔ ہر قسم کی بیماریوں کو جڑ سے نکال باہر کرتا ہے' چین کا یہ قومی علاج ہے' عرب کنٹریز اور دنیا کے کئی ممالک میں اس علاج کا رواج اور اہتمام ہے۔

حجامہ کے دوران طبیب کو ایسے غیر معمولی نتائج کا سامنا ہوگا کہ وہ بے اختیار کہہ اٹھے گا کہ کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ غرض کئی سالہ تجربات کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارکہ پر حق الیقین ہے کہ ''بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ حجامہ ہے'' اس سلسلہ میں صرف دو واقعات پیش خدمت ہیں

☆ ایک معمر بزرگ کا حجامہ اس حالت میں کرنے کا موقع ملا کہ موٹر سائیکل کے حادثے میں ان کی یادداشت بالکل ختم ہو چکی تھی۔ اور ان کو پاگل پن کے دورے پڑتے تھے پہلے حجامہ کے بعد پاگل پن کے دورے بالکل ختم ہو گئے اور دوسرے حجامہ کے آخر میں

ان کی یادداشت ایسی واپس آئی کہ وہ کئی سالوں پہلے کے واقعات بھی سنا رہے تھے۔

☆ایک صاحب شدید عرق النساء کے درد میں کلینک آئے۔ ڈاکٹروں نے انہیں فوری طور پر آپریشن کے لیے کہا تھا اور وہ ہسپتال میں آپریشن کی فیس بھی جمع کروا چکے تھے۔ بندے نے ان کا حجامہ کرنا شروع کیا۔ جہاں جہاں حجامہ کرتا جاتا درد ختم ہوتا جاتا۔ جب وہ اٹھے تو اپنے پیروں پر چل کر واپس گئے۔ ایک دوا اور وزٹ کے بعد وہ بالکل ایسے درست ہو گئے جیسے کبھی تکلیف ہوئی نہ ہو۔

حجامہ میں احتیاط

جسمانی امراض کے لیے حجامہ بھی دیگر علاجوں کی طرح ایک علاج ہے جس میں معالج کو مکمل مہارت کیساتھ ساتھ غذائے نبوی اور دوائے نبوی کی معلومات ہونی چاہیے انگلینڈ میں پاکستان کی طرح حجامہ بہت عام ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن صرف کوالیفائیڈ ڈاکٹرز کو حجامہ کرنے کا اختیار ہے جبکہ ہمارے ہاں چوکیدار اور ڈرائیور قسم کے لوگ بھی حجامہ کر کے نوٹ چھاپ رہے ہیں۔ اس لیے حجامہ کرانے سے قبل تسلی ضرور کر لی جائے کہ ڈاکٹر قابل ہو اور حفظان صحت کے تمام اصول وہاں لاگو ہوں۔ اگر حجامہ حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق کروایا جائے تو کوئی مضر اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ دراصل حجامہ ایک صحت مند انسان کیلئے ہے تاکہ اسے کوئی مرض نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے **Preventive Therapy** کے طور پر متعارف کرایا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سال میں متعدد مرتبہ بغیر کسی مرض کے حجامہ ثابت ہے۔ حتیٰ کہ جادو جیسی روحانی بیماری کی وجہ سے بھی علاج بالحجامہ اپنایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر مہینے حجامہ کرواتے تھے۔ اسی طرح بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم جب محسوس کر لیتے کہ ان کو حجامہ کی ضرورت ہے تو فوراً حجامہ کروا لیتے۔

آیئے! ہم بھی یہ عہد کریں کہ غیروں کا طریقہ علاج چھوڑ کر اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے مبارک ارشادات (جو کہ دنیائے طب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے

ہیں) کو اپنائیں تا کہ علاج کے ساتھ ساتھ ثواب بھی ملے اور جسمانی آرام کے ساتھ ساتھ روحانی سکون بھی حاصل ہو اور یہ مسنون علاج ہے جس میں ثواب بھی ہے۔ (محاسن اسلام)

حجامہ کے عام فوائد

1۔ خون صاف کرتا ہے اور حرام مغز (Medulla) کو فعال بناتا ہے۔

2۔ شریانوں پر اچھا اثر ہوتا ہے۔

3۔ پٹھوں کے اکڑاؤ کو ختم کرنے کے لیے مفید ہے۔

4۔ دمہ اور پھیپھڑوں کے امراض اور انجائنا کے لیے مفید ہے۔

5۔ سر درد' سر اور چہرے کے پھوڑوں' درد شقیقہ اور دانتوں کے درد کو آرام دیتا ہے۔

6۔ آنکھوں کی بیماریوں اور (Conjunctivities) میں مفید ہے۔

7۔ رحم کی بیماریوں اور ماہواری کے بند ہو جانے کی تکالیف اور ترتیب سے آنے کے لیے مفید ہے۔

8۔ گٹھیا و عرق النسا اور نقرس کے دردوں میں مفید ہے۔

9۔ فشارِ خون میں آرام پہنچاتا ہے۔

10۔ کندھوں' سینہ اور پیٹھ کے درد میں مفید ہے۔

11۔ کاہلی' سستی اور زیادہ نیند آنے کی بیماریوں میں مفید ہے۔

12۔ ناسور (Ulcers)' دنبل (Furuncles)' مہاسوں (Pinmples) اور خارش میں مفید ہے۔

13۔ دل کے غلاف (Pericalrdits) اور ورم گردہ مہاسوں (Nephritis) میں مفید ہے۔

14۔ زہر خورانی میں مفید ہے۔

15۔ مواد بھرے زخموں کے لیے مفید ہے۔

16۔ الرجی میں مفید ہے۔

17۔ جسم کے کسی حصہ میں درد ہو تو اس جگہ لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

18۔ صحت یاب لوگ بھی کرا سکتے ہیں' کیوں کہ یہ سنت ہے اور اس میں بیماریوں سے روک ہے۔

جن امراض میں لوگوں کو حجامہ سے شفا حاصل ہوئی درج ذیل ہیں

کسی بھی علاج سے بعض مریضوں کو مکمل فائدہ ہوتا ہے بعض کو کم اور بعض کو عارضی فائدہ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ شفاء اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے۔ مندرجہ ذیل امراض میں حجامہ سے اکثر مریضوں کو افاقہ ہوا:

1۔ خاص طور پر دردِ سر۔
2۔ ٹینشن کی وجہ سے دردِ سر۔
3۔ ڈپریشن۔
4۔ شقیقہ (Migraine)
5۔ کندھوں کا درد۔
6۔ گردوں کا درد۔
7۔ بلڈ پریشر۔
8۔ سر میں چکر آنا۔
9۔ کان کے اندر آوازیں آنا۔
10۔ کمر کا درد۔
11۔ عرق النسا۔
12۔ ایڑھی کا درد۔
13۔ ٹانگوں کا درد۔
14۔ نفسیاتی مرض۔
15۔ سحر (جادو)
16۔ برص کی بیماری میں افاقہ ہوتا ہے۔
17۔ گھٹنوں کا درد۔
18۔ الرجی۔
19۔ کسی بھی مقام پر درد ہو وہاں حجامہ لگایا جائے انتہائی مفید ہے۔

مرض کا اجر' مریض کی عیادت' تسلی و ہمدردی اور اسکی خدمت کے فضائل

مریض کی عیادت و تسلی اور اس کی خدمت و ہمدردی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونچے درجہ کا نیک عمل اور ایک طرح کی مقبول ترین عبادت بتلایا ہے اور مختلف طریقوں سے اس کی ترغیب دی ہے' خود آپ کا دستور اور معمول بھی تھا کہ مریضوں کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے' ان سے ایسی باتیں کرتے جن سے ان کو تسلی ہوتی اور ان کا غم ہلکا ہوتا' اللہ کا نام اور اس کا کلام پڑھ کر ان پر دم بھی فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔

عیادت کا مفہوم اردو میں یہ ہے کہ کسی رشتہ دار یا عزیز (جو بیمار ہے) اس کے پاس بیٹھ کر اور تھوڑی دیر تسلی دے کر واپس آ جائے۔

عربی زبان میں اس کا مفہوم ذرا وسیع ہے اور جو کچھ بھی طبیب یا نرس مریض کے لیے کرتے ہیں سب عیادت کے مفہوم میں داخل ہے' اس لیے طبیب ان فضائل کے استحضار کے ساتھ مریض کو دیکھے۔

اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی بیمار کی عیادت کے لیے یا اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جاتا ہے تو ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے: تم برکت والے ہو' تمہارا چلنا بابرکت ہے اور تم نے جنت میں ٹھکانا بنا لیا۔ (راہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب باب ماجاء فی زیارۃ الاخوان رقم 2008)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو وہ جنت کے خرفہ میں رہتا ہے دریافت کیا گیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جنت کا خرفہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جنت کے توڑے ہوئے پھل۔ (رواہ مسلم، باب فضل عیادۃ المریض رقم:6004)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ رحمت میں غوطہ لگاتا ہے اور جب وہ بیمار کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو رحمت اس کو ڈھانپ لیتی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ فضیلت تو اس تندرست شخص کے لیے ہے جو بیمار کی عیادت کرتا ہے خود بیمار کو کیا ملتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (رواہ احمد 174/3)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی بیمار کی عیادت کے لیے جاتا ہے وہ رحمت میں غوطہ لگاتا ہے اور جب (بیمار پرسی کے لیے) اس کے پاس بیٹھتا ہے تو رحمت میں ٹھہر جاتا ہے۔ (رواہ احمد 460/3)

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ بیمار کے پاس سے اٹھ جانے کے بعد بھی وہ رحمت میں غوطہ لگاتا رہتا ہے یہاں تک کہ جس جگہ سے عیادت کے لیے گیا تھا وہاں واپس لوٹ آئے۔ (مجمع الزوائد 22/3)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کو عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور جو شام کو عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہتے ہیں اور اسے جنت میں ایک باغ مل جاتا ہے۔ (رواہ الترمذی وقال: ھذا حدیث غریب حسن، باب ماجاء فی عیادۃ المریض رقم 969)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے کیوں کہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح (قبول ہوتی) ہے۔ (رواہ ابن ماجہ باب ماجاء فی عیادۃ المریض رقم 144)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک انصاری صحابی نے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا پھر واپس جانے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: انصاری بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہ کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اچھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ساتھ بیٹھے ہوئے صحابہ سے) ارشاد فرمایا: تم میں سے کون ان کی عیادت کرے گا؟ یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم دس سے زائد افراد تھے۔ ہمارے پاس جوتے تھے نہ موزے ٹوپیاں تھیں نہ قمیصیں۔ ہم اس پتھریلی زمین پر چلتے ہوئے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ (اس وقت) ان کی قوم کے جو لوگ ان کے قریب تھے پیچھے ہٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ جانے والے صحابہ ان کے قریب ہو گئے۔

یہ صحابہ کی زندگی کا ایک نقشہ ہے جو صحت کے بنیادی اصول بیان کر رہا ہے یعنی سادگی اور مجاہدہ اور یہی تبلیغ کے جوہر ہیں۔ (روایت مسلم باب فی عیادۃ المرضی رقم 2138)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جس شخص نے پانچ اعمال ایک دن میں کیے اللہ تعالیٰ اسے جنت والوں میں لکھ دیتے ہیں: بیمار کی عیادت کی جنازہ میں شرکت کی روزہ رکھا جمعہ کی نماز کے لیے گیا اور غلام آزاد کیا۔ (رواہ ابن حبان قال المحقق: اسنادہ قوی: 6/7)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ جو بیمار کی عیادت

کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ جو صبح یا شام مسجد جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ جو کسی حاکم کے پاس اس کی مدد کے لیے جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے اور جو اپنے گھر میں اس طرح رہتا ہے کہ کسی کی غیبت نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری میں ہے۔ (رواہ ابن حبان، قال المحقق: اسنادہ حسن 95/2)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: آج تم میں سے کس نے روزہ رکھا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے پھر دریافت فرمایا: آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں۔ دریافت فرمایا: آج تم میں سے کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے۔ دریافت فرمایا آج تم میں سے کسی نے بیمار کی عیادت کی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی میں بھی یہ باتیں جمع ہوں گی وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا۔ (رواہ مسلم۔ باب من فضائل ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ، رقم 6182)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی عیادت کرو اور جو لوگ ناحق قید کر دیئے گئے ہوں ان کی رہائی کی کوشش کرو۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور زندگی کے بارے میں خوش کن اور اطمینان بخش باتیں کرو۔ مثلاً یہ تمہاری حالت بہتر ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ تم جلد ہی تندرست ہو جاؤ گے) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو روک تو نہ سکیں گی (جو ہونے والا ہے وہی ہوگا) لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا (اور یہی عیادت کا مقصد ہے)۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ مریض ہو گیا تو آپ اس کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا تو اللہ کا دین اسلام قبول کر لے اس نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو وہیں موجود تھے' اس نے لڑکے سے کہا تو ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لے' اس لڑکے نے اسلام قبول کر لیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرماتے تھے: ''حمد اس اللہ کی جس نے اس لڑکے کو جہنم سے نکال لیا۔ (صحیح بخاری)

تشریح: اس حدیث سے ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ بعض غیر مسلم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خادمانہ تعلق رکھتے تھے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر مسلموں کی عیادت فرماتے تھے۔ تیسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ جن غیر مسلموں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ قریب ہونے کا موقع ملتا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنے متاثر ہوتے تھے کہ اپنی اولاد کے لیے اسلام قبول کرنا بہتر اور بھلائی کا وسیلہ سمجھتے تھے۔

معالج کے فرائض وحقوق

تمہید

انسان جب زمین پر آباد کیا گیا تو اسے وہاں پر رہنے کا سلیقہ سکھانے اور سہولتوں سے فائدہ اُٹھانے کا طریقہ سلیقہ سکھانے کے لیے تاریخ کے ہر دور میں رسول آئے۔ یہ لوگوں کو اچھی زندگی گزارنے کا اسلوب سکھاتے تھے جن میں سے ایک صحت مند رہنا بھی رہا ہے۔ تندرستی کو قائم رکھنے اور کھوئی ہوئی صحت کو واپس لانے کی ذمہ داری ایک روحانی علم سمجھا جاتا رہا ہے اور تاریخ کے ہر دور اور ہر مذہب میں علاج کرنے والے مذہبی پیشوا نظر آتے ہیں۔ مصر قدیم میں معبدوں کے پروہت علاج کرتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام علم الادویہ کے بانی تھے کیونکہ جب وہ چلتے تھے تو ہر درخت اور پتھر ان سے مخاطب ہو کر اپنا نام اور فائدہ بتاتا تھا وہ ان کو لکھ لیا کرتے تھے اور اس طرح علم الادویہ پر پہلی کتاب معرض وجود میں آئی۔

ہمارے ہاں تمام علوم کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک "علم الابدان" دوسرے "علم الادیان" یعنی وہ علوم جن کا تعلق جسم انسانی سے ہے جن میں علاج معالجہ کا علم طب سرفہرست ہے۔ دوسرے وہ علم جو انسان کی روح واخلاق سے تعلق رکھتے ہیں۔

علاج معالجہ سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی علاج معالجے کیے ہیں اور معالجین سے رجوع بھی فرمایا ہے۔

معالج کے فرائض: شفا من جانب اللہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم الشفاء کے بارے میں سب سے پہلا اُصول جو

مرحمت فرمایا اسے حضرت ابی رمثہ رضی اللہ عنہ ان کی زبان گرامی سے یوں ارشاد فرماتے ہیں:

انت الرفیق واللہ الطبیب۔ (مسند احمد)

''تمہارا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے۔ طبیب اللہ خود ہے۔''

یہ ارشاد قرآن مجید کے اس ارشاد کی تفسیر میں ہے:

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

شافی مطلق ذات باری تعالیٰ ہے۔ معالج کی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ اپنے محدود علم و عقل کی بناء پر جسم انسانی کو برائے شفاء جن دواؤں سے روشناس کراتا ہے بسا اوقات خود اسے علم نہیں ہوتا کہ ان کی شفاء بخشی کا راز کیا ہے۔ اس لیے ایک حقیقت پسند سائنس دان یہ سمجھتا ہے کہ شفاء دہی اس کا مقام نہیں ہے۔

معالج کی ایک بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ شفاء منجانب اللہ سمجھے اپنے آپ کو اور اپنے علاج معالجہ کو محض ایک ذریعہ اور بہانہ خیال کرے۔ یہی تصور اپنے مریضوں کے اندر پیدا کرے۔ اسی لیے ہمارے اطباء بسم اللہ پڑھ کر نسخہ لکھتے تھے اور اس کی پیشانی پر ھوالشافی تحریر کرتے تھے تا کہ دوا سے زیادہ نظر شفاء بخشنے والے اللہ کریم پر رہے۔

اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت قابل غور ہے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دریافت کیا: ''اے میرے پروردگار! بیماری کس کی جانب سے ہے؟''

اللہ بزرگ و برتر نے فرمایا: ''میری طرف سے۔''

پھر انہوں نے سوال کیا: دوا کسی کی جانب سے ہے؟

جواب ملا: ''دوا بھی میری طرف سے ہے۔''

ان سوالات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا:

"یا ربّ فما بال الطبیب" (اے پروردگار! پھر معالج کا کیا کام ہے؟ اللہ ربّ العزت نے جواب دیا: معالج کے ہاتھ دوا بھیجی جاتی ہے۔)

صحیح تشخیص

ایک معالج کی اوّلین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مرض کی صحیح تشخیص کرے جب تک اسے اصل بیماری کا علم نہ ہوگا' مناسب دوا تجویز کرنا ممکن نہ ہوگا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

من طبّبَ ولم یُعلم منه الطّبُّ قبل ذٰلک فهو ضامن.

(جس کسی نے مطب کیا وہ علم طب میں اس سے پہلے مستند نہ تھا اور اس سے کسی کو تکلیف ہوئی تو وہ اپنے ہر فعل کا ذمہ دار ہوگا۔) مفسرین کا کہنا ہے کہ مریض کو اگر کسی عطائی معالج سے نقصان ہو تو یہ قابل مواخذہ تو ضرور ہے مگر اس کے ساتھ کسی مریض کی مدت علالت یا اذیت میں اپنے علاج کی وجہ سے اضافہ کرنے یا مستند معالج کے پاس جانے سے روکنے پر بھی عطائی کو سزا ہو سکتی ہے۔

صحیح دوا

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم العلاج کا اہم ترین اُصول عطا کیا ہے جسے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

و اذا صیب الدواء الدّاء برأ باذن اللّٰہ۔ (مسلم)

(جب دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت رکھیں تو اس وقت اللہ کے حکم سے شفاء ہوتی ہے)

یہ ایک اہم انکشاف ہے کہ علم الامراض اور علم الادویہ کو باقاعدہ جانے بغیر نسخہ نہ لکھا جائے کیونکہ مرض کی نوعیت سمجھے بغیر دوائی کے اثرات کی مطابقت ممکن نہ ہو سکے گی۔ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ وہ طب کا علم جانے بغیر علاج کرنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔

معالج کا دوسرا فرض یہ ہے کہ وہ تشخیص کے مطابق صحیح دوا دیں۔

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب زاد المعاد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے:

''ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی دوا ہے' سو جب کسی مرض کے موافق صحیح دوا مہیا ہو جاتی ہے تو حکم الٰہی سے شفاء ہو جاتی ہے۔'' (زادالمعاد جلد دوم)

یہ کھلی بددیانتی ہوگی کہ کوئی معالج جان بوجھ کر غلط دوا دے۔ اصل دوا اپنے پاس نہ ہو تو پیسے بٹورنے کے لیے یا دفع الوقتی کے لیے اصل دوا کی جگہ کوئی متبادل غیر مؤثر دوا دے دے۔

صحیح مشورہ

ہر معالج کی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ مریض کو اپنے در سے رد نہ کرے بلکہ درست اور صحیح مشورہ دے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے چھ حق ہیں۔'' صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا: ''وہ کیا ہیں؟'' حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ایک بات بتلائی: ''جب تم سے کوئی نصیحت اور مشورہ مانگے تو اسے مخلصانہ مشورہ دو۔''

دوا کے ساتھ دُعا

صحت اور شفاء اللہ پاک کے قبضہ قدرت میں ہے۔ دوا اس کا ایک بہانہ اور ذریعہ ہے۔ ہم روز دیکھتے ہیں کہ ایک معالج ایک ہی بیماری کے دو مریضوں کو ایک ہی دوا دیتا ہے' ایک کو آرام آ جاتا ہے مگر دوسرا صحت یاب نہیں ہوتا۔ لہٰذا لازم ہے کہ دوا کے ساتھ شافی الامراض سے شفاء کی دُعا بھی کی جائے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا یہ واقعہ خود بیان فرماتی ہیں کہ میرے ہاتھ کی ایک انگلی میں پھنسی نکل آئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس وزیرہ ہے؟ میں نے عرض کیا' جی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا' اس پر وزیرہ لگاؤ اور دُعا ان الفاظ میں کرو:

اَللّٰھمّ مصغِرَ الکبیر و مکبر الصغیر صغِرَ مَابِی۔ (زاد المعاد)

خود حضور ختمی مرتبت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذاتی واقعہ ہے کہ آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نماز کے دوران سجدہ کی حالت میں تھے کہ ایک نامراد بچھو نے دست مبارک پر ڈنک مار دیا' نماز سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمک منگوائے' اسے ایک برتن میں ڈالا اور جہاں بچھو نے کاٹا تھا اس جگہ انگلی پر ڈالتے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر مسح کرتے جاتے تھے اور کلام اللہ کی آخری دو سورتیں (سورۃ الفلق اور الناس) پڑھتے جاتے تھے۔" (مشکوۃ المصابیح' زاد المعاد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اسوۂ حسنہ سے ہمارے معالجین کو سبق سیکھنا چاہیے۔

مریض کے رازوں کی حفاظت

معالج کی یہ ایک پیشہ ورانہ ذمہ داری ہے کہ وہ کسی صورت میں بھی مریض کا کوئی راز افشاء نہ کرے۔ بیمار اپنے معالج سے ہر بات بیان کرنے پر مجبور ہوتا ہے وہ کوئی اچھی بری بات چھپائے تو نہ صحیح تشخیص ہو سکتی ہے نہ درست علاج ہو سکتا ہے۔ اب اگر معالج لوگوں کو اس کی کمزوریاں بتلانا شروع کر دے وہ غریب کہیں کا نہ رہے گا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"المستشارُ مؤتمنٌ" "جس سے مشورہ کیا جائے وہ امین ہے۔" (ترمذی)

"المجالس بالامانة" (مجلسیں امانت ہیں) (ابوداؤد)

اذ حدث رجلٌ رجلاً بحدیث ثم التفت فھو امانۃ.

"جب ایک آدمی دو آدمیوں سے کوئی بات کرے تو وہ اس کی امانت ہوتی ہے۔" (ابوداؤد' ترمذی)

گویا کسی کا راز افشا کرنا یا کسی کو غلط مشورہ دینا اتنا ہی بڑا جرم ہے جتنا کسی کی امانت میں خیانت کرنے سے ہوتا ہے۔

معالج کے حقوق

ایک معالج کا سب سے بڑا حق اور اس کے زیر علاج مریض کا اہم ترین فریضہ ہے کہ وہ اپنا حال صحیح صحیح بیان کر دے نہ کسی بیماری کو چھپائے نہ کوئی غلط بیانی کرے۔ بعض لوگ صحیح

کیفیت بیان کرنے میں بخل سے کام لیتے ہیں۔ بعض لوگ شرم سے چھپاتے ہیں، کبھی تکلیف میں اظہار بے جا مبالغے سے کام لیتے ہیں یہ سب جھوٹ کے ذیل میں آتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

"الکذب یھلک" (جھوٹ انسان کو ہلاکت میں ڈالتا ہے۔)

معالج کو جب صحیح کیفیت کا علم نہ ہوگا وہ نہ درست تشخیص کر سکے گا نہ صحیح دوا تجویز کر سکے گا۔

مریض کا کامل تعاون

معالج کا دوسرا بڑا حق یہ ہے کہ اس کا زیر علاج مریض اس پر پورا پورا اعتماد کرے اور اس سے کامل تعاون کرے۔ معالج کا تو یوں بھی بڑا درجہ ہے ہمیں تو عمومیت کے ساتھ یہ تعلیم دی گئی ہے۔

"تعاونوا علی البرّ والتّقوٰی"

(ہر نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں باہم تعاون کرو۔ "المائدہ")

معالج کے ساتھ تعاون کی بڑی صورت یہ ہے کہ دوا ہدایت کے مطابق استعمال کرے، پرہیز میں اس کے مشورہ کو مقدم رکھے، خورد و نوش میں اس کی ہدایت پر عمل کرے۔ (تبلیغی و اصلاحی خطبات جلد 3)